۷۰۸
۷۰۹
حدیقۃ الاسلام
الہام ربانی

حضرات شیعہ ملاحظہ فرمائیں

قال اللہ تعالیٰ ان الدین عند اللہ الاسلام

الحمد للہ والمنت کہ درین ایام میمنت فرجام نسخہ مفید خاص و عام

مسمی بہ

عقیدۃ الاسلام

السید حسین صاحب دامت برکاتہ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ بمقام لکھنؤ محلہ نورگنج

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی رضوی طبع شد

حق فروشات بنام
سید شمشاد علی و سید امداد علی تاجران کتب
چوک کمیری منڈی لکھنؤ ہونی چاہیے

بار اول … قیمت ۵/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدک اللّٰھم یا من ارسل الرسل وبعث الانبیاء للھدایۃ الی خیر السبل و
نصب الاصفیاء لارشاد العباد من الجھل المضل والصلوٰۃ والسلام علی
سید الاصفیاء محمد ن المصطفی الذی مھد الضوابط والقوانین لاحکام
المعارف والعقائد بالشرع المبین واوضح مسالک للمعرفۃ والیقین و علمنا
مناھج الدین والبراھین۔ ووضع لنا المدارک بتجرید الحق عن الشرک لینجیا
عن المھالک واغواء الشیاطین واوصلنا الی نھایۃ العقول وعلی آلہ
الذین جعلھم اللہ ائمۃ المھدیین الراشدین وخصھم من بین
العالمین بالکمالات الطیبین الطاھرین عن الجنابات والنجاسات المعصومین
عن الزلات الدالین الی النجاۃ ائمۃ اھل الارضین و سادۃ اھل السموات صلوٰۃ
متعاقبۃ متوالیۃ کتعاقب الآنات وتوالی الساعات بعد از حمد و نعت
احقر عباد رب المشرقین سید محمد حسین ابن العلامۃ الفھامۃ جناب السید حسین صاحب

دامت شموس افاداتہ ساطعہ ولازالت بدور افاضاتہ لامعہ بخدمت جملہ اخوان مومنین وخلان موقنین عرض کرتا ہی کہ باتفاقات زمانہ و کشش آب و دانہ بمقام کوٹہ راجپوتانہ اس حقیر کا ورود ہوا اور وہان محفل خلد مشاکل سرکار ابد قرار عالیجناب تقدس مآب قمر رکاب فلک انتساب فخر حاتم در عطا مشہور دیار وامصار در جود وسخا شمس فلک تمکنت بدر سماء دولت افضل الحاج والمعتمرین رافع الویہ دین ناصر العلماء والمجتہدین الامیر الافخم المکرم والمولی المعظم البری من الشین جناب السید جعفر حسین صاحب دامت معالیہ مین حضوری ہوئی اور عطوفات عامہ اور فیوضات شاملہ ممدوح سے سرفرازی اور ممتازی حاصل ہوئی ایک روز صحبت مذاکرہ ومناظرہ فیمابین نحیف وبعضے علماء اہل سنت وجماعت وبعضی فرق دیگر گرم تھی اوسمین کچھ تقریر ایسی ہوئی کہ پسند طبائع خواص وعوام آگئی بعد اوسکے سرکار ممدوح نے بزبان دُرفشان مخاطب باین ہیچمدان ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی رسالہ اثبات حقیت اسلام ومذہب اثنا عشری مین لکھا جاوے ایک عنوان جدید سے تاکہ وہ باعث ثبوت حق ناحق سے اور قول فاصل حق وباطل مین ہو تو نہایت انسب معلوم ہوتا ہے اگرچہ نحیف حلیہ علم وکمال سے بالکل معرا اور پیرایہ دانش سے مبرا ہے علاوہ ازین کثرت اشتغال وتوزع بال وتشتت حال وعدم اطمینان معاش اور خوف حساد وفساد وترددات دنیاودنیہ وظلمات وصدمات امواج فتن وضربات حوادث زمن ووفور الام ومحن وورود افکار وشجن وتراکم وجنات غموم وتلاطم لطمات

ہموم مانع لتعیل حکم اشرف تھا مگر مقتضائے وقت و ذخیرۂ آخرت سمجھکر بزبان
صاف شفاف عام فہم بیان مین چند اوراق تحریر کئے تھے وہ بھی بسبب
عوائق و علائق مثل خاطر پریشان منتشر و پریشان تھے اس زمانہ مین بوجہ مفارقت
ممدوح الذکر ایک قسم کے تذکرہ کے طور پر پھر وہ خیالات تازہ ہوئے اور مین نے
اون اوراق منتشرہ کو جمع کرکے ہدیہ ناظرین باتمکین کیا حتی المقدور الفاظ
سخت و درشت سے اجتناب کیا ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم
وبہ نستعین وعلیہ التکلان وہو خیر من اعان وہا انا نشرع فی المقصود متوکلا
علی مفیض الخیر والجود جاننا چاہیے کہ اس کتاب کے تین حصہ کئے گئے ہین
حصہ اول مین اثبات صانع و صفات ثبوتیہ و سلبیہ و عدل و نبوت
مطلقہ کا بیان ہے اور حصہ ثانی مین نبوت خاصہ اور امامت و معاد
وغیرہ کا بیان ہے وحصہ ثالثہ مین مختصر حالات خلفائے راشدین کا
ذکر ہے بالفعل حصہ ثانی کو نظر بہ عموم البلوے حصہ اول قرار دیکر
ہدیہ خدمت اصحاب الصاف وارباب مومنین بے اعتساف مین
کیا گیا اگر طبائع مومنین و ناظرین مشتاق بقایای کتاب ہونگے تو انشاء اللہ
اوسکی تالیف مین بھی کوشش کیجاویگی دعوے مسلمانون کا یہ ہے
کہ بعد حضرت عیسے روح اللہ پیغمبر خدا جناب محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
وآلہ ہین اور دلیلین اس دعوے پر بہت ہین لیکن یہان پر چند دلائل مذکور ہوتی ہین

اول دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

کہ باتفاق مخالفین اور موالفین پیغمبر خدا صاحب عقل سلیم و ذہن مستقیم تھے
اور عاقل ایسا دعوے جھوٹا جس مین نقصان جان و مال و ہلاکت عیال
واصحاب متصور ہو بغیر ضرورت قوی اور حاجت ضروری کے نہین کر سکتا
اور استحصال جاہ و مال و حب جاہ اس کا باعث ہونا کمال بعید ہے اسواسطے
کہ استحصال جاہ و مال بغیر اس دعوے کے ممکن تھا اور اور بنوانون سے
کیونکہ موافقت قوم اور خوشنودی اونکی اور اونکے افعال و اقوال مین شریک
ہوکر اونکے دلون مین جگہ پیدا کر کے بہت کچھ حاصل کر سکتے تھے بلکہ بادشاہ
اونکے اور تمام عالم کے حسن تدبیر سے اور حکمت سے بن جا سکتے تھے اور
سوا اسکے بہت سے قریش نے چاہا کہ حضرت کو مال کثیر دیدین اس
عوض مین کہ وہ اپنے دعوے سے بعض آویں اور آنحضرت نے قبول
نہین کیا جیسا کہ کتب سیر مین مشہور ہے اور یہ بھی کہا تھا کہ آپ کو ہم اپنا
حاکم بھی کرتے ہین مگر حضرت نے قبول نہ کیا پس یقیناً اونکو مطلوب حکومت
دنیوی نہ تھی بلکہ وہ مبعوث خدا کی طرف سے اور مامور اظہار حق کے تھے

دوسری دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

قطعاً معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے فعل کا مرتکب ہو کہ اوس کی
جہت سے اوسکے اعزہ و اقربا اور بزرگون کو ایذا مین پہنچین ہر آئینہ
اوسکے بزرگ اوسکو منع کرینگے اور اگر نہ مانیگا تو سب کے سب اوس سے
اعراض کرینگے اور اوسکا ساتھ چھوڑ دینگے اور لااقل یہ ہے کہ اوس کو

بُرا ضرور کہین گے اور جہان تک ممکن ہوگا اوسکی اصلاح مین کوشش کرینگے بلکہ بعضے اہل غیرت اور حمیت اولاد نالائق کو بہ سبب اونکے افعال موذیکے اور سب کے برا کہنے کے اوسے مار ڈالتے ہین اور اعزہ اور قریب کے لوگ بہت اچھی طرح سے اپنے عزیز کی باتونکو اونکے چال وچلن کو جانتے ہین اور حضرت کو ابوطالب علیہ السلام نے پالا اور ابتدا سے انتہا تک اون کے حالات سے بخوبی واقف تھے پس اگر ذرا بھی کذب حضرت کا ابوطالب پر ظاہر ہوتا تو کبھی اون کا ساتھہ نہ دیتے اور ضرور حضرت کو قید کرلیتے اور مارے یا نکال دیتے یا قتل کرلیتے اور باوجودیکہ ابوطالب نے حضرت کے سبب سے کیسی کیسی ایذائین اوٹھائین اور شعب مین بند ہوے اور مدت تک بند رہے اور تمام قریش بلکہ تمام عرب اِن کے دشمن ہوگئے اکثر قریش مثل عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ اور ابوسفیان ابن حرب ابوالبختری بن ہشام اور اسود بن المطلب اور ولید بن مغیرہ کے اور جہل بن ہشام اور عاص بن وائل اور امثال انکے ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے ابوطالب تمھارے بھتیجے نے ہمارے خداؤن اور ہمارے بتون کو اور ہمارے دینون اور ہمارے اخلاق کی بہت مذمت کرنا شروع کی ہے پس یا تو آپ اوسے منع کرین یا آپ دخل نہ دین ہمارے اوسکے درمیان مین پس حضرت نے اونھین ٹالدیا اور رسولخدا نے اوسی طرح دعوت حق کیطرف کرنا شروع کی تا اینکہ قریش کو بہت عداوت حضرت سے بڑھ گئی اور آپس مین مشورہ کرکے ابوطالب کے پاس پھر آئے اور کہا کہ اے ابوطالب آپ ہملوگونمین مسن اور صاحب

شرف ہین اور ہمنے آپ سے چاہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو روکین اور منع کرین مگر وہ کسی طرح پر نہین مانتے اور اب ہم کو صبر اپنے خداؤن کے عیوب سننے کا باقی نہین پس اب ہم پھر آپ سے تاکید اً کہتے ہین کہ یا تو آپ منع کیجیے اونکو یا آپ اور وہ ہم سب کے سب آپس مین لڑبھڑلین تا اینکہ ہم دونون فریقون مین سے ایک فریق ہلاک ہو جاوے یہ کہکر وہ سب کے سب چلے گئے اور حضرت ابو طالب کو اس بات کا بڑا ملال ہوا نہ تو اپنی قوم کا ترک کرنا خوش آیا اور نہ بھتیجے کا چھوٹنا ممکن معلوم ہوا پس حضرت سے کہا کہ اے فرزند قوم ہماری ہمارے پاس آئی اور یہ کہہ گئی ہے پس تو اپنے نفس کو اور مجکو بھی ہلاکت مین نہ پھنسا اور جس امر کی مجھے طاقت نہین اوس مین مجھے مبتلا نکر پس حضرت کو گمان ہوا کہ ابو طالب میری نصرت سے دست بردار ہوے اور اونکی راے مین بدا واقع ہوا فرمایا اے چچا اگر سورج کو میری داہنے طرف اور چاند کو میرے بائین طرف رکھین گے جب بھی مین اپنے دعوے سے باز نہ آؤنگا تا اینکہ خدا کا امر ظاہر ہو یا مین ہلاک ہو جاؤن پھر حضرت آب دیدہ ہو کر اپنے چچا کے پاس سے اوٹھ کھڑے ہوے اور وہان سے چلے جو ہین ابو طالب نے یہ دیکھا پکار کے فرمایا ادھر آ اے فرزند برادر ادھر آ اے فرزند برادر پس حضرت پھرے ابو طالب نے کہا جا اے فرزند جو تیرے جی مین آئے وہ کہہ مین کبھی تیری نصرت سے دست بردار نہونگا پس جبکہ قریش نے دیکھا کہ کسی طرح پر ابو طالب محمد سے دست بردار نہین ہوتے عمارہ ابن ولید مخزمی کو جو بہت خوبصورت جوان تھا ابو طالب کے پاس لائے اور کہا آپ اسے قبول کرین اور محمد صلعم کو ہمین دیدین ابو طالب نے

کہا تم نے انصاف نہ کیا اپنا فرزند تمھین قتل کرنیکو دیدون اور تمھارے فرزند کو
پالنے کے واسطے لون یہ مجھ سے کبھی نہ ہوگا پس مطعم ابن عدی بن نوفل نے کہ
وہ ابوطالب کا دوست تھا کہا کہ اے ابوطالب تم کسیطرح پر نہین مانتے ہرچند
سب چاہتے ہین کہ تم کو ایذا نہ پہنچے مگر تم کسی طرح پر قبول نہین کرتے بخدا تم کو
اب بڑی بڑی باتین تمھاری قوم کے ہاتھ سے پہنچینگی کیونکہ تم منصاف نہین کرتے
اوسوقت ابوطالب نے کہا واللہ تم اور تمام قوم بے انصافی کرتی ہے اور تو نی
میرے خذلان پر اجماع کیا ہے اور قوم کو مجھپر کھینچتا ہے پس جو کچھ تم سے ہو سکے
وہ کرو یہ سنکر سب کے سب برافروختہ ہوگئے اور تمام قبیلے مجتمع ہوئے اور جو جو
لوگ ایمان حضرت پر لائے تھے اون پر سختیان کرنے لگے اور عذاب کرنی لگی
اور خدا نے اپنے رسول کو اونکے چچا کی وجہ سے محفوظ رکھا اور بنی ہاشم اور بنی
مطلب ابوطالب کی طرف جمع ہوے اور حمایت کرنمین مصروف ہوے مگر ابو طالب
ہرچند ابوطالب نے اوس کو فہمایش کی مگر اوس نے نہ مانا اور جبکہ مسلمانونپر
بہت مدت گذری سختیان اور تکلیفین اوٹھاتے تو بہتیر دن ۔ بزبانی انکار دین اسلام سے کیا مگر دل سے مسلمان تھے اور جبکہ کفار عذاب
کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ لات وعزا خدا ہین اور جبکہ
نجات پاتے تھے تو پھر اسلام ظاہر کرتے یہان تک کہ اون کو قید کیا اور
دھوپ مین صفا اور مروا کے درمیان پتھرون پر سخت عذاب پہنچایا مگر حضرت
رسول تک بہ سبب حمایت ابوطالب کے نہ پہنچ سکتے تھے پس آپس مین
عہدنامہ لکھا کہ بنی ہاشم سے مناکحت اور مجالست نکرینگے اور نہ صلہ بن

عکرمہ ابن ہاشم بن عبد مناف کاتب اوس عہدنامہ کا ہوا ور اوسی خانہ
کعبہ مین جاکر لٹکایا اسوجہ سے بڑی تنگی بنی ہاشم وغیرہ پر ہوئی پس سب
کے سب ہمراہ ابوطالب کی شعب مین مجتمع ہوئے اور ابولہب ان سب کو
چھوڑکر چلا گیا اب کھانے پینے کی بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ کچھ آب وطعام
کوئی ظاہرا اون تک پہنچا نہین سکتا تھا مگر خفیہ طور پر تھوڑا تھوڑا پہنچا تھا کہ
وہ کافی نہین ہوسکتا تھا اور کوئی اونکے پاس نہ پہنچا تھا اور نہ وہ کہین نکل
نہ سکتے تھے یہ بہت شدید مصیبت رسول خدا نے اور اونکے اہلبیت نے
مکہ مین اوٹھائی دو یا تین برس تک اس تکلیف مین بسر کی ابوجہل ابن ہشام
نے ایک روز حکیم ابن حزام بن خویلد کو دیکھا ایک غلام پر کچھ طعام بار کیے
ہوئے اپنی پھوپی خدیجہ بنت خویلد کے واسطے لیے جاتا تھا کیونکہ وہ معظمہ بھی
ساتھہ رسول خدا کے شعب ابوطالب مین تھین پس ابوجہل نے کہا کہ
ہائین تو رسول خدا کے واسطے طعام لیے جاتا ہے اور اوسے پکڑ لیا اور کہا
کہ مین تجھے جانے نہ دونگا جب تک تجھکو مکہ مین رسوا نکرونگا اسی ہنگام مین
ابوالبختری آپہنچا اوس نے دیکھکر پوچھا تم دونون کیون تکرار کر رہے ہو ابوجہل
نے کہا یہ کھانا لیے جاتا ہے محمد کے واسطے ابوالبختری نے کہا کہ اوسکی پھوپھی محمد
کے پاس ہے اور اوسکے واسطے لیے جاتا ہے تو اوسے کیون منع کرتا ہے
چھوڑ دے اسکو ابوجہل نے کہا مین نچھوڑونگا پس ابوالبختری نے ایک ہڈی
اونٹ کے کلہ کی ابوجہل کو ماری کہ اوسکا سر پھٹ گیا اور پکڑکے ایک جھنجوری دی
پس وہ چلا گیا مگر اس نے بخیال شماتت بنی ہاشم اس کا کچھ ذکر نہ کیا

پس جب کہ خدا نے چاہا ابطال صحیفہ اور بنی ہاشم کو رہائی دینا اوس کا
سامان یون مہیا کیا کہ ہشام ابن عمر ابن حارث کہ بھائی تھا نضیلہ بنی ہاشم کا
اور صاحب شرف عزت فرزندان عامر ابن لوی مین تھا رات کو وقت
ایک اونٹ پر کچھ طعام بار کئے ہوے شعب کی طرف بنی ہاشم اور بنی المطلب
کیواسطے لاتا تھا اور دور جبکہ دروازہ پر پہنچا تھا تو اونٹ کو مار کر شعب مین
داخل ہوتا تھا اور پھر چلا جاتا تھا اور پھر اوسی طرح پر لاتا تھا کبھی خرمہ
پہنچا جاتا تھا ایک مرتبہ وہ زہیر ابن امیہ مخزومی کے پاس گیا اور کہا کہ ای
برادر زہیر ہم کھاتے پی تے شادی بیاہ کرتے ہین اور ہمارے اخوال کس
مصیبت مین پھنسے ہوے ہین جیسا کہ تمھین معلوم ہے مین قسم کھاتا ہون
کہ اگر اخوال ابو الحکم اس حال مین ہوتے اور تجھ سے لوگ اس امر کی قسم لیتے
اور ایسا معاہدہ لیتے تو تو کبھی نکرتا اوس نے کہا پھر مین کیا کرون کیونکہ مین
تنہا ہون میرا کوئی شریک نہین اگر کوئی بھی ہوتا تو مین ضرور نقض معاہدہ
کرتا اوس نے کہا ایک تو تیرا ساتھی ہے پوچھا کون کہا مین زہیر نے کہا ایک
تیسرا بھی کوئی پیدا کر پس وہ مطعم ابن عدی کے پاس گیا اور اوسی بھی راضی
کیا اوس نے کہا ہم تنہا ہین کہا دوسرا مین ہون اور تیسرا زہیر ہے اوسنے
کہا کچھ چوتھا بھی ہونا چاہیئے پس یہ فوراً ابو البختری ابن ہشام کے پاس
گیا اور اوسے بھی ویسی ہی غیرت دلائی اوس نے بھی تنہائی کا عذر کیا
اوس نے چار ادمی بتلائے پس اوس نے کہا کہ پانچوین کو بھی تجویز کر لیں
اوس نے زمعہ بن اسود کو بھی شریک کر لیا پس یہ سب کے سب رات کو اعلاے

مکہ پر مجتمع ہوئے اور آپس مین عقد قیام کیا کسر صحیفہ پر پس سب کے سب
صبح کو اوٹھے اور زہیر نے ساتھ مرتبہ طواف خانہ کعبہ کیا اور باواز بلند کہا
کہ ایہا النّاس ہم کھاتے پیتے ہین اور بنی ہاشم ہلاک ہوتے ہین مین کبھی نہ
بیٹھونگا جب تک یہ صحیفہ پھاڑ نہ لیا جاوے گا اور ابو جہل ایک گوشہ مسجد
مین بیٹھا سن رہا تھا اوس نے کہا کہ ہم صحیفہ کو ہرگز چاک ہونے دین گے
ربیعہ نے کہا اے ابو جہل تو جھوٹا ہے ہم کبھی اس پر راضی نہ تھے جب کہ یہ
لکھا گیا تھا ابو البختری نے کہا سچ ہے قسم بخدا ہم بھی راضی نہ تھے اس پر اور
نہ اقرار اوس کے مضامین کا کرتے ہین پس مطعم نے کہا مین بھی تصدیق
کرتا ہون اوس کی جو یہ کہے اور جو اوس کے خلاف کہے اوسکی تکذیب
کرتا ہون اوسوقت ابو جہل نے کہا یہ مشورہ رات کو ہوا ہے جو تم اسوقت
اظہار کر رہے ہو پس صحیفہ پھاڑ ڈالا گیا بعضے روایات مین ہے دیمک
اوس کو بالکل کھا گئی تھی مگر جسقدر باسمک اللّٰھم لکھا تھا وہ باقی رہگیا تھا
پس ابو طالب وغیرہ شعب سے باہر نکلے اور جب تک جیتے رہے حمایت
کیا کیے پس اگر ذرا بھی اون پر جھوٹ حضرت کے دعوے کا ثابت ہوتا
تو کبھی ایسی ایسی مہالک مین اپنی تئین نہ ڈالتے ور ساتھ چھوڑ دیتے بلکہ خود
آنحضرت کو ایذائین دیتے کہ وہ حضرت ایسے دعوے سے باز آ لے
پس اون کا ثابت رہنا اور حمایت کرنا اور ایسے مہالک مین بھی
ساتھ دینا دلیل ظاہر اون کی نبوت اور سچائی کی ہے ❖❖❖

تیسری دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

کہ بعد ابوطالب کے جبکہ کوئی آنحضرت کا ناصر و مددگار نہ رہا اور کفار
مکہ نے حضرت سے بہت عداوت شدید بہم پہنچائی تو حضرت نے
جوار مطعم ابن عدی اختیار کیا پھر چین نہ ملا اور اپنا دعوہ ۔ نچھوڑا تا اینکہ
ابولہب نے کیسی کیسی تکلیفین آنحضرت کو پہونچائین اور وہ حضرت فرماتے
تھے گروہ مردم گواہی دو کہ خدا ایک ہے اور ابولہب ہر گھر کے پیچھے کھڑا ہو
حضرت کے پیرون مین پتھر مارتا تھا کہ پاؤن آنحضرت کے زخمی ہو
جاتے تھے اور خون بہا کرتا تھا اور زوجہ ابولہب راہ مین راتونکو کانٹے
بچھایا کرتی تھی ایک روز اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت اب تو ہم پر
سخت تکلیف ہے اور تحمل مصائب باقی نہین ہے آپ خدا سے
دعا کیجیے کہ خدا ہم سے دفع کرے اس سختی کو حضرت یہ سنکر بیٹھ گئے
اور چہرہ حضرت کا سرخ ہو گیا اور فرمایا کہ تم سے پہلے لوگون کو اگر لوہے
سے اونکے گوشت کو ہڈیون سے جدا کرتے تو بھی وہ لوگ کبھی دین کو
نچھوڑتے اور آرے سے اونہین چیر ڈالتے تھے جب بھی وہ اپنے دینکو
نہ ترک کرتے تھے اور ہر آئینہ مبارک کرے گا خدا اس امر کو تا اینکہ
سوار صعا سے یمن کو جاوے اور بھیڑیا اوسکی بھیڑیون پر نگہبان رہے
اور اوسکو سوائے خدا کے اور کسیکا خوف نہو گا اور ایک روز وہ
جناب راہ مین تشریف لئے جاتے تھے اور عمار پر سخت عذاب ہو رہا تھا
پس حضرت نے فرمایا بشارت ہو تجھے اے عمار کہ وعدہ گاہ تمہارا بہشت
اور مادر عمار پر سخت عذاب ہوا کہ ابوجہل نے اونکو شہید کیا اور ابوجہل

بہت سخت کلام حضرت سے کیا کرتا تھا ایک روز وہ سخت زبانی حضرت
سے کر رہا تھا اور بنی ہاشم بھی جمع ہو گئے تھے کہ حضرت حمزہ کا ادھر گذر ہوا
پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے ایک عورت نے کہا اے ابو یعلی ابو جہل آپ
کے بھتیجے کو ملتا رہا ہے پس حضرت حمزہ کو غصہ آگیا اور ابو جہل کے پاس
جا کر اوسے اوٹھا کر زمین پر پٹک دیا اور اوسکی کمان چھین کر اوس کے
سر پر ماری اور لوگ چار طرف سے مجتمع ہو گئے اور قریب تھا کہ فتنہ و فساد
فیمابین برپا ہو پس لوگون نے کہا کہ اے ابو یعلی کیا دین محمد اختیار کر لیا
اوسوقت حضرت نے غصہ مین فرمایا ہان اور شہادتین کو زبان پر جاری
کیا جبکہ اپنے گھر مین آئے تو اپنے اس فعل پر نادم ہوے اور حضرت کے
پاس گئے اور کہا اے محمد یہ دعوے تمہارا حق ہے حضرت نے اون کے
جواب مین ایک سورہ قرآن کا تلاوت کیا حضرت حمزہ نے بخوبی سمجھا کہ
دین حق یہی ہے بخوشی اسلام قبول کیا اور ابو طالب اور رسول خدا کو بڑی
خوشی ہوئی پھر حضرت بعد انتقال ابو طالب ثقیف مین طائف کیطرف اس
امید پر چلے کہ شاید کوئی آنحضرت سے بہ محبت پیش آئے جبکہ وہان پہنچے
تین آدمیون کو سرداران بنی ثقیف سے دیکھا پس حضرت اون کی طرف
متوجہ ہوے اور اپنا حال اپنی قوم کی ایذا رسانی اور سب شکایتین بیان
کین ایک نے کہا مین پردہ خانہ کعبہ کے چورا لونگا اگر خدا نے تجھے کسی چیز کے
ساتھ مبعوث کیا ہوگا اور دوسرے نے کہا کہ خدا کیا عاجز تھا کہ سوا تیرے
کسی دوسرے کو بھیجتا اور تیسرے نے کہا کہ اب مین تجھسے کلام نکرون گا

قسم بخدا اگر تو رسول خدا ہے تو ہم سے زیادہ شرف رکھتا ہے پس ہم تجھسے
بات نہین کرسکتے اور سب نے حضرت کو جھڑک دیا اور اپنی قوم سے
حضرت کا حال بیان کیا سب نے دوررویہ صف باندہ لے اور حضرت
بیچ بین اون کے گذرے کوئی قدم نہ اوٹھاتے تھے کہ دونو طرف سے
لوگ حضرت کو پتھر مارتے تھے تا این کہ دونو پیرون سے خون بہنے لگا
پس حضرت کمال حزن وملال و درد مین ایک دیوار سے تکیہ کرکے بیٹھ
گئے اور اوس حاطہ مین عتبہ بن ربیعہ ابن شیبہ ابن ربیعہ رہتا تھا جبکہ
حضرت کو بیٹھے دیکھا تو بہت برا معلوم ہوا بہ سبب دشمنی کے پس اپنے
عداس نامے غلام کو حضرت کے پاس بھیجا جبکہ وہ حضرت کے پاس آیا
حضرت نے پوچھا تو کہان کا رہنے والا ہے اوسنے کہا مین نینوا کا رہنے والا
ہون پس حضرت نے فرمایا نینوا شہر بندۂ صالح یونس ابن متی کا ہے پس
عداس نے کہا آپکو حال یونس کسنے بتایا اور حضرت کبھی کسی کو پیغام
رسالت مین حقیر نجانتے تھے جواب مین فرمایا کہ مین رسول خدا ہون
اور خدا نے مجھے خبر یونس ابن متی کی دی ہے جبکہ حضرت نے نشان
یونس ابن متی غلام سے بیان کی وہ غلام پیرون پر گر پڑا اور پیرونکے
بوسہ دینے لگا اور خون حضرت کے پیرون سے بہ رہا تھا جب عتبہ و
شیبہ نے غلام کا یہ حال دیکھا تو چپ ہورہے اور غلام جب آیا تو پوچھا
کہ تجھے کیا ہوگیا محمد کے پیرون کو چومتا تھا تو نے ہمارا تو کبھی بھی ایسا ادب
نہ کیا اوسنے کہا یہ مرد صالح ہے اس نے ایک بات ایسی کہی جو شان

رسول سے ہے لیں وہ دونو ہنسنے لگے اور کہا تجکو نصرانیت کافی نہوئی تو
اس مکار کے فریب مین آگیا بعد اسکے حضرت پھر طائف سے پھرے اور
حضرت معتمر تھے پس حضرت کو بے کسی کے مجیر ہوے مکہ مین داخل ہونا
مکروہ معلوم ہوا پس حضرت نے ایک قریشی کو کہ وہ باطنا مسلمان ہوچکا تھا
اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ تو اخنس بن شریق کے پاس جاکر اوسے کہہ محمد تجھسے
کہتا ہے کہ تو مجھے مجیر کرلے کہ مین طواف وسعی کرلون کہ مین معتمر ہون پس
وہ اخنس کے پاس آیا اور اخنس سے پیغام بیان کیا اوس نے کہا کہ
مین حلیف ہون حلیف مجیر نہین ہوسکتا پس جبکہ اوسنے انکار کیا تو آنحضرت نے
سہیل ابن عمر کے پاس کہلا بھیجا اوس نے بھی انکار کیا پس حضرت نے
مطعم ابن عدی کے پاس کہلا بھیجا کہ تو مجھے مجیر کرلے کہ سعی اور طواف کرلون
جبکہ مطعم نے یہ پیغام سنا کہا کہ کہان ہین محمد اوس نے حضرت کے مقام
قیام بتانے کو مکروہ سمجھا اور کہا قریب ہے یہان سے مطعم نے کہا کہدو کہ آوین
اور طواف اور سعی کرین مین نے تم کو مجیر کیا پس رسول خدا آئے اور
مطعم نے اپنے بھائیون اور فرزندون سے اپنے بھائی طعمہ ابن
عدی سے کہا کہ ہتیار باندہ لو کہ مین نے محمد کو اجیر کیا ہے اور کعبہ کے
حوالی مین تم لوگ موجود رہو جب تک کہ وہ سعی وطواف کرین
خبردار کوئی اونھین تکلیف پہچانے نہ پائے پس دس آدمی حضرت
کے حافظ ہوے اور حضرت طواف کیطرف مشغول ہوے ابوجہل نے
دیکھکر پکارا کہ اے معاشر قریش یہ محمد تنہا آیا ہے اور نام اسکا ابوطالب

مرچکا ہے اب تم اسے آنکر قتل کرو طعمہ نے کہا اے ابوجہل کچھ کلام
نکر کہ محمد کو ابو وہب مطعم ابن عدی نے مجیر کیا ہے پس جبکہ حضرت فارغ
ہوے طواف سے تو مطعم کے پاس کہلا بھیجا اور کہا ای ابو وہب تو نے
مجھے مجیر کر کے مجھ پر احسان کیا پس اب جوار کو مجھ سے اوٹھا لے
اوس نے کہا تو میرے جوار مین کیون نہین رہتا فرمایا مجھے برا معلوم ہوتا ہے
کہ ایک شب سے زائد جوار مین کسی کافر کے رہون مطعم نے پکار کر
کہا کہ اے قریش اب تم جانو اور محمد کہ اب میرے جوار سے وہ باہر ہو گئے
ہین یہ سب حالات بتواتر اہل خبر و سیرت اہل تواریخ نے لکھتے ہین
اور مسلمان بھی ایسی باتین جھوٹ بے فائدہ نہ لکھتے بلکہ وجدان سے
بداہتہ یہ امور ثابت ہین کہ جب کوئی شخص اپنی قوم کی مخالفت کرے گا
اور اپنے قوم پر لعن وطعن کریگا اور اونکے خداؤن کو برا کہیگا اور اونکے
دین کی مذمت کرے گا تو لا محالہ لوگ اوس کے دشمن ہو جادین گے
اوسی طرح طرح کی ایذائین پہنچائین گے جیسا کہ وہ لوگ کہ جو فی الجملہ
دین سے واقف تھے مثل یہودیون کے جیسا کہ اونھون نے جبکہ
حضرت عیسے کو اون کی مذمت اور اونکے دین وخیالایات کی تسفیہ
کرنا شروع کی باوجودیکہ وہ اونکے پیغمبرون کی اولاد احفاد مین سے
تھے اونھون نے اون کو کیسی کیسی ایذائین پہنچائین تا اینکہ قتل و مصلوب
اپنے گمان مین کیا اور یہان تو حضرت ایسی قوم مین مبعوث ہوئے
کہ جن کو سوائے کشتی اور درشتی اور لوٹ مار کے کچھ نہ معلوم تھا

پس یہ لوگ کیونکر صبر کرتے اور چپ کے ہو رہتے لامحالا حضرت کو
ایذائین ضرور پہچائین اور حضرت نے صبر کیا بلکہ غور کا مقام ہے کہ ایسے
ایک شخص تن تنہا کو خصوصًا بعد وفات ابو طالب لوگون سے زندہ
کیونکر رہنے دیا اور قتل کیون نہ کر سکے سوا اسکے کہ خدا اون کا حافظ ہوا
اور خدا نے اونھین محفوظ رکھا ورنہ ایک آدمی اتنے جم غفیر اور انبوہ
کثیر کی مخالفت کرکے زندہ رہے اور پھر اوس کا امر مضبوط ہو جاوے
عقل قبول نہین کرتی خلاصہ یہ کہ باوجود اس حمیت کے غیرت کے
ایسی ایسی تکالیف کیون اوٹھاتے اور اپنے عزیزون کو کیون ایسی
ایسی تکلیفین پہنچنے دیتے اور عزیز کیون صبر کرتے پس یہ امور حمیت
کے بالکل برخلاف تھے اگر واقع مین مجبور اس دعوے پر کیئے گئے
ہوتے تو کبھی ایسا نہ کرتے اور خدا نے بھی اگر نہ بھیجا ہوتا
تو خدا بھی کبھی حفاظت نہ کرتا اور ضرور قتل ہو جاتے ؛

چوتھی دلیل حضرت کی نبوتکی یہ ہے

اس مین شک نہین کہ حضرت کے آبائے کرام بہت شریف خاندان
اور کریم اور بزرگ تھے کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے اور ضعیفون پر رحم
کرتے تھے اور مہمان نواز تھے جیسا کہ عبد المطلب کے شعرائے جاہلیت
نے مثل مطرود خزاعی اور ابن زلعری نے تعریفین کین ہین اور اسیطرح
قصہ اصحاب فیل کا انکی بزرگی پر گواہ عدل ہے اسی طرح پر ایلاف کا

قصہ اونکی متانت اور عقلمندی ہاشم و مطلب پر گواہ ہے اور ایلاف مین
اختلاف ہے ایک معنے تو یہ ہے حضرت ہاشم کثیر السفر والتجارہ تھے اور
راہ مین بہت خوف لوگون کو چورون سے رہتا تھا پس ہاشم نے
خوش تدبیری سے بادشاہ مین اور شام اور حبش اور ملوک روم اور اور
رؤسا سے قبائل عرب کو اپنی تجارتون مین شریک کرلیا تھا اور اونکی
طرف سے خود جا کر تجارت کرتے تھے اور نفع اون کو بہی پہنچاتے تھے
اور وہ سب کے سب حافظ ہوتے تھے اور حفاظت کرتے تھے پس
آپس مین فریقین کی صلاح اور دونو کو نفع تھا اور دوسرے معنی ایلاف کے
یہ ہین کہ ہاشم نے قبائل عرب کے رؤسا پر کچھہ مقرر کرلیا تھا کہ وہ سب
ہاشم کو دیا کرین تاکہ حمایت اہل مکہ مین اہل شرور سے لوٹ مار کرنے
والون سے حفاظت کیجاسے اسلیئے کہ بہت عرب کچھہ مکہ کے گھر کے
اور حرم محترم کی شرافت و عزت نہ جانتے تھے مثل طے اور قضاعہ اور خثعم
اور بعض حرث ابن کعب سے پس ہاشم نے اس بات مین قدم رکھا
اور ایلاف کے ساتھہ قیام کیا اور اسی طرح پر حلف الفضول بھی متعلق
آبائے حضرت سے حضرت تھا چنانچہ اوسکی تعریف بہت لوگون نے
کی ہے اور بنی ہاشم نے حلف کو مقرر کیا تھا اور شریک اوس مین بنی اسد
اور بنی مطلب اور بنی زہرہ اور بنی تیم اور بنی مرہ تھے اور ابن جدعان کے
گھر مین ماہ حرام مین سب کے سب جمع ہوئے اور آپس مین عقد کیا اور
ہاتھون پر ہاتھہ مارے ان باتون پر کہ ہم سب مظلوم کا ساتھہ دیکر اوسکا حق

ظالم سے دلوادین گے اور کسی پر کسی کو ظلم نہ کرنے دین گے چنانچہ مال زبیدی اور قیمت اوسکے کاسہ کی اور لڑکی تاجر خشعمی کے قتول انسنا بہ سبب اسی حلف الفضول کے لیکر مظلومون کو پہنچادیگی اور مکہ مین جو لوگ قوی تھے وہ سب ظلم کرلیتے تھے مختصر یہ ہے کہ سب نیک افعال اس کواثر ہین کہ قبیلہ آنحضرت کا اشرف قبائل تھا اور اونھین مین ایلاف اور حلف الفضول اور فادہ اور سقایہ تھا وہ سب کے سب نیک افعال تھے اور جھوٹ نہ بولتے تھے اور پیغمبر بھی داخل حلف فضول تھے پس جھوٹ بولنا حضرت کی قوم کے شیوہ سے نہ تھا پس پیغمبر ایسا جھوٹا دعوے کیون کرتے جیساکہ انکے کسی دعوے مین ابتدا سے انتہا تک جھوٹ نہین معلوم ہوا

پانچوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

کہ حضرت سب پیغمبرون کے معجزہ بیان کرلیتے تھے کہ عیسیٰ کا یہ معجزہ موسیٰ کا یہ معجزہ تھا مثلاً اور پھر یہ بھی کہتے تھے کہ مین سب سے افضل ہون پس اگر حضرت خود کوئی معجزہ نہ رکھتے تو پھر یہ دعوے منافی کیونکر سکتے تھے اسی سے معلوم ہوا کہ صاحب معجزہ تھے اور سچے تھے

چھٹی دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

کہ حضرت علی کا صاحب عقل ہونا اور حلیم وخلیق ہونا تحریر کافہ مورخین سے معلوم ہوتا ہے پس اون کا ایمان آنحضرت پر لانا دلیل ہے اونکی صدق دعوے پر

ساتوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

کہ مبعوث کرنا پیغمبر کا خدا پر واجب ہے خصوص ایسے وقت مین پس اگر پیغمبر بہیجے نہ تھے تو خدا پر واجب تھا کہ کسی دوسرے کو مبعوث کرتا اور جبکہ دوسرا پیغمبر مبعوث نہوا تو ضرور ہمارے پیغمبر برحق تھے

آٹھوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

حضرت سے نے اصول معارف حقہ لوگون کو بتائے اوسوقت کہ جب کوئی اون سے واقفیت نہ رکھتا تھا سب کے سب منہمک بت پرستی مین تھے اور اخلاق فاضلہ اور تہذیب اور سیاست مدن کے طریقہ تمام احکام و اوامر و نواہی ایسی ایسی اچھی تعلیم کی کہ اگر کوئی منصف مزاج اگرچہ حضرت کی پیغمبری کو نہ مانتا ہو بہ نظر انصاف دیکھے تو کہے گا کہ یہ شخص بڑا حکیم ہے اون باتون کو جن کو بڑے بڑے حکماء نے مدت مدید اور زمان مدید مین بڑی بڑی فکرون سے ایجاد کیا اور بیان کیا اس شخص نے تھوڑی مدت مین تھوڑے زمانہ مین ویسی یا اونسے بہتر بتادین اور پیغمبر کی ضرورت انھین امور کی واسطے ہوتی ہے پس معاذاللہ اگر وہ پیغمبر نہ بھی ہون پھر احتیاج دوسرے پیغمبر کی نرہی اور یہ کام سواے پیغمبر کے کہ جسکو خدا کیطرف سے سب علوم حاصل ہوجاوین ہو ہی نہین سکتا پس ضرور پیغمبر تھے

اسلئے کہ حضرت نے کسی سے کچھ نہین پڑہا اور علم نہین سیکھا کیونکہ کسی کتاب
مین یا کسی تاریخ مین حضرت کے پڑہنے کا ذکر مذکور اور موجود نہین اور
قطع نظر اس سے کر کے دیکھین تو پھر آخر حضرت پڑہتے کس سے
یا یہود سے اور اون کی سخافت اور بے دینی ظاہر ہے کہ اونھون نے
عیسے کو قتل کیا اور اسیطرح پر نصارا تثلیث کے قائل ہو گئے
اور اگر اپنی قوم سے حاصل کرتے تو ہم اون کے چند جہالت کے حالات
بیان کرتے ہین اگرچہ فاضل معتزلی نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر ہم
بہت تھوڑے سے بیان کرین گے منجملہ اون کے یہ ہی کہ جب خشک سالی
ہوتی تھی اور مینہ نہین برستا تھا تو عرب مدار اور گھیکوار کے درخت
کو اوکھاڑتے تھے اور کانون مین گاے کے باندہتے تھے اور اوسمین
آگ لگا دیتے تھے اور اوسکو پہاڑ پر چڑہا دیتے تھے اور پیچھے پیچھے دعاے
بارش کرتے جاتے تھے اور آگ سے تفاول بجلی کا کرتے تھے اور پچھم
کیطرف اوسے ہانکتے تھے اور اون مین سے جسکو بچھو کاٹتا تھا تو اوسے
گھنٹے پنہاتے تھے اسواسطے کہ گھنٹون کے بجنے سے مشغول ہو جاویگا
اور زہر اثر نہ کرے گا اور اگر سو جاوے گا تو زہر سرایت کریگا اور وہ مر جائیگا
اور بعضون کا یہ عقیدہ تھا کہ اگر شیشہ اوس پر لٹکائے یا پہنائین تو وہ
مرجاوے گا اور بعض اعراب سے پوچھا کہ تم گہنہ پہنانے سے کیا اسکا
جاگتے رہنا مقصود رکھتے ہو اوس نے کہا کہ گہنا جگا نہین سکتا ولیکن
یہ سنت ہے کہ بطور میراث ہمنے باپ دادا سے اخذ کی ہے اور اونمین سے

بلیہ ہے اور وہ ایک ناقہ کو کہتے ہین جسکو مردہ کی قبر پر باندہ دیتے تھے
یہانتک کہ بے آب و دانہ وہ مرجاوے چنانچہ جب کوئی بزرگ مرجاتا تھا
اوس کے ناقہ کو یا اونٹ کو گڑھے مین اولٹا لٹکا دیتے تھے اور آب و
گیاہ نہین دیتے تھے یہانتک کہ وہ مرجاتا تھا بعد مرنے کے اوسے
جلادیتے تھے اور یہ اعتقاد تھا اون کا کہ اگر اوس کے لیے بلیہ نہ کیا
جاوے گا تو محشور پیادہ پا ہوگا اور اگر بلیہ ہوگا تو وہ اُس پر سوار ہوگا اور اسکی
وصیت مرتے وقت اپنی اولاد سے کرتے تھے اور اون مین سے تعشیر ہے
اور وہ یہ ہے کہ جب کسی گاؤن مین جاتے تھے تو بسبب خوف جنات اور
وبار کے اوس کا دفعیہ کرتے تھے کہ دروازہ پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ
گدہے کیطرح سے چیختے تھے اور اسی آواز کو تعشیر کہتے ہین اور اوس مین سے
ایک رتم ہے یعنے جب کوئی سفر کو جاتا تھا تو ایک ڈورہ لیکر درخت کے ٹہنے
مین باندہ دیتا تھا اور جب پھر کر آتا تھا تو اوس ڈورہ کو دیکھتا تھا اور اوسے
اوسکی حالت اصلی پر پاتا تھا تو جانتا تھا کہ ضرور بی بی نے خیانت نہین کی
اور زنا نہین کیا اور اگر اوسے اوسکے حال پر نہ پاتا تھا تو سمجھ جاتا تھا کہ ضرور
بی بی نے کوئی بدفعلی کی ہے اور اون مین سے تعویذ کا باندھنا تجار کے
واسطے تھا اور اون مین سے مقلات ہے اور اوس کے معنے یہ ہین کہ
جس عورت کا فرزند نہ جیتا تھا وہ شہید کے گرد سات مرتبہ پھرتی تھی
اور اوس کا عنوان ایک بعنوان بدہوتا تھا اور اوسی سے سقوط سن ہے
وہ یہ کہ جب کسی لڑکے کا دانت ٹوٹتا تھا تو اوسے انگوٹھی اور کلمہ کی

اونگلی سے پکڑ لیتا تھا اور آفتاب کے سامنے وقت طلوع آفتاب
جا کر کھڑا ہوتا تھا اور کہتا تھا اے آفتاب میرے دانت کو بہتر دانت
سے بدل دے اور اوسکی تاریکیون مین اپنی روشنی کو جاری کر
اور اون مین سے تنجیس ہے یعنی جب کسی پر خوف کرتے تھے کہ اسے
جنون ہو جاوے گا یا خبیث ارواحین اسسے چمٹ جاینگی تو اوسکی
نجاست کی چیزین لٹکا دیتے تھے مثل لتہ حیض اور مردہ کی ہڈی کے
اور گمان یہ کرتے تھے کہ تنجیس سے ہر قسم کا جنون اور آسیب رفع ہو
جاتا ہے مگر عشق نہین جاتا اور اسکا علاج نہین چنانچہ ایک عورت
نے اپنے فرزند کو تنجیس کی تھی مگر وہ نہ بچا اور مر گیا تو اوس نے کچھ شعر
نظم کیے اور ابو مہدیہ موت سے پناہ مانگنے کے لیے ہمیشہ اپنی پیٹھ پر
ہڈی مردہ کی لٹکائے رہتا تھا اور اونمین سے اختلاج چشم ہے جب کیسکی
آنکھ پھڑکتی تھی تو وہ کہتا تھا کہ ہمارے دوست سے ملاقات ہوگی او
اور آنکھ پھڑکنے کا وہم تو اب تک لوگون مین باقی ہے اور اسی طرح
گنی ہے جبکہ کسی کو عشق کسی کا ہوتا تھا اور کسی طرح پر اوسے تسلی
نہ ہوتی تھی تو اوسے پھر ایک شخص چڈہی چڑہاتا تھا اور دوسرا
ایک لوہا گرم کرکے اور اوسکے چڈھون کے درمیانمین داغتا
تھا پس اون کے گمان مین عشق اوسکا جاتا رہتا تھا اور اسی طرح پر
علاج تاخیر عقد ہے یعنی جب کسی عورت کی شادی نہوتی تھی تو
وہ ایک طرف کے سر کے بال لٹکاتی تھی اور دوسری طرف کی آنکھ

مین سرمہ لگائی تھی اور ایک پاؤن سے کھڑی ہوئی تھی اور رات کو یہ کرشمہ
کرتی تھی اور کہتی تھی اسے نکاح مین نکاح قبل صباح چاہتی ہون
پس اوس کا نکاح جلدی سے ہوجاتا تھا چنانچہ ایک شخص نے ایک
اپنے دوست کی مادر گرامی کو یہ امر کرتے ہوئے دیکھا اور کہا تجھے خبر
نہین تیری مان شوہر کی خواہش رکھتی ہے اور حال یہ ہے کہ اوس کے
فرزندون مین جو سب سے چھوٹا ہے وہ ادھیڑ ہوچکا ہے تجھے چاہیے کہ
اوس کو قتل کرتا کہ اس فعل سے باز رہے اور اوس مین سے کسرادلنے
ہے چنانچہ جب کوئی مہمان یا عزیز جاتا تھا اور مقصود یہ ہوتا تھا کہ پھر کر نہ آئے
تو اوسکے پیچھے برتن توڑتے تھے چنانچہ اب تک یہ عقیدہ فاسدہ بعض
لوگون مین باقی ہے اور اوس مین سے ایک چھینک کا ماننا ہے
جیسا کہ اب تک عوام کالانعام مین جاری ہے اور اون مین سے
عورتون کا پیشاب کرنا تھا دونو صفون کے درمیان مین جبکہ لڑائی
ہوتی تھی یعنے اون کے موت سے لڑائی کی آگ بجھاتے تھے اور یہ
بطور اعتقاد تھا اور اون مین اعتقاد بوجود غول وغیرہ تھا اور اون مین
سے یہ اعتقاد تھا کہ ہر شاعر کیلیے ایک شیطان ہوتا ہے اور سوا اس کے
ہزارون باتین سفاہت اور حماقت کی اون مین مروج تھین پس
ایسے ایسے سفیہ اور احمقون مین پیغمبر کس سے پڑھتے اور کون اونکو
سکھاتا اور اگر سکھاتا بھی تو ایسی ایسی فضول باتین سکھاتے پس اونکو
طرق حکمت اور یہ عقل اور تہذیب اخلاق اور سیاست مدن اور تدبیر منزل

اور رفاہت معاش و معاد اور اعمال حسنہ اور افعال مستحبہ اور عبادتون
کے طریقہ اور سب طرح کے عمدہ عمدہ قانون کس نے سکھائے
ضروری غیب سے اون کے پردہ دل مین تعلیم دی گئی تھی اور
یہ امور اون کی نبوت کی بہت بڑی قوی دلیل ہے ؛ ؛ ؛

دسوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

کہ اگر حضرت جھوٹے تھے تو خدا پر واجب تھا کہ اونھین معزول کرتا
جیسا مسلیمہ کذاب وغیرہ کو کیا نہ کہ عروج دیتا اور تمام عالم مین اوسکے
کمالات کو مشہور کرتا جیسا کہ خود قرآن مجید اس دلیل کا ناطق ہے
جیسا کہ قران مین ہے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ اہ یعنے اگر
پیغمبر ہماری طرف سے بعض باتین بناتا تو ہم گرفتار کرلیتے اوسے
داہنی طرف سے اور قطع کرلیتے اوس کے وتین کو پس کوئی تم مین
سے ہمارے اوس کے درمیان مین حائل اور مانع نہین ہو سکتا تھا

گیارھوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

پیغمبر نے دعوۂ پیغمبری ایسی قوم مین کیا کہ جس مین نہ کوئی کتاب تھی
نہ کوئی حکمت تھی بلکہ سب کو حق سے اعراض تھا یا تو بت پرست
تھی یا دین لشبہ اور مکر و فریب کرنے والی تھی مثل یہود یا تثلیث کے
قائل تھے مثل نصاریٰ کے اور یا دو خداؤن کے ماننے والی اور محارم سے

نکاح جائز جاننے والے تھے مثل یہود کے اور یہ کہا کہ مین اسلیئے مبعوث ہوا ہون کہ مکارم اخلاق تمہین سکھاؤن اور تکمیل سب کے نفوس کی قوت علمیہ اور عملیہ مین کرون اور عالم کو نورانی کرون پس ایسا ہی کیا اونہون نے اور اپنے دین کو سب دینون پر غالب کردیا اور معنی نبوت کے یہی ہین کیونکہ نبی وہ ہے کہ علاج امراض قلبیہ کا کرے اور نفس بشریہ کے تکمیل کرے اور جبکہ پیغمبر کی تاثیر قلوب مین پورے طور سے ہوے اور سب کے دلی امراض کا علاج اونھون نے ایسا کیا کہ اثر پذیر ہوا پس قطعاً اون کی نبوت ثابت ہوئی اور یہ برہان بہت قوی ہے اسواسطے کہ ہمنے بحث ماہیت نبوت سے کرکے دیکھا کہ جس طرح پر یہ ماہیت اون مین پائی گئی دوسرے مین نہین پائی گئی پس اونکا نبی ہونا ثابت ہوا اب ہمکو ضرور ہوا کہ ہم سب مذاہب سے بحث کرین اگرچہ آئندہ پھر ہم بحث امامت مین اکثر مذاہب سے بحث کرین گے ولیکن اس جگہ بھی ہم بحیثیت مذاہب موجودہ سے وقت پیغمبر مین بحث کرتے ہین پس بعد بحث کے ہمپر ثابت ہوتا ہے کہ کل مذہب پوچ تھے اور آپکی شریعت سب سے صاف تر اور پاک تر ہے چنانچہ سب سے بڑھ کر مذہب قوی مذاہب باطلہ مین مذہب حکما ہے کہ کسی دین کے پابند نہین اور کسی پیغمبر کا اعتقاد نہین رکھتے مثل اکثر حکماے یونان اور فرنگ کے اوران لوگون کی آرا سخافت ظاہر ہے پس اورون کا کیا ذکر ہے اور ان لوگون کی سخافت رائے بدون انکے خیالات کے جانے ہوسے

ممکن نہین اور وہ بہت طول چاہتا ہے یہ رسالہ گنجایش اونکے بیان کی نہین رکھتا لہذا ہم نے کتب کلامیہ پر اوسکو چھوڑکر صرف اتنی بات پر اکتفا کیا کہ اونکا قول ہے کہ عقل پر اکتفا کرنا چاہیے جو بات عقل کے موافق ہو اوسے اختیار کرو اور کسی دین کا پابند نہ ہونا چاہیے اگرچہ اون کی عقل کے موافق ہے لیکن عقل سلیم اس کا انکار کرتی ہے اسلیے کہ محض عقل پر پابند رہنا اور کسی دین کے ساتھ متدین نہونا موجب فساد عظیم ہے اور کوئی امر دنیوی اور نظام عالم بدون کسی پابندی کے ٹھیک اور درست نہین رہسکتا چنانچہ بعض ملوک فرنج سے نقل کیا ہے کہ اوس نے کہا کہ اگر کوئی دین و شریعت نہوتی تو مین ایک دین ایجاد کرتا اسواسطے کہ بدون پابندی دین و شریعت کے بڑے بڑے مضار اور مفاسد مترتب ہوتے ہین اسواسطے کہ جو اعتقاد اسکا نرکھے گا کہ مین کسی کا بندہ ہون اور وہ قاہر اور قادر ہے پس وہ ارتکاب معاصی کریگا ہان جس کا ضرر دنیا مین متصور ہوگا وہ نکرے گا اور یہ بڑا مفسدہ عظیمہ ہے اور اگر بنظر انصاف دیکھا جاوے تو عقل متوسط ہر چیز کی حقیقت کے دریافت کرنیسے قاصر معلوم ہوتی ہے تا اینکہ خود نفس و عقل کی ماہیت عقل نہین دریافت کرسکتی اور اسی طرح پر تمام ماہیات حق کے اور واقع کے طور پر دریافت نہین ہوسکتے بلکہ حیرت اور پریشانی بڑہ جاتی ہے اور شک بڑہ جاتا ہے پس جبکہ چھوٹے چھوٹے چیزونکی ماہیت عقل دریافت نہین کرسکتی تو خدا کی کنہ اور اوس کے صفات اور

اور اوامر و نواہی کے مصالح عقل کیونکر دریافت کر سکتی ہے اور یہی باعث ہے کہ اس مقام پر تمام عقلا متحیر ہین اور درک اپنی حقیقت کا نہ کر سکے اور شاید اسی وجہ سے حکماء فرنگ نے حکمت اللہ مین خوض و فکر ترک جاتا ہے کہ اوس سے سوائے حیرت کے کچھ حاصل نہین ہوتا کیونکہ یہ امور بالکل غیب محض ہین جس کو اوس مین مطلقاً مداخلت نہین اور یہ گمان کر لیا کہ کسیکو جائز نہین کہ جسکو دیکھا نہین اوسکی واقعیت کے حق ہونیکا اقرار کرین اور واقعی مقام مشکل ہے اور تمام عالم مین اختلاف شدید ہو رہا ہے ہندی حکماء قائل بت پرستی کے ہین اور اوس مین بحث کرتے ہین اور مخالف کو جھوٹا جانتے ہین اور اون کے یہان بھی علما اور زہاد ہوتے ہین اور اونہین بھی اپنے مذہب کا اعتقاد پورا پورا ہے اور یہ کہ اپنا مال و جان تک اپنے مذہب کی باتون مین عزیز نہین رکھتے اور اسی طرح پر یہود اپنے موسےٰ کیواسطے اور نصاریٰ عیسےٰ کے واسطے اور مسلمان اپنے پیغمبر کے واسطے اور حکماء اپنے عقول کے واسطے اور سب نے اپنے اپنے مذہب کے اثبات مین بڑی بڑی کتابین لکھی ہین اور رات دن اوس کی ترویج اور تعلیم مین مصروف رہے پس یقیناً یہ سب سچے نہین اور خالی زلل اور گمراہی سے نہین پس جبکہ یہ غلغلہ اور معرکہ درپیش ہوا تو ہم نے سب کے دینونکو اونکے اصول و فروع کی راہ سے دیکھنا شروع کیا اور پھر ادیان متاخرہ کو ادیان قدیمہ سے بہتر پایا اور اون سب مین اسلام کو بہتر پایا پس

ہمنے اسلام کو اختیار کیا اسواسطے کہ جسقدر قبائح اسلام مین پیدا
ہوتے ہین اوسے بڑھ کر قبائح اور سب دینون مین پیدا ہوتے ہین
پس ترجیح اسیکو ہوئی جس مین قبائح کم ہون چنانچہ ہمارے متکلّمین
نے اس مین تفصیلاً لکھا ہے اسواسطے کہ جب ہم نے مسلک کل حکما کو دیکھا
تو اون مین بھی بڑا اختلاف پایا اونکی بنا بالکل عقل پر ہے اور عقل اس
مقام پر حیران ہے ایک کہتا ہے آسمان ہے ایک کہتا ہے نہین ہے
ایک کہتا ہے آسمان حرکت کرتا ہے ایک کہتا ہے زمین حرکت کرتی
ہے ایک مدعی استحالہ خلا ہے ایک مدعی خلا ہے اور ہر شخص اپنی اپنی
دلیل پیش کرتا ہے اور سوائے اس کے بہت سے خیالات ایسے
بھی ہین اگر اون سے پوچھا جائے ابتداء خلق افلاک سے اور اوسکے
انتہا سے اور علت چلن سے تو سوائے حیرت کچھ جواب نہین دے
سکتے پس دین کی تاریکیون مین اونکی عقل پر ہم کیونکر اعتماد کرلین اور
اونکے امور پر کہ جنکا مستند صرف اونکی عقل ناقص ہے اگر اعتماد کرین
اور پیغمبر مثل محمدؐ کے بات کو نہ مانین حالانکہ یہ مدعی حس کے اور مشاہدہ کا
دعوہ کرلیتے ہین کہ خدا نے اس کلام کو نازل کیا ہے اور خدا نے
مجھے مبعوث کیا ہے اور اسکا حکم دیا ہے اور اس سے منع کیا ہے
اور پھر اس بات پر اون کو اصرار بھی ہے اور کوئی جلب منفعت
دنیوی اس پر موقوف نہین بلکہ اپنی قوم کے لوگون کی موافقت سے
منفعت بھی ہوتی ہے اور اون کی مخالفت مین مضرت ہے اور پھر

اونکے قوانین بھی اچھے اور باتین بھی موافق عقل سلیم کے ہین
سیاست مدن وغیرہ کے متعلق اور اون کے حالات دیکھنے سے
یہ بھی یقین ہو چکا ہے وہ جھوٹ نہین بولتے تھے پس ان سب
امور سے ہم کو جزم اون کی حقیت کا ہو گیا اور بعد اس کے پھر اگرچہ
اکثر احکام اصلیہ و فرعیہ کا حال ہم پر بسبب اونکی باریکی کے اور غیب
محض ہونے کے نہ ظاہر ہو پس اس مین شک نہین کہ قول مدعی
جس کا محض مدعی عقل کے قول سے بہتر ہو گا اور مشرکین وغیرہ کا
استدلال اپنی رواۃ اور اپنے اوتار سے محض خرافاتی باتین ہین کیونکہ
اون کا اصل وجود ہی نہین معلوم ہوتا اور ہم ان حضرات کے کلام سے
اور اون انصاف محامد او صاف سے ان باتون کو سمجھتے ہین نہ محض
گڑھی ہوئی کہانیون اور حکایتون سے اسواسطے کہ ہم نے اون کے
کلام کو دیکھا تو سب کے کلام سے بہتر پایا اون کے تمام بنی نوع کے
کلام سے اور کسی کے کلام کو اونکے کلام سے کچھ نسبت نہ پائی اور
رواۃ نے بھی ویسا ہی حال اون کا عبادت اور زہادت اور عقل و
علم و حلم کا بیان کیا اور سوا اون کے کسی مین ایسی باتین نہ پائین
اور بقدر مسلم بین العقلا فی الجملہ ہم اپنے دین کے موافق عقل سے
پاتے ہین اسلیئے کہ حسن و قبح اشیاء کے عقلی ہونے کے قائل ہین پس
ہم کو یقین ہوا کہ یہ دین حق ہے اور کوئی تعلیم اون کی تعلیم سے عقلاً بہتر
نہین پائی جاتی جیسا کہ حضرت نے فرمایا کہ شریعت عقل ظاہر ہے

اور عقل شریعت باطن ہے اور اصول اعتقاد ہمارے یہان کے
بالکل سب اپنے عقل پر رکھے گئے ہین اور علم ہر چیز کا فرعیات مین ہرگز نہین
معلوم ہو سکتا جیسا کہ ادویہ حارہ سے تپ جاتی رہتی ہے حالانکہ
عقل کے بالکل خلاف ہے اسواسطے کہ آگ سے آگ اور زیادہ
ہوتی ہے نہ کہ کم پس عقل کہان دریافت کرسکتی ہے اس جزئی کو چہ جائیکہ عیوب مخفیہ

بارھوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

صحیفہ حکی کے باب ثانی مین زبان عبری مین بشارت نبی مابعد کا نام
حیمدث لکھا ہے اور حیمدث کے معنے احمد و محمد ہین اور چالیس بشارتین
حضرت کی مذکور ہین کما فی ھذ بادیرابی سفر الاستثناء اور عبارت
اوس کی یہ ہے ویومشہ لصواہ ایلائی ھیطبوا اشیو دبماد د المیم اللہ
الی طیب الذی قالونا بی اقیم لاھیم ھمانت احلیھیم کاما وخاو
نبیا ونائی ذیار بفیو ودفیما ایسھیم ایث کل اشلیما اھو نو واہ ای یم (اقیم)
لھم من بین اخو تھم نبیا مثلک قرآن مین ہے انا ارسلنا
الیکم رسولا کما ارسلنا الی فرعون و ثانی کلامی بفیہ و ما ینطق عن الھوےٰ
اہ ویکلم لھم کل الذی اوصیہ وکل الانس لا یسمعون الکلام
الذی یکلم باسمی انا اطالبہ من عامۃ قومہ اس بشارت مین
پانچ صفتین بیان ہوئی ہین کہ سواے حضرت کے اور کسی مین وہ پائی
نہین گئین پہلے بنی اسرائیل کے بھائیون سے ہونا دوسرے حضرت

موسی سی مشابہ ہونا تیسرے ظہور کلام خدا اونکی زبان پر جو تھے تبلیغ کلمات خدا بنام خدا پانچوین استیصال اوس شخص کا جو اون کی متابعت نکرے پہلی صفت ظاہر ہے کہ آنحضرت حضرت اسماعیل کی اولاد سے ہین اور وہ بھائی ہین اسرائیل کے اور بنی اسماعیل بھائی بنی اسرائیل کے ٹھہرے جیسا نسب شریف کے روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور قرآن مجید مین بھی مذکور ہے کہ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاھِیْمَ صاف صاف دلالت کرتا ہے آنحضرت کے بنی اسرائیل کے بھائی ہونے پر دوسرے مثل حضرت موسےٰ کے ہونا پس یہ بہت سے وجوہ سے ثابت ہے مثل سفر حضرت وسفر موسےٰ کے مدین کیطرف اور آنحضرت کی ہجرت مدینہ کیطرف اور کثرت پیغمبرونکی امت موسےٰ مین اور کثرت علما کی امت حضرت مین اور کتابین بہت کثرت سے علماء امت آنحضرت کی مثل کثرت صحیفون انبیاء بنی اسرائیل اور تین کتابین قرآن مجید اور نہج البلاغۃ اور صحیفہ کاملہ مثل توراۃ و انجیل و زبور اور یہ آپس مین لفظاً اور وصفاً اور معنیً مشابہت تامہ رکھتے ہین جیسے کہ صنایع وبدایع مین اور حضرت موسےٰؑ کی سلطنت بنی اسرائیل پر تھی اور حضرت کو بنی اسماعیل پر جس طرح پر حضرت موسےٰ کا لشکر کثیر تھا ویسا ہی حضرت کا اور قوت مذہب اور اصول وفروع کے قوانین اور جہاد تلوار سے اور قتل بنی اعمام اور پیدا ہونا آنحضرت کا باپ سے مثل حضرت موسےٰ کے اور حکم مشرک کے قتل کا

اور شادی بیاہ کرنا اور اولاد کا پیدا ہونا اور عروج بکلام خدا اور بعد مین حضرت کے اوس شخص کا چھوڑنا جسے لوگ خدا کہین جسطرح حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ ہوے کہ نصاریٰ اون کو خدا کہنے لگے اور حضرت رسول خدا کے بعد حضرت امیر کا کہ اونکو نصیری خدا کہنے لگے اور اصول و فروع حضرت کی شریعت کے مثل اصول و فروع شریعت موسوی کے مثل تحریم خنزیر اور سود کے اہل حق سے اور جمع بین الاختین اور تحریم اوس مچھلی کی جس پر چھلکا نہو اور اکثر احکام عبادات اور ایقاعات کے جیسا کہ اربع عسریمؑ مین اور مشنے مین اور طالمود فقہ یہود مین مفصل مذکور ہین اور اسی طرح لکتب اور زبان مین کہ اون کی زبان عبری تھی ان کی عربی اور خط بھی جیسے ان کے یہان سیدہی طرف سے لکھتے ہین اون کے یہان بھی سیدہی ہی طرف سے لکھتے ہین اور صورتون مین اور ڈہاریون مین اور چادر اور عبا اور قبا ہیئت آستین کی اور کرتے اور جبہ اور ٹوپیان اور عمامہ مین بھی مشابہت تامہ موجود ہے جیسا کہ تصویرین جو کہ حضرت موسیٰؑ کی انگریزون کے پاس ہین اور اون کا شدت اہتمام ہر چیز کے باقی رکھنے مین ظاہر ہے اسلیے کہ وہ بعض بنی اسرائیل کی عبادت کرتے ہین مثل صورت مریم اور حضرت عیسیٰؑ کے تیسری بشارت ہین کہ اپنا کلام اوس کے منہ مین ڈالون گا الیس

ؑ اربع عسریم چوبیس صحیفہ ہین یہود و نصاریٰ کے پاس اور تین قسمین اونکی ہین پہلی قسم کو توراۃ کہتے ہین اور پانچ سفر مشہورہ ہین دوسری نبئیم یعنے کتب انبیا تیسری کتیبیم یعنے کتب تواریخ ۱۲ منہ

اوس کا گواہ قرآن مجید ہے کہ جسکا مثل آجتک کسی سے نہ بن سکا
جیسا کہ خود قرآن مین ہے ان ھوالا وحی یوحیٰ ظاہر ہے منہ مین
کلام ڈالنا سولے وحی اور الہام کے نہین ممکن چوتھے صفت بشارت
مین ہے کہ وہ میرے نام سے میرا کلام پہچانیگا پس دیکھلو قرآن مجید کو
جس کلام کو حضرت نے بیان کیا بسم اللہ سے ابتدا ہوئی ہے اور
یہہ کسی کتاب مین نہین پایا جاتا پس مخالفین جو بسم اللہ کا جز سورہ
ہونے کا انکار کرتے ہین اون کی تکذیب اس بشارت سے ہوتی ہی
اور لیکن جہاد تلوار سے کرنا پس کتاب جہاد اور کتاب حدود اور
خبایات فقہ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے پس اگر کوئی کہے کہ
استیصال جو کہ بشارت مین مذکور ہے مراد استیصال آخرت یعنی
عذاب آخرت ہے تو یہہ بالکل فضول بات ہے کیونکہ بشارت
وہ کہلاتی ہے جو کہ مخصوص ہو اور عذاب آخرت کسی پیغمبر کے
منکرین و مکذبین الیٰ مخصوص نہین بلکہ سب کے واسطے عام ہے پس ضرور
دنیوی مراد ہوگا اور انکار معجزہ نسبت پیغمبر خدا کے ہو نہین سکتا
اسواسطے کہ جبکہ بعض معجزات متواترات کے طور پر ثابت ہوگئے
تو موافقت ہوگئی وجود معجزہ پر اور اظہر اون مین قرآن مجید ہے کہ
ابتک اپنے اعجاز کی گواہی خود دے رہا ہے اب رہگئے بعض خیالات
کہ وہ ظاہر نظر مین مخالفت فصاحت رکھتے ہین پہلے تکرار بسم اللہ کی
کیونکہ مقتضی فصاحت اختصار ہے نہ کہ تطویل پس یہہ بات ہیچ ہے

تکرار تطویل وہ خلاف فصاحت ہوگی جو کہ لاطائل ہو اور اس مین کئی فائدہ
ہین ایک تو یہہ کہ یہہ آیہ رحمت ہے پس فائدہ بخشے گی تکرار اسکی توسعہ
رحمت کا دوسرے یہہ کہ جب لفظ رحمت سنین گے تو ضرور دل متوجہ
اوس بات کیطرف ہوجاوے گا تیسرے یہہ کہ اثبات و اکمال ابشار کا
اسکی تکرار پر موقوف تھا پس تکرار ضرور ہوگی اور اسی طرح پر لفظ
ویل للمکذبین کی تکرار پس وہ نظیر ہے یشعاہ کے صحیفہ کے
صدر آیات کی کہ اوس مین تکرار ہُوی کی واقع ہے اور عبری مین
ہُوی کے معنے ویل کے ہین اور اسی طرح پر تکرار فبای الاء
کہ وہ نظیر ہے لئولام حمدو کے تہلیم یعنے زبور کے مزمور ایکسو چھبیس کے
اور تصدیر بعض آیات کے مقطعات کے ساتھ پس کے وجوہ سے ہر
ایک اون مین سے یہہ ہے کہ معلوم ہوجاوے کہ ابتدا کلام خدا کے
حروف ہجا سے ہے دوسری موافقت فصل خامس مکتوب بولس سے
تیسرے توافق خواب یوحنا ابن زبدی سے قول خدا اِنّی انا الالِف والیاء
الاول والآخر اور اسی طرح پر دعوے حضرت عیسےٰ کی حیوۃ کا قرآن
مین ہے اور مشہور اون کا قتل ہونا ہے سلف سے پس یہہ بھی ظاہر
ہے اسواسطے شہرت قتل بنابر حس ہے اور دعوے حیات موافق
واقعیت ہے اور حس اور واقع مین فرق اکثر ہوتا ہے جیسا کہ ہدایت
شاہد ہے اور علاوہ اس کے اگر قتل ہونیکو مان لیا جاوے تو پھر
ملعون ہونا معلونہ او نجاب کا ثابت ہوجاوے کیونکہ توراۃ سے ثابت ہی

کہ جو قتل بعنوان صلیب ہو وہ ملعون ہے جیسا کہ باب ثالث مین کتاب
کشبین مین مذکور ہے اور یہہ خیال کہ بعد دفن کے ہونے کے وہ جناب
آسمان پر اوٹھا لئے گئے زیادہ مستبعد عند العقل ہے بخلاف اس کے کہ
پہلے ہی سے وہ جناب آسمان پر اوٹھا لیے گئے ہون اور یہہ گمان کہ
حضرت عیسےٰ نے قتل ہو کر معاذ اللہ ملعون ہو کر بوجھ اور گناہ اپنی امت
کے اپنے سر پر لیکر سب کا کفارہ ہو گئے یہہ بالکل سفاہت کی بات ہے
جیسا کہ قرآن مجید مین ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی یعنے کوئی کسی کا بوجھ
نہین اوٹھا سکتا اور اسی طرح یرمیاہ یحواہ لیمود لو یامو تو یوث
عل باسم ایانیم لو یامو تو عل آلوث کی ایش بحیطفو دیا یوتو
یعنے وصیت کی خدا نے کہ نہین مرتے باپ گناہون سے اپنے
فرزندون کے اور نہین مرتے فرزند گناہون سے اپنے آبا کے بہ
تحقیق کے انسان اپنی خطا سے مرتا ہے بلکہ حضرت عیسےٰ کی حیٰوۃ کا
دعوے اگر واقعی غلط ہوتا تو پھر جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ تھا حالانکہ
اس جھوٹے دعوے پر بہت سی مضرتین مترتب ہوتی ہین مثل اسکے
کہ عامہ ناس کی مخالفت تھی کیونکہ عوام ناس کی رغبت بلکہ اوس
زمانہ مین کثرت یہودیون کی تھی اور اکثر عرب بھی خلط ملط یہود سے
اون کے موافق اکثر عقیدہ رکھتے تھے پس اون کے
عقائد کے بالکل خلاف بات کہنا اپنے حق مین اضرار
بے فائدہ ہوگا خصوص ارباب حمیت کے لیے بہت بری بات ہے

تیرھوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

یعنے اونکا ثبات قدم اور استقلال مصائب عظیمہ اور صدمات کا اوٹھانا اور اپنی قوم سے چھوٹنا اور سب کا حضرت سے بغی ہوجانا اور درپے ایذا بلکہ قتل ہونا پھر عقلمند آدمی ایسی بات جھوٹ کیون کہے گا کہ جس پر ایسے ایسے مصائب اوٹھانے پڑین ؛؛

چودھوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

حضرت ابتدا اُز تنگی اور ضیق مین اور آخر اوس سلطنت وبادشاہی مین ایک ہی عنوان سے رہے اور خلق اور فتوت اور تنزہ کل قبایح سے اور مروت اور شفقت اور عنایت اپنی رعیت پر بلکہ خاص اولاد غلامون پر اور ابتدا سے انتہا تک اپنے عقائد اور اپنی نبوت اور وحدانیت خدا اور تمام انبیا کی نبوت کا اقرار ایکسان رکھا اور کسی طرح پر نہ کم وبیش کرنا دلیل قاطع اون کی نبوت کی ہے ؛؛

پندرھوین دلیل حضرت کی نبوت کی یہ ہے

اگر حضرت کو پیغمبر برحق نجانین تو اعزاء بالجہل یعنے فریب دہی خدا پر لازم آتی ہے اور فریب دہی قبیح ہے اور قبیح خدا پر جائز نہین اور وہ اس طور پر ہے کہ خدا نے ایسے شخص کو پیدا کیا کہ جس مین صفات اچھے

اور سب کام اوس نے اچھے کیے اور سب لوگ اوس کے
مقابلہ سے عاجز آ گئے اور کوئی بات ایسی نکر سکے جس سے
اوس کی تکذیب کر سکتے اور وہ شخص بڑا حکیم و عقل صادق
دا امین تھا اور بڑا علم و کمال اوسے تھا اور تمام دنیا کے
علم جانتا تھا اور اپنے اہل زمانہ سے سب سے ممتاز
تھا باوجودیکہ یتیم تھا اور کوئی اوس کا معلم نہ تھا اور
اور کسی کتاب کو اوس نے نہ پڑھا تھا اور کسی نے اوسے
نہ سکھایا تھا اور وہ تمام وحشیون مین پلا تھا اور اوس
کی قوم سواے لوٹ مار جھوٹ بول نے اور جوا کھیل نے
اور شراب پی نے اور آپس مین قتل قمع کرنے اور
اور شاعری کرنے اور لڑکیون کے قتل کرنے اور
اور سود کھانے اور قطاعی الطریق کرنے اور ہزارون
طرح کے عیوب و سفاہت اور بدکرداری کے اور
بت پرستی کے اور کوئی اچھی بات نجانتے تھے پھر اوس
شخص نے اون کی صحبت کا کچھہ اثر نہ پایا نہ کسی
طرح پر اونکی شرکت کی سب سے علیحدہ ہو کر ایک
طریقہ سیدھا اور سیدھا اور بہت عقلمندی کا ایسا
نکالا کہ بڑے بڑے عقلمند اوس کی عقلمندی سے
حیران ہو گئے اور لاچار اور پشیمان ہو کر آخر الام

پھر اوسی قرآن ہی کو معجزہ تبلایا اور پکار پکار کے کہا کہ ان کنتم فی ریب اه
یعنے اگر تم کو شک ہے کہ یہہ کتاب خدا کی بھیجی ہوئی نہین ہے تو
مثل اس کے ایک سورہ بنا لاؤ اور سب کے سب فصحاء عرب جمع ہو
جاؤ پھر کسی سے ویسا نہ بن سکا کہ جو اوس کا مقابلہ کرتے اور کہتے کہ

له اگر کہا جاوے کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص ایسی چیز بناوے کہ دوسر لیسے ممکن نہو مثل
اوسکے جیسے شاعر اچھے اشعار ایسے کہہ گئے ہین کہ دوسر لیسے مثل اوسکا ممکن نہوا مثلاً
ہفت بند کاشی نہج البلاغہ اور سوا اسکے پس یہہ دلیل اعجاز نہین ہوسکتی بلکہ
قوت پر قائل کے دلیل ہوسکتی ہے تو ہم جواب مین کہین گے کہ یہہ صرف اعتراض
نسبت قرآن نہین بلکہ ہر معجزہ مین یہی گفتگو ہوسکتی ہے اور اوس کا مثل دوسرا کوئی نہ دکھا
سکے گا کہین گے کہ یہہ امر اس کے معجزہ ہونیکی دلیل نہین بلکہ اس کی قوت یا سحر کی
دلیل ہے جس طرح پر ہر معجزہ کی نسبت احتمال سحر ہوسکتا ہے کہ شاید یہہ سحر ہو بلکہ
ڈھٹ بندیان لوگ ایسی ایسی کرکے دکھاتے ہین کہ ہم کیا تمام دوسرے بندگان
خدا جو اوس سے واقف نہین حیران ہو جاتے ہین اور عاجز آتے ہین پس یہہ بھی معجزہ ہو
جاوین اور جو واقع مین معجزہ ہون وہ سحر کہلائین کچھہ مخصوص معجزات جناب رسول خدا یا
قرآن مجید کے یہہ اعتراض نہین پس جواب سب کا اور فرق سحر و معجزہ مین یہی ہے
کہ معجزہ مصحوب دعوۂ پیغمبری اور ادعاء وحدانیت خدا ہوگا اور سحر وغیرہ ان امور کے
ساتھہ نہوگا اسواسطے کہ اگر سحر وغیرہ جھوٹا دعوے مقرون بدعوۂ نبوت ہون تو ہوتا
خدا پر واجب ہو کہ اوسکے فریب کو اور سحر کو ظاہر کردے پس اگر قران بھی اسی قبیل سے
تو خدا پر واجب تھا کہ کسی نہ کسی کو ایسی قوت و فصاحت عطا کرتا کہ وہ مثل اوس کے
بنا کر دکھا دیتا تاکہ حضرت کا جھوٹ لوگون پر ظاہر ہو جاتا بخلاف نہج البلاغہ و ہفت بند کاشی کے
کہ اسکے مثل کا کسی سے بنوا دینا خدا پر لازم نہین کیونکہ یہہ کتابین مقرون بدعوۂ نبوت نہین ۱۲

تو مثل اس کے ہنسے بھی بنادیا پھر محل گفتگو باقی نرہتا اور بحث ختم ہوجاتی
اور جو لوگ ایمان لائے تھے وہ بھی پھر جاتے کیونکہ اون پر جھوٹ
اون کا ثابت ہوجاتا اور جبکہ ایسا نہو سکا اور اون کا جھوٹ کوئی نہ ثابت
کرسکا تو خدا نے ہم کو اور سب کو ایک جھوٹے سے مجبور کرادیا اور
ہم کو اوس کے فریب مین پھنسادیا پس یہہ اغرا بالجہل ہوا اور اغرا
بالجہل بہ سبب قبیح ہے کے بد ہے اور قبیح خدا کے نسبت بد ہے اور بد
کام خدا سے محال ہے کیونکہ خدا واجب الوجود ہے اور واجب
متصف ہوگا ہر اچھائی سے اور پاک ہوگا ہر برائی سے پس لامحالہ
یہہ شخص سچا پیغمبر ٹہرا اور بعد ثبوت پیغمبری پھر جو کچھ اونھون نے
فرمایا وہ سب حق ہے اور درست ہوا کیونکہ جب کسی بات مین اونکی
یا کتاب خدا مین جو کچھ ہم تک پہچا ہے انکار کیا جاوے تو خاص خاص
بات مین ضرور اونکو جھوٹا یا بے عقل سمجھنا پڑے گا جیسا کہ اگر قرآنکی
ایک بات کو بھی نہ مانین تو سارے قرآن کی تکذیب کرنا پڑیگی اسواسطے
کہ یہہ کوئی نہین کہتا کہ بعض قرآن خدا کیطرف سے ہے بعض پیغمبر کی
طرف سے بلکہ سب کا سب جو ہمارے پاس موجود ہے وہ خدا کا
کلام ہے کیونکہ پیغمبر نے بھی یہی بیان کیا کہ یہہ سب خدا کا نازل کیا ہوا
کلام ہے اور قرآن مین خود موجود ہے اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کہ جو کچھ
ہے وہ سب وحی کیا ہوا کلام ہے اور اسی طرح پر قرآن مین ہے
وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ؕ یعنے پیغمبر کوئی بات اپنی خواہش سے

نہین کہتا پس کسی بات کا انکار یا کسی قول و فعل پیغمبر پر اعتراض
یا کسی بات پر یہہ خیال کرنا کہ عقل کے موافق نہین اصل پیغمبری کا انکار
ہے پس جبکہ اصل اصیل رسالت ثابت ہوچکی تو جو کچھ قول و فعل
حضرت کا ہوگا وہ سب حق ہوگا اور حق کی طرف سے ہوگا اگرچہ عقول جزئیہ
ہمارے اوس کی علم کے دریافت سے عاجز ہون اور ہماری عقل مین
اوس امر و نہی کا استحسان سمجھ مین نہ آوے لیکن اوس کو ماننا ضرور پڑیگا
اسواسطے کہ اوس کے انکار مین عقل کلی کا انکار اور تکذیب کرنی لازم
آوے گی کیونکہ عقل کلی سے اون کی پیغمبری ثابت ہوچکی پس اگر
ایک بات کا انکار کیا جاوے تو اون پیغمبری سے ہاتھ دھونا پڑے
پس مخالفت عقل کلی کی لازم آوے گی اور عقل کلی کی مخالفت سے
عقول جزئیہ کی مخالفت بہتر ہے پس لامحالہ اقرار کرنا اون جزئیات کا ضرور
ٹھہرا مثل اس کے کہ قرآن مین ذکر بہشت و دوزخ و حور و قصور اور
خلقت جنات و فرشتہ اور شیاطین وغیرہ کا ذکر صاف صاف موجود ہے
پس عدم ادراک عقل عیوب محضہ کا مبطل اون کی حقیت کا نہین
ہوسکتا اور اقرار بھی انکا ہمکو ضرور ہے جیسا کہ ابھی اوپر ثابت ہوچکا
اور اسی طرح پر احوال برزخ اور سوال منکر و نکیر اور اور امور کہ جنکے
ادراک مین بالکل عقل قاصر ہے مگر اون کا مان لینا ولیسا ہے جیسا
ہم بلاد نائیۃ اور عجائب غائبہ کو صادقین اور سچے مخبرون سے سنکر یقین
کر لیتے ہین جیسا کہ بلاد لندن اور چین اور روم کے مثل مرکب دخانی

اور ٹیلگراف اور تصاویر فوٹوگراف اور دوربینی اور کپڑے عمدہ
عمدہ اور میوہ جات اور اقسام اقسام کے کھانے اور ریل اور
جہاز اور توپ اور طلسم اور طرح طرح کے عجائبات اور اقسام گھڑیونکے
اور ہر ایک چیز کا کل سے خودبخود دین جانا اور مثل اس کے ہم سب
باوجودیکہ واقف نہین ہوتے اور ہم نے نہین دیکھا ہوتا پھر ہم اوسے
مان لیتے ہین اس بناپر کہ اکثر لوگ بیان کرتے ہین اور وہ معتبر اور سچے
آدمی ہین پس اس طرح پر ان باتون کو بھی ہمین مان لینا چاہیے کہ
یہہ سچے اور معتبر آدمی نے بیان کیا ہے اور اوس کے امثال کی باتین
ہم اس عالم دنیا مین بھی دیکھتے ہین کہ اکثر اون مین ہماری عقل مین کسی
طرح پر نہین آتے مثل روشنی سورج اور روشنی ماہتاب کے کہ
اس جسم مین اسقدر نور و گرمی کیون ہوئی اور یا چاند مین جرم اور ٹھنڈک
کیون ہوئی اسی طرح پر ایک مقام کی آب و ہوا اچھی ہونا کہ وہان
کے لوگ سب کے سب حکیم اور عقیل ہوتے ہین مثل لندن
اور یونان کے اور بعض مقام کے لوگ سفیہ اور بے عقل مثل
زنگبار وغیرہ کے اور زنگیون کے صورتین سیاہ اور چینی اور رومیون
کے سرخ و سپید اور حنظل کا پھل کڑوا اور انبہ اور انار میٹھا اور اور
بعض دریاؤن کا شرین ہونا مثل گنگا فرات کے بعض کا شور و تلخ ہونا
مثل سمندر کے خون کا چھاتی مین جاکر دودہ بن جانا انثیین مین جاکر
منی بن جانا بچونکا پیدا ہونا انڈے سے بچہ نکلنا پھر پرزہ رنگارنگ نکالنا

مثل جانورون کے زہردار ہونا جنکے کاٹے سے مرجاوے تریاق کا پتھون مین ہونا جس سے مسموم اچھا ہوجاوے مور چکور پپیہ کا شور کوئل کی کوکو قمری کی ہوہو کبوترون کی موافقت اور شیر کا قوی اور مضبوط بہادر ہونا بکری کا بزدل ہونا روباہ کی فریب بازی بازکی شکار مین بازی بعضون کی بعضون سے جلسازی سلطنت کے شایان بادشاہی کی آن بان زنان حوروش غلمان کیسی کیسی صورت ہاے زیبا اور اشکال رعنا اون کے ہین پس اگر فرض کیا جاوے کہ کوئی شخص دنیا مین نہ آیا ہو یا آتے ہی اوس کو کسی حجرہ تیرہ و تنگ مین بند کردین کہ وہ مطلقاً کسی عجائب دنیا سے خبردار نہونے پاوے پھر اوس سے یہ سب باتین بیان کی جاوین تو ضرور اوس کو تعجب ہوگا اور کہے گا کہ یہ سب باتین بنائی ہوئی ہین اوران کا وجود نہین حالانکہ واقع مین ان سب باتون کا وجود ہے یہی حال بعینہ آخرت کا ہے از بسکہ ہم سے اوس عالم سے غیب محض ہے ہمکو سنکر تعجب ہوتا ہے جیسا کہ معتبر تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدمؑ کا قد بہت بڑا تھا یا عوج کا قد اتنا بڑا تھا کہ آفتاب سے مچھلی کو بھون لیتا تھا ہم کو بڑا تعجب ہوتا ہے یا جیسا کہ قبل اسکے کہ ریل کو ہم نے نہ دیکھا تھا کوئی ہم سے کہتا کہ ایک سواری ایسی ہے کہ آدمی اوس مین لیٹا بیٹھا جسطرح پر چاہے بآرام چار پہر مین دو سو کوس زمین چلا جاتا ہے اور اوس مین کوئی چلانے والی گھوڑا بیل

آدمی نہین ہے خود بخود چلنے لگتی ہے ہم کو بڑا تعجب ہوتا اور اب
جو رات دن اوس پر سوار ہوتے پھرتے رہتے ہین تو کچھ مطلق تعجب
نہین ہوتا پھر جبکہ ہمارے عقول ناقصہ کا یہہ حال ہے تو لامحالہ ان امور
مین پیروی عقل کلی کے کہ جس نے ہمکو اطاعت پیغمبر اور پیغمبر کی سچائی کا
ہم کو حکم دیا ہے کرتے رہنا چاہیے اور یہی حال اکثر فرعیات کا ہے
اگرچہ بنظر غور دیکھنے سے اکثر فرعیات کا استحسان عقلاً بھی ثابت ہو سکتا ہے
کہ اوس کے بیان کا یہ محل نہین پس اعتقاد حشر و نشر و بعث و صراط
و جہنم و بہشت و حور و قصور سندس و استبرق اور قطران اور مالک
و رضوان و فرشتہ اور جن و شیاطین سب کا ضرور اور انکار انکا انکار رسالت
ہوا اگرچہ شیطان کا اثبات بطور عقل متوسط یون ہو سکتا ہے کہ ہر شئے
کی چار علتین ہوتی ہین اور بدون علل اربعہ وجود معلول منجملہ محالات
ہے پس شرور کا علت فاعلی کون ہے یا خدا ہے تو پھر فائدہ پیغمبر کے
مبعوث کرنیکا کیا ٹھہرا اسواسطے کہ خدا نے پیغمبرون کو اسلئے بھیجا کہ شرور
سے عباد کو منع کرین اور شرور کا وہ خود ہی فاعل ہے پس فعل عبث
خدا پر لازم آیا اور پیغمبر نے جھوٹ کہا اسواسطے کہ پیغمبر نے ہر کام کو بندون
کے اختیار پر چھوڑا کہ اگر تم برائی کروگے تو عذاب ہوگا اور اگر اچھے
کام کروگے تو ثواب ہوگا حالانکہ برے اچھے کام سب کا فاعل خدا ہے
پس جھوٹ کہنا پیغمبر کا کام نہین اور اسی طرح خدا پر ظلم لازم
آوےگا جبکہ خدا خود فاعل شرور ہے تو بیچارے آدمیونکا کیا قصور ہے

جو زبردستی کوڑے کہائین جہنم مین ڈالے جائین اور اگر خود بندہ فاعل ہے
یعنے نفس تو وہ بھی مخلوق خدا ہے پس راجع طینت کی طرف ہوگا
اور ظاہر ہے کہ اگر طینت اس کی بالکل مخلوط بدی سے ہے تو وہ
بھی راجع خدا کی طرف ہوگا پس الزام پھر وہی عائد ہوگا جو ابھی
گذرا پس لامحالہ خارج اس سے کوئی علت ہونا چاہیے کہ جو باعث
اضلال ہوگی وہی شیطان ہے اور اور ایسے اجسام صاف و شفاف کا
پیدا کر دینا کہ جو قوت حس سے مدرک نہو سکیں کچھ عقلاً محال نہین
جیسا کہ ہوا اس بصر سے نہین مدرک ہوتے اور وجود مین اسکے
کسی طرح کا شک نہین اور معاد روحانی بلکہ جسمانی ضروری ہے
اسلیے کہ مظلوم کا حق ظالم سے دلوانا اور عوض ملنا ضرور ہے پس
اگر زندہ نہو تو کس طرح پر عوض ہوگا اچھے کام کرنے والا اور برے
کام کرنے والا اور اعمال حسنہ کا فاعل اور سئیہ کا فاعل برابر ہوا اسلیے کہ
دنیا مین تو عوض اس کا نہین ملتا بہت سے ظالم چین کیا کرتے
اور مظلوم تکلیفین اوٹھایا کرتے ہین پس ضرور ہے کہ کوئی نشاۃ
دوسرا ہو جس مین ان سب کو داد اور عوض ملے اسلیے کہ خدا نے
ان کو تکلیف دی اور زحمت بواسطہ اعضا و جوارح کے پائی ہے تو پھر
عوض راحت یا تکلیف بھی بواسطہ اونھین جوارح کے ہونا
چاہیے کہ پورا عوض ہو ورنہ عوض ناقص ہوگا اور یہ لطف کے خلاف
ہے پس ثابت ہوگا کہ معاد جسمانی ضرور ہوگی اسی طرح یہ بھی ظلم سے

کہ خدا اپنے پیغمبر کو اوٹھا لے دنیا سے اور کوئی موسس اور وصی اوسکا
اور حاکم اوس کا مقرر نکرے اور لوگون کو ورطہ ضلالت اور گمراہی
مین ڈالدے اور وہ لوگ اپنی رائے سے جسے چاہین امیر
بنالین اسواسطے کہ ہر شخص مین احتمال خطا اور خواہش نفسانی اور
حبّ جاہ و ریاست اور طنطنہ حکومت اور نفسانیت اور ہوا و
ہوس ہوتی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ ایسے شخص کو امیر بنالین
کہ جو اپنی خواہش نفس کے موافق حکم بین الناس کرے اور
اپنے نفس امارہ کی پیروی کرے اور شورہ اسبات مین
کافی نہین ہو سکتا اسواسطے کہ جب امیر خود نہ سمجھہ سکیگا
اصل مطلب کو اور اوس کے حسن و قبح کو تو حالت شورہ مین
اوس کو استصواب اور تخطیہ آرا ممکن نہو سکیگا پس وہ امیر تو
دنیاوی حکام سے بدتر ٹھہرا خدا کے دین کا حاکم اور خدا کی شریعت
کا حافظ کیونکر ہو سکتا ہے اور ایسے شخص کی امارت سے
فائدہ نہین ہو سکتا کیونکہ پیغمبر دین کی درستی اور احکام خدا کے
رائج کرنے کو اوس عنوان سے جس عنوان سے خدا کو مطلوب
ہے آیا ہے اور یہہ شخص اوس عنوان سے اوس دین کو رائج
اور انتظام نہین کرنے پر قادر ہو سکتا اسلیئے کہ خود خدا نے
اسے نہین منصوب کیا نہ پیغمبر نے اسے وصی مقرر کیا چند
آرا نے ملکر اختیار کر لیا اور ممکن ہے کہ سب آرا غلطی پر ہون

اور خدا کو کچھ منظور ہو پس خدا نے خود کسی کو نہ مقرر کر کے سب کو آفت مین ڈالا اور الزام اس کا خدا پر ہوگا بخلاف اس کے کہ یہہ مان لین کہ خدا نے مقرر کیا مگر لوگون نے نہ قبول کیا اور اپنی خواہش ہاے نفسانی کو دخل دے کر دوسرے کو امیر بنالیا پس جو خرابیان ہون گی اوس کا الزام انہین لوگون کی طرف عائد ہوگا لہذا ضرور ٹھہرا کہ خدا کی طرف سے کوئی نائب پیغمبر مثل اوسی پیغمبر کے ہو حسب و نسب و گفتار و رفتار و خُلق و خلق و فتوت و علم و حکمت و طہارت و لطافت مین کیونکہ خدا نے قرآن مین فرمایا لا ینال عہدی الظالمین یعنے میرے عہد ظالمون کو نہین پہنچ سکتے پس عصمت پیغمبرون کی ثابت ہوئی اور از بسکہ حامل عہد پیغمبر اوس کا نائب ہوتا ہے پس نائب بھی معصوم ہونا چاہیے اور نائب معصوم نہین ہو سکتا جس نے چالیس برس تک بت پرستی کی ہان وہ ہو سکتا ہے جس نے دس برس کے سن سے پیغمبر کا ساتھہ دیا ہو اور کبھی سجدہ بت کو نہ کیا ہو اور ہمیشہ کوہ حرا پر پیغمبر کا ساتھ دیا ہو اور خلوت اور جلوت مین پیغمبر کی باتین سنین ہون اور ہمیشہ اطاعت خدا و رسول کی ہو اور علم مین بھی بعد پیغمبر یکتا ہو اور کسی مسئلہ مین محتاج کسی کا نہ ہوا ہو اور تمام امور کا پیغمبر کے سامنے ہر مشکل اور مہم مین متکفل رہا ہو اور پھر وہ بشارت جو حضرت پیغمبر کی توریت مین مذکور ہے باقی رہے یعنی مثل موسیٰ ہونا جیسا کہ ابتدا مین مذکور ہوا ہے پس حضرت موسیٰ کے

وصی یوشع تھے اور اون کو حضرت موسی نے فتا فرمایا اور حضرت کے
وصی کو جبرئیل نے احد کی لڑائی مین فتا فرمایا جیسا کہ کتب فریقین مین
بہ تفصیل مذکور ہے لَا فَتیٰ اِلّا عَلِی آہ اور توریت مین بہ لفظ ایلیا بشارت
دی گئی ہے جیسا کہ صحیفۂ ملاخی کے باب ثالث مین ہے اور صحیفہ
لعزیاہ مین ہیصار چوتھے باب مین مذکور ہے اور ہیصار بمعنی صہر ہے
یعنے صہر نبی بلکہ اون کی اولاد کی بشارت موجود ہے جیسا کہ مذکور ہے
کہ نہر فرات پر ذبح ہوگا جیسا کہ باب چھالیس [۴۶] صحیفہ یرمیاہ مین مذکور ہے
بلکہ یرمیاہ مین شیر خوار بچہ کا حال بھی مذکور ہے کہ زبان اوسکی گلے مین بسبب
شدت تشنگی اور بھوک کے چمٹ جاوے گی جیسا کہ چوتھے باب ایخا
یعنے مرثیون مین ارمیا پیغمبر کے مذکور ہے اور بشارت دیے گئی
ہے ساتھ بارہ عدد ہونے کے کہ بارہ بادشاہ ہون گے اور اسی طرح پر
خدا کا نص فرمانا توریت اور قرآن مین پیغمبر کا موسے سے جیسا
لفظ کا موخا یعنے مثلک سے ہے اوسی طرح پر پیغمبر کا فرمانا علیٌ مِنّی بِمَنزِلَۃِ
ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ اِلّا اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اور حضرت امیر کے
فرزندون کا نام فرزندان ہارون کا نام ہونا جیسا کہ صاحب قاموس
فیروز آبادی بھی قائل ہوگیا ہے پس امامت بھی اولاد حضرت علیؑ
مین ہونا چاہیے جس طرح کہ امانت حضرت ہارون کی اولاد مین گردانی
گئی بسبب اثبات علی کے معارک اور غزوات مین اور بت گرائی مین
اور سوا اس کے ہر ایک بات مین اور صواعق محرقہ ابن حجر

عسقلانی نے حضرت کا باب حطہ ہونا مان لیا ہے اور مسند احمد حنبل سے
محکی ہے پیغمبر کا سلمان سے اپنے بھائی موسیٰ کے وصی کو پوچھنا
سلمان کا یوشع کے وصایت کا ذکر کرنا اور پیغمبر کا حضرت علی کی وصایت پر
نص فرمانا اور حضرت امیر کے واسطے رد شمس کا ہونا جیسا کہ
یوشع کے واسطے وقوف شمس ہوا جیسا کہ طحاوی نے جو کہ بڑا عالم
علماء عامہ سے ہے تصحیح اس حدیث کی ہے اور پیغمبر کا نص فرمانا
کہ بارہ خلیفہ ہون گے مثل عدد نقباء بنی اسرائیل کے جیسا کہ
سیوطی نے جامع صغیر مین نقل کیا ہے اور امت حضرت کی
مثل امت حضرت موسیٰ کے ہوگی اونھین کا طریقہ اختیار
کرین گے قدم بقدم نعل بالنعل مگر اتنی بات نہین معلوم کہ گوسالہ
پرستی بھی کرین گے یا نہین جیسا کہ اس حدیث کو کشاف مین
حذیفہ سے پیغمبر سے نقل کیا ہے اور جیسا کہ پیغمبر نے فرمایا میری
امت کے علما مثل پیغمبران بنی اسرائیل کے ہون گے اور حضرت
امیر نے جبکہ مظلوم مقہور کر کے حضرت کو لے چلے ہین تو حضرت نے
قبر رسول سے خطاب کر کہا یَابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَکَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ
جیسا کہ حضرت ہارون نے کہا تھا اور حضرت امیر نے جبکہ جمل ام المومنین کو
عقر فرمایا تو یہ آیہ پڑھے لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِی الْيَمِّ نَسْفًا
جسطرح پر گوسالہ سامری کو حضرت موسیٰ نے فرمایا تھا اور جس طرح پر
زوجہ حضرت موسیٰ صفورا نے اون کے وصی یوشع سے محاربہ کیا

اوسی طرح حضرت امیرؑ سے زوجہ رسول خدا عائشہ جنکا لقب حمیرا
تھا محاربہ کیا اسی طرح پر حضرت موسےٰ کو حکم ہوا کہ تم اپنا وصی معین
کرو اور توراۃ مین نص ہوئی اس بات پر کہ موسےٰ کو یہہ قدرت
نہین کہ اغیار مین جسے چاہے وصی کر دے بلکہ خود خدا جس کو
چاہے گا برگزیدہ کرے گا ساتھ بادشاہی کے اوس کے بھائیون مین
سے جیساکہ باب ۱۷ سفر استثنا مین مذکور ہے اسی طرح پر
حضرت امیرؑ کی افضلیت اون کے اغیار پر اون کی کرامات اور
فصاحت اور بلاغت سے مثل نہج البلاغہ کے اور شدت
استقلال حضرت کا جہاد پر اور صبر اور بہت سے امور جو کہ حد
تواتر کو بہ نقل موالف و مخالف پہنچ گئی ہین چنانچہ نسائی نے جسکی
تعریف اکثر اہلسنت کرتے ہین یہان تک کہ ملقب بلقب امام
ہے اپنی خصائص مین اول سے آخر تک فضائل حضرت امیرؑ
لکھے ہین چنانچہ سابق الایمان حضرت امیر کا ہونا کئی روایتون سے
متفق اللفظ مختلف المعنی نقل کیا ہے اور عطیف نے ابن عباس
سے بہ سند متصل روایت کی ہے ایک طولانی روایت کہ جسکے آخر مین
ابن عباس کا مقولہ ہے قسم بخدا ان تین آدمیون کے سوا کسیکو
مین دین اسلام پر نہین جانتا یعنے رسول خدا علی مرتضےٰ خدیجہ کبریٰ
اور صفحہ پانچ سطر سات مین اسی کتاب کے مذکور ہے کہ حضرت
امیرؑ نے فرمایا اَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُو رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ

اَسْلَمْتُ قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِیْنَ وَلَا یَقُوْلُهَا بَعْدِیْ اِلَّا کَاذِبٌ

یعنے مین بندہ خدا ہون اور برادر رسول خدا ہون اور مین ہون
صدیق اکبر اور مین سب آدمیون سے سات برس پہلے ایمان لایا اور
کوئی نہ کہے گا اس کو بعد میرے مگر کاذب اسی طرح پر تاریخ ابن اثیر
تاریخ ابن ہشام سے ثابت ہے کہ پہلے اسلام حضرت خدیجہ نے
قبول کیا جیسا کہ تحریر مورخین سے ثابت ہے اور عقل ہر قسم کی اور ہر ملت
کے سابق کو مسبوق پر فضیلت دیتی ہے جس طرح صبح کو تمام اوقات
روز پر فضیلت ہے جیسے کفارا اور اہل کتاب بھی پہلے کسی حکم
کے تعمیل کرنے والے کو اوس کے بعد کے ماننے والے پر
زیادہ تفضیل دیتے ہین جس طرح پر خدا نے سابقین اولین کی قرآن
مین مدح فرمائی ہے جیسا کہ ابتدا مین کسی کام کا ایجاد کرنا مشکل ہوتا
ہے اور کوئی کسی چیز کا موجد ہو تو وہ اصل کہا جاتا ہے اور بعد
مین کوئی شخص اوسی ایجاد اصل کو طرح طرح پر تراش خراش کرے
مگر تعریف اصل موجد کی ہوگی اور وہ اس اپنے بعد والے پر
ضرور ترجیح رکھے گا جیسا کہ جناب رسول خدا نے انصار کے
استحقاق مین خود فرمایا ہے کہ تم کہہ سکتے ہو کہ ہم جب آپ پر ایمان
لائے جبکہ سب نے آپ کی تکذیب کی آہ جیسا قصہ تقسیم
مال بنی ہوازن مین مذکور ہے صرف اس بیان سے اونکی فضیلت
غیرون پر بجہت سبقت نصرت کے بیان ہوئی رہے اور

پھر تاریخ ابن ہشام اور ابن اثیر اور طبری مین لکھا ہے کہ جبکہ
خالد ابن ولید نے ظالمانہ خونریزی کی تو حضرت نے بنی خزیمہ کے
مکافات کے واسطے حضرت علیؑ کو فوراً روانہ کیا یہ کام حضرت
علیؑ کی طبیعت کے بالکل موافق تھا اور اُنھون نے اس کی تعمیل
ایمان داری سے کی راوی کہتا ہے کہ حضرت کی جود و سخاوت سے
ہر شخص کا دل خوش ہوا اور سب نے اون کو دعائے خیر دی اور
حضرت علیؑ وہان سے پھر کر رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے
تو آنحضرت نے بھی نہایت مدح و ثنا کی اور بہت شکریہ ادا کیا
اس مین کئی امر غور طلب ہین اول تو یہ کہ جملہ اصحاب مین صرف
حضرت کو اس فیصلہ کے بابت جس کا تعلق نفس حاکم سے ہے
حضرت نے علیؑ کو کیون مخصوص کیا یا تو ترجیح بلا مرجح کی اور یہہ
سخافت حاکم پر دلالت رکھتا ہے حالانکہ وہ حضرت اعقل ناس
تھے اور اگر کوئی ترجیح رکھتے تھے اور اصحاب پر تو وہ نہو گی مگر فضا
حق و باطل مین دوسرے یہ کہ حضرت کا فیصلہ ایسا ہوا کہ سب بنی خزیمہ
راضی ہو گئے اور سب نے تعریف کی اور یہ اون کے حسن انتظام
کی دلیل ہو سکتی ہے چوتھے یہ کہ حضرت رسول خدا نے بھی اونکی
تعریف اور شکریہ ادا کیا یہ فعل رسول اللہ کا بے سبب تو ہو ہی
نہین سکتا اسواسطے کہ خلاف رسالت ہوگا پس موافق قاعدہ حکمت
اور عقل اور خدا کی مرضی کے ہوا اس سے آیندہ امور مخلوق کے

انتظام کی امید پیدا ہوئی پھر حبیب السیر اور صحیح نسائی اور شواہد النبوۃ وغیرہ
کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے بہادری اور ترقی ابتدا مین دین اسلام کو
بدولت اور بزور بازوے علی اور جان فشانی اور تلوار افگنی علی سے پہنچی
کسی صحابہ سے نہین پہنچی احدؑ مین خیبرؑ مین خندقؑ مین جسکو احزاب کہتے
ہین بدرؑ مین حنینؑ مین فتح مکہؑ مین سواے اس کے بہت سے معرکون مین
کسی کی اصحاب مین سے کوشش کام نہ آئی بلکہ خالی ثبات قدم بھی نہو سکا

له خیبر مین حضرت امیر کو علم دینا اور فرمانا کہ مین ایسے شخص کو علم دون گا جو کہ خدا اور
رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اوس کو دوست رکھتے ہین نسائی
مختلف طریقون سے اور تین طریق سے ابوہریرہ اور ایک طریق عمران ابن حصین
اور ایک طریق مین حسنؑ ابن علی سے نقل کیا ہے اور فتح پانا حضرت کے ہاتھ سے
اور پھر آنا اور خلفا کا تصریحًا مذکور ہے پس جو کہ پھر آئے اور فتح نہ پائے ضرور پست تر مرتبہ
مین ہوگا اوس شخص سے کہ جو فتح یاب ہو اور منہ پھیرے اور یہ قابل غور ہے کہ
ایسے مقام پر جبکہ ایسے صحابہ بے لڑے بھڑے پھر آوین تو اونکے مقابلہ مین فرمانا کہ ایسے
شخص کو کل علم دون گا کہ جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے پس معلوم ہوا کہ علی کی نسبت
اورون کو یا تو خدا اور رسول سے محبت نہ تھی یا تھی مگر اون سے کم تھی ورنہ پھر یہ تخصیص
بیکار ہوگی اگر سب کو محبت تھی تو تخصیص سے کیا حاصل ہوگا اسطرح پر و یحبہ اللہ و رسولہ
یعنے اوس کو خدا اور رسول بھی دوست رکھتا ہے پس بہ نسبت اور صحابہ کے
خصوصًا جو لوگ حامل تھے یا تو خدا اور رسول اون کو یعنے علی کو زیادہ دوست رکھتا تھا
یا بالفرض محال مساوی تو تحقیق بیکار ہوگی پس لامحالہ یا تو اون کیسکو دوست نرکھتا تھا یا علی سے کم پس ظاہر ہے
کہ جسکو خدا اور رسول سے زیادہ محبت ہوگی اور خدا اور رسول اوسکو زیادہ چاہین گے
اون سے بہتر ہوگا جو اونکے خلاف ہون اور نسائی نے بطریق حضرت حسنؑ ابن علیؑ سے مذکور کیا ہے ۲

له [illegible] ۱۲

جیسا کتب سیر مین بلکہ کتب احادیث بلکہ صحاح ستہ مین مذکور ہے
صحیح بخاری مین اور خصائص نسائی مین ہے کہ خیبر مین جناب خلافت
مآب حضرت عمر ابن الخطاب کی نسبت تصریح ہے اور حضرت ابوبکر کی
تصریح ہے کہ پھر کر واپس آئے اور فتح نہو سکی پس حضرت امیرؑ کا ثبات
قدم بہت بڑا باعث ترقی اسلام کا ہے اس بارہ مین کئی امر قابل غور
ہین پہلے تو شجاعت حضرت کی اور شجاع و بہادر غیر شجاع پر ضرور فضیلت
رکھتا ہے دوسرے نصرت اسلام کی ضرور عمدہ بات ہے اور اس سے
انحراف اگرچہ کسی بنا پر ہو بری بات ہے تیسرے دلیل قوی ہے حضرت
علی کی ایمانداری پر اگرچہ ذرا بھی شک حضرت کو ہوتا تو کبھی ایسے وقت
مین ساتھ نہ دیتے اور اپنی جان کو زحمت سے بچاتے جیسا اور لوگ
مرحب و حارث سے خوف کھا کر پھر آئے تھے حضرت بھی پھر آتے
چوتھے تصدیق نبوت بہ نسبت اور صحابہ کے زائد تھی پس یہ زیادتی
باعث زیادتی فضیلت کا ہوگی پانچوین اس بہادری کی وجہ سے رعب
قلوب کفار مین اہل اسلام کا زیادہ بڑھا پس بہ نسبت اورون کے زیادہ

ؔ کہ جبرئیل اونکی داہنی اور میکال بائین طرف سے مقاتلہ کر رہے تھے پس جس شخص کے ساتھ فرشتے
مقابلہ کرین اور فرشتہ مدد کرین وہ ضرور اونسے افضل ہوگا جنکی فرشتون نے مدد کی اور وہ بھاگ کر واپس آئی نہ جیسا کہ
خصائص نسائی مین ابن عباس سے منقول ہے ایک ذیل حدیث طویل مین جسمین ذکر ہے کہ خدا کبھی جبرئیل اور خسران
عائد حال حضرت امیر نکریگا ۱۲

استحقاق مسلمانون پر ہوا چھٹے ترقی اسلام کے باعث ہوئی ابتدا مین جبکہ
مسلمان بہت کم تھے کفار کثرت سے تھے جو باعث جسقدر ترقی کا کسی
امر کے ہو وہ ویسے ہی انعام کا مستحق ہوگا اسیطرح پر بت شکنی مین سواے
اور صحابہ کے علی کا خاص رسول خدا کے ساتھ شریک ہونا ایک دلیل
قوی ہے اونکی افضلیت پر اسلیئے کہ خانہ کعبہ خدا کا گھر اور بت کا توڑنا
آسان کام نہین بلکہ اصل رسالت اور بعث کا فائدہ بھی تھا کہ خدا
کے گھر کو بت پرستی سے خالی کرین لیس اتنے بڑے کام مین جو مخصوص
رسول خدا کے تھا اوس مین کسی دوسرے کا شریک ہونا ایک
دلیل قوی ہے اوس شریک کی فضیلت پر اور صاحب مرتبہ اور
شان ہونے کی اسی طرح پر شادی فاطمہ زہرا اپنے لڑکے کے ساتھ
علی کے سوا اور لوگون کی دلیل اون کی افضلیت پر ہے اور پھر
حضرت امیر کا حکم خدا و رسول سنانے کے واسطے مکہ معظمہ کو جانا اور
وہان جاکر یہ احکام سنانا جیسا کہ تنفید الاحکام ترجمہ تاریخ اسلام مولوی
امیر علی صاحب مین بہ تفصیل مذکور ہے اور یہان تک حج ادا کرنے کو
ابوبکر صاحب کا بھی تشریف لیجانا ایک عمدہ دلیل ہے اس بات کی
کہ شاید ادا کرنا ایسے زبردست کام کا اون کے امکان سے باہر تھا
ورنہ وہ تو حج بجالانے گئے تھے یہہ پیام رسول بھی پہنچا دیتے
لیکن مخصوص ہونا اس کام کے لئے علی کا ایک مصلحت پر مبنی
معلوم ہوتا ہے اور ایک قسم کی افضلیت پر بھی دلیل رکھتا ہے

کیونکہ پیغمبر کو افضلیت تمام مخلوق پر بجہت اس کے ہے کہ وہ احکام
خدا بندون کو اوس کی طرف سے پہنچانے آیا ہے پس جو شخص کہ
نائب ہو پیغام پہنچا نے مین خدا کے اوس کے رسول کی طرف
سے وہ بھی دوسرون سے افضل اور اعقل اور شجاع ہوگا جسطرح
کہ منصب رسول ہے خدا کے پیغام پہنچانے کا اوسی طرح پر اس
شخص کا بھی منصب خاص ہوگا پس اس کی فضیلت غیرون پر ضرور
ثابت ہوگی اسی ترجمہ مین صفحہ ۱۶۲ ذکر نماز رسول خدا مین حضرت علی کی
نماز کا بھی ذکر ہے اون کے چچازاد بھائی اور داماد عبادت خدا مین
ایسے غرق تھے کہ اون کے بدن کا حس جاتا رہا اور تیر مسموم اون کے
پاے مبارک سے نکالا اور اون کو ذرا بھی خبر نہوئی چنانچہ بطرق متعدد
مذکور ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مین نے خدا کی عبادت اوسوقت کی
کہ جب کوئی اوس کی عبادت نہ کرتا تھا چنانچہ نو برس قبل سب کے اوسکی
عبادت مین نے کی پس جو شخص زیادہ عبادت کرے گا بہ نسبت اوس
شخص کے جس نے عبادت بہت مدت تک نہ کی ہو بہتر ہوگا اور
سب اصحاب رسول کا دروازہ بند کر دیا گیا مگر حضرت امیر کا دروازہ
کھلا رکھا گیا لوگون نے اعتراض کیا حضرت نے فرمایا جو کچھہ مین نے کیا
وہ خدا کا حکم تھا جیسا حکم ہوا وہ مین نے کیا جیسا کہ بطرق کثیرہ متواترہ
نسائی نے نقل کیا ہے یہ فعل تامل طلب ہے کہ بلا وجہ سب کے
دروازہ بند ہو جاوین اور علی کا دروازہ کھلا رہے ضرور کسی مصلحت پر مبنی ہوگا

اسلیئے کہ فعل حکیم خالی حکمت سے نہین ہوتا اور وہ حکمت سوای
اظہار خصوصیّت کیا ہوسکتی ہے اور خصوصیّت دلالت افضلیت پر
خاص کے بلا خصوصیت پر ضرور رکھتا ہے اسی طرح پر حدیث
مَن کُنتُ مَولاہُ یعنے جس کا مین ولی ہون اوس کا علی ولی ہے
جیسا باتفاق اکثر محدثین اور نسائی کا نص بطرق کثیرۃ ثابت کرتا ہے
کہ یہہ حدیث ضرور حضرت امیر کی شان مین فرمائی پس ولایت سے
مراد مثل ولایت رسول ہوگی جیسا مفاد سیاق وسیاق حدیث کا ہے
اور ولایت رسول حکومت شرعی حاصلہ من اللہ تھی پس وہ حکومت
ولایت جناب امیر مین بھی ہونا چاہیے پس حضرت ہر مؤمن کے ولی
ٹھہرے اور اسی طرح نسائی نے متعدد حدیثین جمع کی ہین جس مین
حضرت نے فرمایا کہ علی میرا خلیفہ بعد میرے ہے پس اگرچہ علی خلیفہ تو
ضرور ہوے مگر بعد میرے کی لفظ سے متبادر بعدیت موت ہے بلا فصل
نہ کہ بعدیت بفصول ثلثہ اگرچہ بعدیت ثابت یون بھی ہوتی ہے مگر بلا
ضرورت داعیہ متبادر کو چھوڑ اوس سے تجاوز کیون کیا جاوے گا اور اسی
طور پر یمن مین حضرت امیرؑ کا قاضی ہوکر جانا اور حضرت کا دعا کرنا کہ
خداوندا علی کے قلب کو ہدایت کر اور زبان مین ثبات عطا کر
دلیل قوی ہے حضرت امیرؑ کے اقضی بالحق ہونے پر جیسا کہ مفاد قضیہ
تخصیص من بین الاصحاب ہے اور اقضی کو قاضی پر فضیلت ہے
نہ کہ جسکو باب القضا مین مداخلت نہو اور رسالت مآب کا فرمانا نسبت

علیؑ کے کہ مین تجھسے ہون تو مجھسے ہے اور مشابہت دینا اپنے نفس سے
علیؑ کو جیسا کہ کتب صحاح مین مذکور ہے اور بعض خلفا کا اپنے
تئین کہنا کہ یا رسول اللہ ہم نہین حضرت کا فرمانا نہین بلکہ خاصف
نعل اور اسی طرح پر اپنا امین وصفی فرمانا اور اسی طرح پر حضرت
رسول کا حضرت امیرؑ کو سردار لشکر کرنا اور بریدہ کی شکایت اور حضرت کا
فرمانا کہ علیؑ مجھسے اور مین علیؑ سے ہون اور اسی طرح پر خم غدیر مین
بہ وصایت وخلافت امیرؑ نص فرمانا اور اسی طرح پر وہ قصہ جو کہ نسائی
نے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر خدمت مین رسالتماب
کے گئے اور اوس وقت حضرت اور بی بی عائشہ ام المومنین مین لڑائی
ہو رہی تھی اور وہ چیخ چیخ کے فرماتی تھین کہ مین خوب جانتی ہون کہ
آپ علیؑ کو مجھسے زیادہ دوست رکھتے ہین پس حضرت ابوبکر کو غصہ
آیا اور قصد فرمایا کہ طمانچہ مارین بی بی عائشہ کو اور فرمانے لگے ای فلان عورت کی
بیٹی تو آواز اپنی رسول خدا پر بلند کرتی ہے پس جناب رسول خدا
نے بچالیا یہ حضرت بڑے غصہ مین باہر تشریف لے آئے الخ اسی
طرح پر حضرت رسول خدا کا فرمانا کہ سوا میرے اور علیؑ کے خدا کے
احکام کوئی ادا نہین کر سکتا اور اسی طرح پر فرمانا حضرت کا کہ علیؑ خلیفہ
میرا ہے بعد میرے اور اسی طرح پر نفس سے اپنے تعبیر کرنا اور اسی
طرح پر اپنی بیٹی سے کہنا کہ مین نے نکاح تیرا نہین کیا مگر اوس سے
جو میرے اہلبیت مین سب سے بہتر ہے اس طور سے حضرت رسولؐ

اقرار فرمانا کہ مین نے کوئی بات خدا سے اپنے لیئے نہین طلب کی
مگر علی کے لیئے بھی طلب کی اور باوجود اسکے کہ علیؑ نے خطبہ
فاطمہ زہرا نہین کیا تھا اور جناب ثانی نے اور بعد اوس کے
جناب اول نے خطبہ کیا اور رسول خدا نے انکار کیا پس
علیؑ کے ساتھ شادی کردی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے
کہ رسول خدا علیؑ کو اوروں سے بہتر جانتے ہین ورنہ سبب کیا
تھا کہ اوروں سے انکار اور علی سے رضا و اقرار و شہادت نسائی بروایات
عائشہ ام المؤمنین بپایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضرت امیر کو
رسالتمآب مردون مین سب سے زیادہ دوست رکھتے تھے
اور عورتون مین فاطمہ زہرا کو اور حدیث طیر تو مشہور ہے اور انکار اوسکا
کسی طرح پر ممکن نہین اور اوس مین مضمون صرف اتنا ہے کہ
انس ابن مالک کہتا ہے کہ ایک طیر مشوی کسی نے حضرت
رسول خدا کے واسطے بھیجا حضرت نے دعا کی کہ خداوندا بھیج اوس
شخص کو جو احب الناس ہے تیری طرف تاکہ میرے ساتھ اس
طیر کو کھاوے پس حضرت عمر ابن الخطاب تشریف لائے حضرت نے
پھیر دیا ابوبکر صاحب تشریف لائے حضرت نے پھیر دیا حضرت علیؑ آئے پس حضرت نے علیؑ کے ساتھ کھایا
جیسا کہ متعدد بلکہ لاتحصے طرق سے ماثور ہے اور اسی طرح پر حضرت
رسول خدا کا دعا فرمانا علیؑ کے دوستون کے لیئے اور بددعا کرنا
دشمنان علیؑ کے واسطے اور علی کے آباد آبا رسول تھے اور علیؑ کی

اولادِ رسول کی اولاد تھی اور رسول خدا کی بیٹی علی کی بی بی تھی اور علی کو گودیون مین رسول خدا نے پالا تھا اور رسول خدا کو علی کے باپ ابوطالب نے پالا تھا اور علیؑ کے واسطے رسول خدا نے دعا سے دفع اذیت حرو برد کی اور علیؑ کو مخصوص کیا خمس کیواسطے اور اسی طرح پر اولاد علیؑ کو اور قاتل علیؑ کو اشقی الناس کا فرمانا اور ابوتراب کنیت رکھنا اور علی کا اقرا الناس اور آخر الناس عہد مین رسول خدا سے ہونا اور حضرت رسول کا حضرت علیؑ سے فرمانا کہ مقابلہ کروگے تاویل قرآن پر جیسا کہ قتال کیا تم نے تنزیل قرآن پر اور اسی طرح پر کلام معجز نظام حضرت امیر کا دلالت تامہ اون کی افضلیت پر رکھتا ہے اسواسطے کہ کسی اور صحابی کا کوئی کلام مثل کلام حضرت امیرؑ کے کسی سے منقول نہین ہوا پس اگر کوئی فصیح و بلیغ مثل حضرت امیر کے ہوتا تو ضرور اوس کا کلام بھی مذکور رہتا اور چونکہ مسلمان لوگ قرآن مجید کو بوجہ فصاحت و بلاغت کلام خدا سچے دل سے سمجھتے ہین بلکہ قرآن معجزہ بسبب فصاحت کے قرار پایا اور اوسکی فصاحت کے مقابلہ سے فصحاے بطحے بلکہ تمام عرب عربا و مستعربہ سب کے سب عاجز آگئے اور کسی سے ایک چھوٹا سا سورہ بھی نہ بن سکا اور یہ شاہد عدل نبوت پیغمبر کا ٹھہرا اور تصدیق نبوت اس سے بخوبی ثابت ہوئی اور آج تک پیغمبر کی پیغمبری کا ثبوت ہے پس اسیطرح پر خطب و کتب و احکام نہج البلاغہ کہ مثل اون کے کسی سے ایسے کلام نہ بن سکے اور کوئی متکلم ساتھ ایسے کلام کے نہین ہوسکتا اور کسی سے

ممکن نہین کہ بعد کلام خدا و کلام رسول کوئی صحابی ایسا کلام کرسکے
اور یہ فصاحت و بلاغت اور ایسے ایسے صنایع و بدایع اور محاسن
معانی و بیان صرف کرسکے بلکہ اگر کوئی قصد کرے تو اوس کے امکان سے
باہر ہے اور کسی صحابی سے مقابلہ ان کے کلام کا ممکن نہوا بس یہ دلیل
انکی افضلیت پر رکھے گا اور افضلیت انکی تمام اصحاب پر ثابت
ہوگی مثل افضلیت پیغمبر کے تمام عالم پر اور افضلیت قرآن مجید تمام
کتب آسمانی پر اور افضلیت دین محمدی تمام دینون پر اور انکار اس کا
خرط قتاد ہے مولف کہتا ہے کہ اگر ہم اس مقام پر کچھ کلام حضرت کا
بطور نمونہ بیان کرین تو کچھ مضایقہ نہین ہم من بین کلام خطبہ شقشقیہ کو
بیان کرتے ہین وَاللّٰہِ لَقَدْ تَقَمَّصَہَا فُلَانٌ وَاِنَّہٗ لَیَعْلَمُ اَنَّ مَحَلِّیَ
مِنْہَا مَحَلُّ الْقُطْبِ مِنَ الرَّحٰی یعنے قسم خدا کی زبردستی پہن لیا
جامہ خلافت کو فلان شخص نے اور وہ خوب جانتا تھا میرے
مقام کو خلافت سے اسواسطے کہ مجھے خلافت سے وہ نسبت
ہے کہ جو کیلے سے چکی کو نسبت ہے یَنْحَدِرُ عَنِّی السَّیْلُ وَلَا
یَرْقٰی اِلَیَّ الطَّیْرُ مجھسے پانی بہہ جاتا تھا اور پھر ٹھہر نہین سکتا یعنے میرا مرتبہ
ایسا بلند ہے کہ پانی ٹہر نہین سکتا اور کوئی پرندہ میری بلندی تک
نہین اوڑ سکتا یعنے میرے مقام بلند کو وہ لوگ بخوبی جانتے تھے
اور میرے مراتب عظیمہ رفیعہ سے واقف تھے فَسَدَلْتُ دُوْنَہَا
ثَوْبًا وَطَوَیْتُ عَنْہَا کَشْحًا پس مین نے جبکہ دیکھا کہ وہ لوگ

باوجود علم ایسے حق سے پردہ پوشی کرتے ہین اور اسقدر طمع خلافت
دامن گیر ہے کہ حق کی طرف بالکل نہین دیکھتے تو مین نے بھی ایک
پردہ ڈالدیا ہے اور ہاتھ پاؤن سمیٹ بیٹھا وَطَفِقْتُ اَرْتَأِیْ بَیْنَ اَنْ
اَصُوْلَ بِیَدٍ جَذَّاءَ اَوْ اَصْبِرَ عَلٰی طَخْیَةٍ عَمْیَاءَ یَهْرَمُ فِیْهَا الْکَبِیْرُ
وَیَشِیْبُ فِیْهَا الصَّغِیْرُ وَیَکْدَحُ فِیْهَا الْمُؤْمِنُ حَتّٰی یَلْقٰی رَابَّهٗ
اور مین نے غور کرنا اور فکر کو دوڑانا شروع کیا کہ آیا بغیر معاون و انصار
کے لڑ بیٹھون اپنے حق پر یا صبر کرون اس مصیبت تیرہ و تار پر جس مین
بڑھے پھوس ہوے جاتے ہین اور بچہ جوان ہوے جاتے ہین اور مومن
یہان تک کوشش رہائی کی کرتا ہے کہ دنیا سے لقائے پروردگار کو روانہ
ہوجاوے فَرَأَیْتُ اَنَّ الصَّبْرَ عَلٰی هَاتَا اَحْجٰی فَصَبَرْتُ وَفِی الْعَیْنِ
قَذًی وَفِی الْحَلْقِ شَجًی اَرٰی تُرَاثِیْ نَهْبًا بس میری راے مین صبر بہتر معلوم ہوا
مین نے صبر کیا حالانکہ میری آنکھون مین اس مصیبت کی خاک کھٹکتی
تھی اور میرے حلق مین بڑی تکلیف و مصیبت کی اٹکی ہوئی تھی اور مین
دیکھ رہا تھا کہ میرا میراث لٹ رہا تھا اور لوگ اچھی طرح سے لوٹ
رہے تھے حَتّٰی مَضَی الْاَوَّلُ لِسَبِیْلِهٖ فَاَدْلٰی بِهَا اِلٰی فُلَانٍ بَعْدَهٗ
تا اینکہ پہلے نے اپنی راہ لی اور اپنے عہدہ کو اپنے بعد مین ایک اور
شخص کو دیگیے پھر حضرت نے اعشے کا شعر بطور تمثیل پڑھا شَتَّانَ مَا یَوْمِیْ
عَلٰی کُوْرِهَا وَیَوْمُ حَیَّانَ اَخِیْ جَابِرٍ یہ شعر ایک قصیدہ کا ہے جسکو میمون ابن
جندل نے کہ جو بنی قیس سے ہے مدح عامر اور علقمہ مین کیا ہے

اور حیان اور جابر بیٹے ہین ابن عمرو کے بنی ثقیفہ سے اور حیان صاحب قلعہ تھا یمن مین اور نہایت صاحب ثروت اور نعمت و رفاہت مین رہتا تھا اور لوگ اوس کی خدمت کرتے تھے اور اوسکو مشقت سفر و زحمت نہ تھی کسرا ہر سال اوس کو صلہ مین کچھ بھیجا کرتا تھا اور اعشے اوس کا ندیم تھا پس مطلب شعر یہ ہے کہ میرے ادن دونون کے درمیان مین بڑا فرق ہے ایکدن تو وہ تھا کہ حیان برادر جابر کا مین ندیم تھا اور کمال راحت و آرام مین بسر کرتا تھا اور ایک روز یہ ہے کہ ناقہ بے مہار پر سوار جنگلون مین شدت دھوپ اور گرمی ہوا مین پھرتا ہون اور حضرت کی تمثیل کا یہ مطلب ہے جیسا کہ سید مرتضے رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یا تو اول صاحب بہ سبب بار گران خلافت اور صعوبات امر کے اپنے سے اقالہ فرماتے تھے اور سبکدوش ہونا چاہتے تھے یا اس سے بڑھ کر زحمت و مصیبت مین پھنس گئے اور دوسرے صاحب کو اپنی جگہہ اپنا منصب عطا کر گئے فَیَا عَجَبًا بَیْنَا ھُوَ یَسْتَقِیْلُھَا فِی حَیٰوتِہٖ اِذْ عَقَدَ ھَا لِاٰخَرَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ کس قدر تعجب ہے کہ یا تو اول اقالہ خلافت اپنی زندگی مین کرتے تھے یا بعد وفات اوسکو اپنی ملک سمجھکر دوسرے کے لیے مقرر کر گئے مؤلف کہتا ہے اس مقام پر ایک نکتہ قابل لحاظ ہے کہ رسول خدا نے جس کو نصب کیا اپنے بعد اور جس کو وصی و خلیفہ فرمایا وہ تو نص درست نہوئی اور اجماع صحابہ بخلاف نص واقع ہوا

اور خلیفہ اول صاحب خلیفہ مقرر ہو گئے اور بہ نسبت خلیفہ ثانی
خلیفہ اول کی نص کا ایسا پایا مضبوط تھا کہ وہ منظور ہو گیا اور کسی نے
اجماع وغیرہ نہ کیا اور نہ شورہ اس معاملہ مین ہوا یہان صورت اس
حکومت کی شخصی بن گئی اور پیغمبر کے وصی ہوتے مین نوعی کی ضرورت
تھی بلکہ پیغمبر کو اتنی عقل نہ تھی جس قدر خلیفہ اول کو تھی کہ انھون نے
اپنا نائب بعد اپنے مقرر کر کے شور شغب اور تفرق اور گمراہی سے تمام
مہاجرین و انصار کو بچایا اور پیغمبر نے وصی نہ مقرر کر کے تمام امت کو سر گشتہ
و حیران چھوڑا آخر اونھون نے مجبور ہو کر اپنی طرف سے خلیفہ مقرر کیا
یہ امر پیغمبر کے دنائت طبع و خساست نفس و سفاہت عقل پر دلالت
کرتا ہے بلکہ خلیفہ صاحب کی عقل کو پیغمبر کی عقل پر ترجیح معلوم ہوتی ہے
حاشا و کلا کہ ایسا واقع مین ہو بلکہ یقینی ثابت ہے کہ پیغمبر نے خلیفہ و نائب
مقرر کیا مگر بوجوہ چند در چند لوگون نے اوس بات کو پیغمبر کی نہ مانا اور
خواہشات نفسانی مانع ہوئی کیونکہ سب کو بخوبی معلوم تھا کہ علی سوائے
اون باتون کے جو اچھی ہون اور اون حقوق کے کہ جسقدر جس کا حصہ ہے
دوسری باتین جس مین اشیاء شہوات نفسانی اور تراق پراق مزیدار
کباب اور عمدہ عمدہ لباس اور تمام دنیاوی لذات کسی کو نہ کرنے دینگے
اور جو لوگ علی کے دوست ہین اور علی سے محبت رکھتے ہین اونھین سے
احسان کرینگے اور اونھین کو حکومت شہر و دیار دین گے اور متولی
کرین گے اور جو جو باتین ہماری دل کی خواہش کے مطابق ہین

وہ نہ کرنے پاوینگے اور سوا اوس کے بغض بھی علی سے تھا کیونکہ اکثر لوگ
بزور تلوار علی مسلمان ہوئے تھے اور علی نے اون کے باپ دادا قتل کیے
تھے مال وغنیمت اون کے علی کی تلوار سے لوٹے گئے تھے اون کنبہ وقبیلہ
کے لوگ بدولت زور بازوء علی لونڈی غلام بنے تھے ان سب امور سے
اون کے سینون مین آتش عداوت علی بھڑکی ہوئی تھی بعضون کو
حسد تھا اسوجہ سے کہ کامل سے سب کو حسد ہوتا ہے اور یہ خلقی بات ہے
کہ جب کوئی رئیس خاص رفیق یا ملازم پر مہربان ہوتا ہے تو تمام اوسکے
ملازم اور اعزہ اور جو جو اوس سے تعلق رکھتے ہین اوس سے جلنے لگتے
ہین اور حسد کرلیتے ہین اور یہی وجہ اکثر ریاستون مین ہوتی ہے اور
یہ بات بدیہی اور آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہے کہ ہر امر مین رسولخدا
علیؑ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور ہر بات مین علیؑ کو بڑھایا کرتے تھے اور
ہر بات مین علی کو مقدم رکھتے تھے اور سوا علی کے اور کسیکی بات
اسقدر نہ مانتے تھے اور تمام امور حضرت کے علی سے متعلق تھے پس ان
وجوہ سے لوگون کو حسد ہوتا تھا یہانتک کہ وہ حسد بڑھتا ہی گیا چنانچہ
اکثر موقعون پر لوگون نے کہا بھی کہ آپ ہر بات مین علیؑ کے واسطے
زیادتی کرتے ہین جیسا کہ نسائی نے بھی نص کے قضیہ سد ابواب
الا باب علیؑ مین اور آفتاب کے معجزہ مین اور سوا اوس کے اور
بہت سے مقامات پر جس کو تفصیلاً ہم بخیال طول نہین لکھ سکتے
سوا اس کے جب کہ کامل وناقص ایک مقام پر ہوتے ہین اور

ناقص کو خوف پیدا ہوتا ہے کہ مبادا اس کامل کی وجہ سے میری
کسادو بازاری ہوگی تو وہ طرح طرح کی باتین پیدا کرتا ہے اور لوگون کو برخلاف
کرتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ عوام لوگ بہت ہوتے ہین اور خواص کم ہوتے
ہین اور بقاعدہ اَلْجِنْسُ یَمِیْلُ اِلَی الْجِنْسِ اپنے ہم جنس کو سب پسند
کرتے ہین اور اوسکے کہنے کو بہت مانتے ہین اور چھوٹے آدمی کے پاس
لوگ بہت گرویدہ ہوتے ہین جیساکہ نیٹو ڈاکٹرسی بہت رجوع کرتے ہین
اور سول سرجن سے کم اسیطرح پولیس سے بہت بازاری لوگ ملسکتے
ہین اور مجسٹریٹ سے سواے خاص خاص لوگون کے ملاقات نہین
ہوتی اسی طرح کانسٹبلون سے ہزارون آدمی بازاریون سے جان پہچان
ہوتی ہے اور تھانہ دار صاحب سے کم بہر کیف یہ قاعدہ ہے کہ جب
کام ہین کامل وناقص اعلے وادنے دو لو برابر ایک فن کا کام کرنا چاہین
تو اہل دنیا ازبسکہ بے عقل اور دنی الطبع اور بد تمیز اور بہ نسبت صاحبان
تمیز دار اور عقل مند اور عالی طبع کے بہت کم ہوتے ہین ضرور اپنے
ہم جنس کیطرف رجوع کرینگے ہان اگر اعلے کو حکومت حاصل ہوگئی
تو خیر وہ بذریعہ حکومت کے سب کو اپنا زیر فرمان کرلے گا اور بدون حکومت
کبھی ادمی کی طرف ویسی جمعیت جیسی ناقص کو حاصل ہوگی نہوگی
جیساکہ مشاہدہ اس پر گواہ ہے پس بنابران مجموع خیالات کے ایک
نتیجہ اس قدر ضرور پیدا ہوتا ہے کہ پیغمبر نے امت کو مہمل بے موسس
نہین چھوڑا اور پیغمبر شاید اس بات پر مامور اس بارہ خاص مین حکومتانہ

کارروائی کی نہ تھی کسی مصلحت خفیہ کے باعث سے کہ بعض اون مصالح مین سے بانی غور ظاہر بھی ہو جاتے ہین نظر برین اونھون نے کوئی دقیقہ تعلیم کا باقی نہین رکھا جس طرح پر بلا تشبیہ خدا نے سب دلائل و براہین سے بری باتون کی برائی اچھی باتون کی اچھائی سب پر ظاہر کرا دی اور شیطان کے مکر و فریب سے آگاہ کر دیا اور اپنی خوشی سے بھی مطلع کر دیا پس جس کا جی چاہے خدا کو خوش کرے اور جس کا جی چاہے شیطان کے متابعت کرے اور یہ ضروری بات ہے کہ ہر زمانہ مین شیطان کی متابعت کرنے والے بہ نسبت اطاعت خدا کرنے والون کے بہت ہوتے ہین اور یہی سبب ہے کہ خدا کے باوجود سب صفات کمالیہ ظاہر ہونے کے بہتون کو جن مین کسی قسم کا مادہ و قوت اضرار و انتفاع کا نہین پوجتے ہین اور سحر و جادوگرون و شعبدہ بازون اور جعلسازون و دروغ گو اور بازاری شہدون سے موافقت کر لیتے ہین اور پیغمبرون اور حکما اور عالمون اور راست بازون و عابدون اور خوش فعلون سے رغبت نہین کرتے دیکھئے ایک گویا یا نجومیا کسی گاؤن مین آجاتا ہے تو تمام گاؤن بھر اوس کا مطیع ہو جاتا ہے اور سب اوس کی طرف راغب ہو جاتے ہین اگر کوئی عالم کسی شہر مین جاتا ہے تو لوگ بہت کم آتے ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل اور غیر کامل اور حق دار اور ناحق اور عالم اور جاہل اور کسی صاحب ہنر اور بے ہنر کی شناخت موقوف اجماع پر نہین اگر غور سے دیکھین تو

خدا پر اجماع کرنے والے ابتدائے دنیا سے آج تک شاید اتنے بھی نہ
نکلیں گے کہ نمک کی برابری دال مین کر سکین بخلاف اس کے
کہ جو خدا کو نہین مانتے شاید تعداد مین لاانتہا ہون گے پس اس سے
خدا کی خدائی باطل ہوگی اور دہریت اور بت پرستی کی حقیقت ثابت
ہوگی منجملہ انہین وجوہ کے اکثر لوگ پیغمبر کی تصدیق بالذات نرکھتے
تھے اون کو پیغمبر کا خوف اور غنیمت کا لالچ لایا تھا اب جب کہ اونکو
ہرا باغ دوسری طرف معلوم ہوا اونھون نے دوسری جانب رغبت کی اور
اور سمجھے کہ دنیا دوسری طرف ہے چلو بھی اوسی طرف یہ وجہ ہوئی کہ لوگ
اوس شخص سے کہ منصوب من اللہ اور پیغمبر کا منصوب کیا ہوا تھا پھر
گئے اور اس مین مشورہ پر اکتفا کی اور یہان از بسکہ وہ باتین نہ تھین
سب نے جلدی سے منظور کر لیا اور خوشی خوشی بیعت کر لی اور اگر یہ امر
نہوتا تو علی بھی سب کیطرح بیعت کر لیتے اور کچھ بھی اظہار و انکار نکرتے
اسواسطے کہ علی کا بیعت نہ کرنا دلیل قوی ہے اس بیعت کے فلتہ
ہونے پر اور یہ امر با دلہ و براہین جلیہ کتب اہل سنت سے ثابت ہے
کہ حضرت امیر نے خوشی سے بیعت نہین کی بلکہ بڑے زورون سے
اور بڑی بڑی کوششون سے اور بڑے بڑے ڈراوون سے حضرت سے
بیعت لی گئی اور حضرت بھی جہاد نفس پر مامور تھے پس حضرت
نے شجاعت ذاتی سے کام نہ لیا بلکہ حلم اور بردباری فرما کے نفس کو
مغلوب کیا اور اطاعت حکم خدا اور رسول کی فرمائی منجملہ اون اخبار کے

جس سے یہہ امر ثابت ہوتا ہے یہہ ہے کہ تاریخ طبری مین اور فاضل ابی الحدید کے کلام مین ابوبکر جوہری سے اور نیز دوسرے طریق سے ابوبکر شیبی سے اور جمع الجوامع سیوطی مین اور کنز العمال مین باب الہمزہ مین جیسا کہ محکی عنہا مین موجود ہے مختلف الالفاظ قریب بلکہ متحد المعنے یہہ اخبار موجود ہین کہ زبیر اور مقداد وغیرہ گھر مین جناب سیدہ کے جمع ہوے اور چاہا کہ حضرت امیرؑ سے بیعت کرین پس حضرت ابوبکر نے حضرت عمر اور خالد کو بھیجا حضرت عمر نے زبیر کی تلوار توڑ ڈالی پتھر پر مار کے اور زبردستی پکڑ کر حوالہ خالد کیا اور حضرت امیرؑ کو اوٹھایا حضرت نے تامل کیا پس زبردستی حضرت کو کھینچا اور فاطمہ زہراؑ فریاد کرتی تھین اور فرماتی تھین قسم خدا کی مین کبھی حضرت عمر سے کلام نکرونگی اور شاہ ولی اللہ دہلوی نے ازالة الخفا مین لو علاہ ان فرمایا ہی ہم لفظ بلفظ ترجمہ کرتے ہین در ہمین ایام الخ ترجمہ انھین روزون مین ایک مشکل پیش آئی کہ جسکو سب مشکلون سے زیادہ موقعیت متضح ہے اور وہ یہہ تھی کہ ایک جماعت بنی ہاشم سے گھر مین حضرت فاطمہ زہراؑ کے جمع ہوئی اور درباب نقض خلافت ابوبکر کے مشورتین کرنے لگے حضرت شیخین نے ایسی تدبیر سے کہ چاہی تھی اوس مشورت کو درہم برہم کردیا اور تدارک بلال کا کہ حضرت مرتضی علیؑ کو کہ عارض ہو اتھا بحسن ملاطفہ فرمایا اور راویون نے اس قصہ کی کچھ باتین یاد رکھین کچھ چھوڑ دین یہان چند حدیثین ہم لکھتے ہین تاکہ قصہ متضح ہوجاوے

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ إِنَّهُ لَمَّا بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ كَانَ

عَلِيٍّ وَالزُّبَيْرِيُدْخُلُوْنَ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ الخ
یہہ روایت کنز العمال اور جمع الجوامع مین مذکور ہے ترجمہ ہم لکھتے ہین
یعنے جبکہ ابوبکر سے بعد پیغمبر خدا بیعت کی گئی تو علیؑ اور زبیر فاطمہؑ کے
پاس آئے پس مشورت کرنا شروع کی اور تراجع کیا اپنے کام مین پس
جبکہ یہہ خبر حضرت عمر کو پہنچی اپنے مقام سے چلے یہان تک کہ فاطمہؑ
زہرا کے پاس گئے اور کہا اے دختر رسول خدا ہمارے
نزدیک محبوب تر کوئی شخص تمھارے باپ سے نہین اور بعد
تمھارے باپ کے تمسے زیادہ کوئی محبوب تر نہین ہے اور قسم
خدا کی یہہ امر مانع اسکا نہین کہ تمھارے پاس جو نفر جمع ہوے ہین مین
حکم دون ان پر گھر جلا دیا جاوے گا پس جبکہ عمر تشریف لے گئے اور
وہ لوگ آئے پس جناب سیدہؑ نے فرمایا کہ حضرت عمر آئے تھے اور
قسم کھا گئے ہین اگر پھر تم آؤگے تو گھر تم پر جلا دیا جاویگا اور قسم بخدا
جس پر عمر نے قسم کھائی ہے اوسکا امضا وہ ضرور کریگا پس پھر جاؤ یہان
سے اور اپنی راے مین امر مناسب قرار دو اور اب میرے یہان مراجعت نکرنا
پس وہ چلے گئے اور پھر رجوع فاطمہؑ کی طرف نہین کی تا اینکہ بیعت حضرت
ابوبکر کرلی ملاحظہ ہو کہ شاہ صاحب کے نزدیک بھی یہہ روایت معتبر ہے
مگر وہ ملاطفہ اور حسن تدبیر سمجھ مین نہ آئی اور قطع نظر اسکے کبھی ایسی ملاطفات
سے وہ شخص راضی نہوگا جسکا حق سراسر تلف کیا گیا ہو اس روایت
سے تو سراسر دھمکی اور ڈرانا اور تخویف معلوم ہوتی ہے جناب سیدہ کا

گھر جلانا حضرت امیر کا اور حضرت امیر کا خوشی سے بیعت نہ کرنا
زبردستی سے دھمکا کر بیعت لینا فاطمہ زہراؑ کو مراجعت سے منع کرنا جناب
سیدہ کا ڈرانا اور الفاظ سخت سے خاطر رنجیدہ کرنا منجر ایذا کیطرف
ہوتا ہے اور بنا بر نص نسائی موذی فاطمہ کا موذی رسول اور موذی رسول
موذی خدا ہوتا ہے حضرت امیرؑ کا تخلف حق بات سے اور اون
اصحاب کا جو کہ ساتھی حضرت امیرؑ کے تھے حق سے مخالف ہونا فاطمہؑ کا
زبردستی برائے حق تلفی کے واسطے لوگون کو اپنے گھر مین جگہ دینا خود
فاطمہؑ زہرا کا شورہٗ باطل مین شریک ہونا حالانکہ یہہ سب شقوق باطل
ہین بنصوص معتبرہ فاطمہ زہراؑ صدیقہ ہین سیدہ النساء عالمین ہے
جیسا النسائی مین اور صحاح وغیرہ مین موجود ہے اور اہلسنت کو بھی
اقرار ہے اسی طرح پر حضرت کی راستی اور علم اور حلم مشہور ہے نتیجہ
ظاہر ہے جس کو اس خطبہ مین بیان فرما رہے ہین اور علامہ ابو الفدا
اسمٰعیل ابن علی محمود ابن محمد ابن عمر ابن شہنشاہ ابن ایوب نے اپنی
تاریخ مسمی بہ مختصر فی احوال البشر اور کتاب الامامہ والسیاسہ ابن قتیبہ
مین بھی اور کتاب الاکتفا مصنفہ ابراہیم ابن عبد اللہ شافعی مین بھی
گھر کے جلانے کا قصد اور دھمکانا حضرت فاطمہؑ زہرا کا وغیرہ وغیرہ
مذکور ہے اور توثیق اور فضل ان علما کا بہت معتبر موالفوں تک بیان سے
ثابت ہے پس اس مین شک نہین کہ حضرت نے بیعت سے
انکار کیا اور خوشی سے بیعت نہین کی اور یہ امر ضرور کاشف ہے اس

بات ہے کہ یہ حق جناب خلیفہ کا اون کے نزدیک نہ تھا ورنہ
پھر کوئی وجہ انکار کی نہوتی اور اقالہ کرنا بھی جناب خلیفۂ اوّل کا
اوّل تو اسی خطبہ سے معلوم ہوتا ہے اور قطع نظر اسکے اور روایات
مین بھی موجود ہے کہ جناب خلافت مآب بالاے ممبر فرماتے تھے
اَقِیلُونِی اَقِیلُونِی فَلَسْتُ بِخَیْرِکُمْ وَعَلِیٌّ فِیکُمْ یعنے مجھے اقالہ کرو اور معزول
کرو کہ مین تمسے بہتر نہین ہون حالان کہ مجھ سے بہتر علی موجود ہین اور
حال حضرت کے ذہن عالی کا اور علم کا ایسا ہے کہ بیان اوسکا بیان
سے باہر ہے چنانچہ توشیح شرح صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت نے
فرمایا کہ میرے بھائی نوح کو سقطم نے اذیت دی تو اونھون نے
عرباض کو ہاتھ سے چھوا لیس اوس مین سے سمسم پیدا ہوا حضرت
ابوبکر نے پوچھا کہ یا حضرت سقطم اور عرباض اور سمسم کیا چیز ہے حضرت
نے فرمایا کہ سقطم زبابہ ہے اور عرباض درد ہے اور سمسم عثمثم ہے
حضرت ابوبکر نے عرض کیا یا حضرت زبابہ اور ورد و عثمثم کسے
کہتے ہین فرمایا کہ زبابہ قرنب ہے اور ورد حنظل ہے اور عثمثم
ضیون ہے پھر جناب خلیفہ صاحب نے عرض کی یا حضرت مین تو
کچھ بھی نہ سمجھا صاف صاف بیان فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ
سقطم و زبابہ و قرنب فارہ ہے اور عرباض و ورد و حنظل اسد ہے
اور سمسم اور عثمثم اور ضیون سنور ہے اور یہ بھی منقول ہے کہ اکثر فرمایا
کہ میرے واسطے ایک شیطان ہے پس جب مجھکو کجی پر دیکھو تو مجھے سیدھا کر دو

اور اتفاقاً ایک روز حضرت خطبہ پڑہتے تھے کہ امام حسن علیہ السلام نے ممبر پر چڑھ کر

لے شروع مقصد خامس از باب حادی عشر فضائل اہلبیت یہ روایت صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین موجود ہے بلکہ آخر مین یہ بھی موجود ہے کہ حضرت امیر نے فرمایا کہ قسم بخدا کلام حسن کا میری رائے سے نہ تھا پس خلیفہ صاحب نے فرمایا سچ کہا آپ نے مین انکو متہم نہین کرتا اور جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا مین خلاصہ ابو بکر بنی تیم مین حلمہ وتواضعہ مین اور کنز العمال مین بھی موجود ہے اور دفع شبہہ اس طور سے امام حسین صغیر السن تھے اون کے فعل کا اعتبار نہین یہ تحشم حدیث اخذ ثمرہ ہرگز نہین ہو سکتا کیونکہ بنا بر اعتقاد شیعہ امام وہی ہو جو ابتدا عمر سے انتہا عمر تک معصوم ہو اور صغیر و کبیر اوس کے سب برابر ہین مثل سورہائے قرانی ابو ہریرہ سے روایت ہے بخاری مین کہ ایک روز امام حسن نے خرمہ صدقہ کا منہ مین رکھا رسول خدا نے کخ کخ فرما کر منہ سے نکالکر پہینک دیا اور فرمایا کیا نہین جانتے کہ صدقہ ہم پر حرام ہے پس اگر بچپنا مانع ہوتا تو کوئی معنی اس فعل رسول خدا کے نہوتے اور اس پر یہ کج بحثی کہ پھر اسے جہالت اون کی حرمت صدقہ سے ثابت ہوئی پس نہ جہالت نہ تھی بلکہ مقصود اعلام تھا کہ سب پر اون کی فضیلت ظاہر ہو جاے جیسا کہ ابراہیم خود جانتے تھے کہ خدا مردہ کے زندہ کرنے پر قادر ہے اور سب سے زیادہ ایمان رکھتے تھے بشہادت بیضاوی یہ خدا نے فرمایا اَوَلَمْ تُؤْمِنْ یعنے کیا تو ایمان نہین رکھتا لیکن بخیال اعلام قدرت خدا اور اپنی فضیلت کافہ ناظرین پر یہہ عرض کیا اور قطع نظر اسکے دعوہ شیعو نکا بہ نسبت امام بعینہ وہی ہے کہ جو بہ نسبت پیغمبر کے ہے پس جبکہ پیغمبر کی عصمت ثابت ہوئی تو امام کی عصمت بھی ثابت ہو گئی اور تقریب وہی تقریب اور جواب وہی جواب ہے اور جسوقت کہ نبوت موقوف کبر سن پر نہین بلکہ بمفاد کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ قبل خلقت پیغمبر کی نبوت حضرت کے واسطے ثابت تھی اور حضرت عیسے پیدا ہوتے ہی کے ساتھ ماں کی گود مین کہہ رہے تھے کہ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا پس اسطرح پر امامت کا بھی تعلق صغر سن و کبر سن پر موقوف نہین رہا تعلق احکام امامت اگرچہ وہ تاوقت حیات

ان سے کہا کہ اے ابو بکر یہ میرے باپ کا ممبر ہے کچھ آپ کے
باپ کا نہین آپ اوترئیے اس کا تو جواب نہ دے سکے مگر امام حسین کو
بہلانے لگے اور یہ اشعار پڑہے بِاَبِی اَنْتَ شَبِیْہٌ بِنَبِی ؛ لَسْتَ شَبِیْہًا
بِعَلِی یعنے میرے باپ آپ پر سے فدا ہون کہ آپ مشابہ پیغمبر کے
ہین شاید اس سے مطلب آپکا یہ ہوگا کہ علی تو محکوم بہ جبر ہین مگر آپ کا
یہ کلام حکومتانہ ویسا ہی ہے جیسا کہ پیغمبر کا کلام حکومتانہ ہوتا تھا ورنہ آپ
کے باپ نے تو مزاحمت میرے ممبر پر آنے کی نہین کی اور اسیطرح کی
حضرت کے علم و کمال کے متعلق صدہا روایتین ہین جنکے ذکر سے
اصل خطبہ کا بیان رہ جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ کسی موقع پر لکھینگے
لَشَدَّ مَا تَشَطَّرَا ضَرْعَیْہَا پس مین ناقہ خلافت کے تہنونکو
دو حصہ کر کے ایک ایک حصہ بانٹ لیا پس خلیفہ اول ڈال گئے
اوس خلافت کو مقام درشت مین کہ جس کے جراحت بہت غلیظ تھے
اور چھونا بھی اوس کا خشن اور ٹھوکر اوٹھانا اپنے ایسے شخص کو خلیفہ مقرر کیا کہ
بہت متکبر اور سخت مزاج اور بد زبان تھے کہ جن کی باتون سے دل
مین زخم پڑے ہوئے تھے عجب نہین کہ یہ اشارہ ہو اون الفاظ سخت
کیطرف کہ جو انکار بیعت کرنے کے وقت حضرت امیرؑ و سیدہؑ کو مثل
گھر جلانے کے لفظ کے اور صدہا الفاظ کے اس سے بھی زیادہ درشت جیسا
ابھی ہم بیان کر چکے ہین ہو وَیَکْثُرُ الْعِثَارُ فِیْہَا وَالْاِعْتِذَارُ مِنْہَا اور بہت
لغزشین واقع ہوتی تھین اون سے اور پھر عذر بھی کرتے تھے اگرچہ

مناسب مقام یہ تھا کہ اکثر لغزشین ان کی بیان کرتے مگر بلحاظ طول دو تین باتون پر اختصار کیا جاتا ہے چنانچہ ابن ابو الحدید معتزلی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک عورت کے چھ۶ مہینہ کا وضع حمل ہوا اور شوہر نے اوس کے انکار کیا اور کہا یہ لڑکا میرے نطفہ سے نہین بلکہ ولد الزنا ہے اور عورت مصر تھی کہ نہین یہ تیرا ہی لڑکا ہے مین بدکاری سے بری ہون تا این کہ یہ قضیہ جناب خلیفۂ ثانی کے پاس آیا پس حضرت نے حرم رجم بید عرک جاری فرمایا جبکہ اوس عورت کو رجم کے واسطے لیئے جاتے تھے راہ مین حضرت امیرؑ سے ملاقات ہوئی حضرت نے اوس عورت کا حال دریافت کر کے اوسے اپنے ساتھ پھیر لائے اور فرمایا کہ تم نے اسے رجم کا حکم کیون دیا کیا تم نے قرآن مجید مین اس آیہ کو نہین پڑھا وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا یعنے مدت حمل اور مدت رضاعت تیس ماہ کامل ہین اور دوسری جگہ فرماتا ہے وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ یعنے مائین اپنے بچون کو دو برس دودہ پلاتی ہین پس تیس۳۰ ماہ مین سے چوبیس۲۴ ماہ نکال ڈالے تو مدت حمل چھ۶ مہینہ رہے یعنے اقل مدت حمل چھ۶ ماہ ہے پس کس گناہ سے یہ بیچاری مستحق رجم ہوئی پس جناب خلیفہ ثانی نے فرمایا اگر علیؑ نہوتے تو ہلاک ہوتا عمر اور ایک روایت مین ہے کہ ایک عورت مجنونہ نے زنا کیا تھا اوس کو حاضر دربار خلافت آثار کیا پس جناب خلیفہ صاحب نے حکم رجم فرمایا حضرت امیرؑ نے کہا کہ کیا یہ حدیث تم نے نہین سنی کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ تین آدمیون سے

رفع قلم ہوا ہے سونے والے سے تا اینکہ بیدار ہو اور مجنون سے تا
این کہ اچھا ہو جاوے اور اوسے عقل آلے اور بچہ سے تا اینکہ بالغ
ہو جاوے پس وہ عورت رجم سے بچی جیسا کہ جامع الاصول مین ہے
بلکہ بروایت عاصمی یہ بھی کہا لولا علیٌّ لَہَلَکَ عُمَرُ اور ایک روایت
مین ہے کہ حاملہ عورت کو حکم حضرت نے دیا تھا پس حضرت امیر نے
فرمایا کہ اے خلیفہ تم کیا کرتے ہو اگر اس عورت پر حد شرع جاری ہونا چاہیے
تو اس کے بچہ نے کیا قصور کیا ہے اتنی مدت حد موقوف رکھنا
چاہیے کہ وضع حمل ہو جاوے پس حضرت خلافت پناہ نے فرمایا
لولا علیٌّ لہلک عمرُ اور ابن جوزی نے کتاب الاذکیا مین روایت
کی ہے کہ دو شخص ایک زن پیر سال کے پاس قریش مین سے
آئے اور سو اشرفیان اوس کے پاس امانت رکھین بعد ایک سال
ایک اون مین سے آیا اور اوس سے امانت مانگی اوسنے کہا جب تک
دوسرا نہ آئیگا مین امانت نہ دونگی اوس نے کہا وہ تو مرگیا مین اوسکو
کہان سے لاؤن بعد اس کے اوس نے اہل محلہ سے سعی سفارش
کرائی امانت وصول کرلی اور چلا گیا پھر ایک سال کے بعد وہ دوسرا آیا اور
کہنے لگا میری امانت مجھکو دے اوس پیرزال نے کہا تیرا رفیق اگلے
سال امانت لے گیا اور کہا کہ تو انتقال کر گیا ہے پس نزاع نے آپس
مین طول کھینچا تا اینکہ مقدمہ خلیفہ ثانی کے دربار مین پیش ہوا اونھون نے
بحق مدعی فیصلہ فرمایا پس وہ عورت زار زار رونے لگی اور کہا آپ کو

قسم خدا کی آپ میرا فیصلہ علی کے محول کیجیے خلیفہ صاحب نے اسے
پسند کیا اور اون دونون نے مراجعہ حضرت کی طرف کیا آپنے دونونکے
بیان کی سماعت فرمائی اور اہل محلہ کی گواہی سے برائت پیرزال کی
ثابت ہو گئی پس حضرت نے مدعی سے کہا کہ جب کہ تو نے اس پیرزالکو
امانت سپرد کی تھی کچھ شرط بھی کی تھی اوس نے کہا ہان یہی شرط ہوئی
تھی کہ بے ہم دونو کے ساتھ ایک اکیلے کو نہ دینا پس اگر اس نے
امانت دی تو ضمانت مال اس پر عائد ہے اس نے خلاف شرط
کیون کیا حضرت نے فرمایا کہ یہ سب صحیح ہے لیکن تو نے خود کیون
خلاف شرط کیا تو تنہا کیون مانگنے آیا جا کر اوس رفیق کو ساتھ لے آ
پھر دعوہ کر اور بغیر اوس کے ایک حبہ نہین پا سکتا پس وہ مبہوت ہو
گیا اور وہ عورت خوشی خوشی اپنے گھر چلی آئی زمخشری نے چھٹے باب
مین ربیع الابرار کے لکھا ہے کہ خدا نے شراب کے باب مین تین آیہ
نازل فرمائے پہلا آیہ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ اس کے بعد بعضے باز آئے
بعضے پیا کیے تا اینکہ ایک شخص نے شراب پی کر نماز پڑھنا شروع کیا
اور ہذیان بکنے لگا تو یہ آیہ نازل ہوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی
پھر پیتے رہے اور بعضون نے موقوف کیا یہان تک کہ خلافت مآب
حضرت عمر ابن خطاب نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی کھینچ کے عبد اللہ
ابن عوف کے سر پر ماری بعد اوس کے بیٹھ کے بدر کے کشتون کو یاد
کر کے اسود بن یعفر کے چند شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے افسوس کے

بدر کے کنوئین عجب عرب ہاے بزرگ اوراون کے بچو نسے پاب
دیئے گئے اوراب کبشہ یعنے پیغمبر ہم سے وعدہ کرتا ہے کہ بعد مرنے کے
عنقریب پھر زندہ کیے جاوینگے اور یہ بھلا کب ممکن ہے خدا موت کے
ہم سے دفع کرنے پر عاجز ہے اور جبکہ ہڈیان ہماری بوسیدہ ہوجاوینگی
پھر زندہ کرے گا ایسا کون شخص ہے جو خدا کو خبر کرے گا کہ مین روزہ نہین
رکھتا پس کہدے خدا سے کہ میرا کھانا اور پانی بند کردیوے جب کہ یہ
خبر رسول خدا کو پہنچی تو وہ حضرت غضبناک ہوکر تشریف لائے کہ چادر
زمین پر لٹکتی تھی اور دست مبارک مین کوئی چیز تھی چاہا کہ تعذیر دیوین
پس حضرت کا یہ حال دیکھکر خلیفہ صاحب کا نشہ اوڑ گیا اور کہا خدا کی
پناہ خدا اور رسول کے غصہ سے پس یہ تیسری آیت نازل ہوئی۔
فَصَاحِبُهَا كَرَاكِبِ الصَّعْبَةِ اِنْ اَشْنَقَ لَهَا خَرَمَ وَاِنْ اَسْلَسَ لَهَا
تَقَحَّمَ پس سوار اوس ناقہ خلافت کا عجب کشاکشی مین پھنسا تھا کہ
جب کبھی غصہ سے مہار کھینچتا تھا اوس کی ناک پھٹی جاتی تھی اور جبکہ
غفلت سے چھوڑ دیتا تو وہ مہالک مین لیکر گر پڑتی تھی یعنے بسبب
سختی امر خلافت اور قوانین صعب حکمت کے اور نہ معلوم ہونے
قواعد سیاست کے کبھی تو خلافت کے ناقہ کی نتھنی تک پھاڑ دی
جاتی تھی کبھی سب کو مہالک مین ڈالدیا جاتا تھا فَمُنِيَ النَّاسُ بِخَبْطٍ
وَشِمَاسٍ وَتَلَوُّنٍ وَاعْتِرَاضٍ پس مبتلا ہوے آدمی عجب طرح کے
ترددات اور رنگ برنگی احکامات اور نئے نئے عنوان کی زحمتین اوٹھین

بیش آمین کبھی کوئی تازی چیز اون پر واجب کی گئی کبھی کوئی راحت اون کی بزحمت مبدل ہوئی اور کبھی کوئی حلال چیز اون پر حرام کر دی گئی فَصَبَرْتُ عَلٰی طُوْلِ الْمُدَّةِ وَشِدَّةِ الْمِحْنَةِ پھر مجھکو مجبوری دوبارا صبر کرنا پڑا ایک مدت مدید تک اور رنج و محنت پر سوائے صبر کے کچھ چارہ نہوا حَتّٰی جَعَلَهَا فِیْ سِتَّةٍ زَعَمَ اِنِّیْ اَحَدُهُمْ اور پھر بھی میرے حق کو مجھے نہ دیا بلکہ معاملہ خلافت کو پھر متعلق بہ شورہ کرکے چھہ آدمیون کے سر پر ڈالا اور مجھے بھی ایک اون سے گمان کیا فَیَا لَلّٰهِ وَلِلشُّوْرٰی پس کیا مطلب ہے خدا کے مقرر کئے کام مین شورے سے یعنے خدا نے تو مجھے منصوب بخلافت کیا تھا شورہ کی اسمین کیا ضرورت تھی اسمین صاف صاف استدلال ہے اس بات پر کہ جو خدا نے مقرر کیا ہے اوسمین مشورہ سے کچھ بحث نہین پس امور سلطنت اگر بلا پابندی قوانین مقررہ شرع ہون جب تو شورے سے کارروائی ممکن ہے کیونکہ وہ امور محض مستند آرا پر ہون گے اوسمین جس طرف چند آرا جمع ہو گی اوس بات نے تعین پائی اور وہ امر مقرر ہو گیا بخلاف اوس سلطنت کے کہ جو محض چند قواعد مقررہ پر مبنی ہو اور تخلف اون سے کسی طرح پر جائز ہی نہو مثل خلافت کے کیونکہ ہمارے یہان کی شرع تو جو مقرر ہو چکی وہ ہو چکی تبدل اور تغیر تو اوس مین ممکن ہی نہین پھر اوس مین شرکت سے کیا فائدہ ہو گا رہ گیا تشخیص موضوع پس وہ البتہ بحول مشورہ و آرا ہو سکتا ہے لیکن اگر حاکم

سمجھ دار ہی نہو گا تو وہ قوت آرا کو کیونکر سمجھ سکیگا مَتیٰ اعترضَ الرَّیبُ
فِیَّ مع الاوّلِ حتیٰ صِرتُ اُقرنُ اِلیٰ ھٰذِہِ النظائر جسکے
پہلے کے ساتھ ہمارے باب مین شک شبہہ ہوتا تھا
یعنے وہ لیاقت ہمارے مقابلہ کی نرکھتا تھا مگر جبر سے مقابل
بناتا اینکہ نوبت یہہ پہنچی کہ ایسے ایسے لوگون کی نظیر مین قرار پایا ہمارا
جی چاہتا ہے کہ تھوڑی سی تفصیل اس قصہ کی بیان کرین
اگرچہ کتب تواریخ مین صراحت ہے تاہم ہم بھی کچھ نہ کچھ ذکر کرینگے
وہ یہہ ہے کہ جب کہ حضرت عمر ابن خطاب کی وفات قریب ہوئی
تو لوگون سے آپنے پوچھنا شروع کیا کہ اب بعد میرے کون
خلیفہ مقرر ہو لوگون نے بخیال خوشامد عرض کیا کہ صاحبزادہ والا شان
مقرر ہونا چاہیئے حضرت نے فرمایا کہ اولاد خطاب مین دو شخصون کو
خلافت نہین پہنچ سکتی اسواسطے کہ وہ بوجھ جو کہ مین نے اوٹھا لیا
کافی ہے اسکے بعد حضرت نے مناسب سمجھا کہ اس بات کو چھ
آدمیون کے سپرد کرنا چاہیے اور فرمایا کہ پیغمبر خدا چھ آدمیون سے راضی
مرے ہین پس ان سب کو چاہیے اپنے مین سے ایک کو خلیفہ مقرر
کرلین اور وہ چھ مشورہ کے آدمی یہہ ہین علیؑ عثمان بن عفان طلحہ ابن عبداللہ
زبیر ابن عوام عبدالرحمن ابن عوف سعد ابن ابی وقاص اب سنیے کیا چال
شطرنج کی خلافت ماب چلے ہین کہ ادہر کرگے ادسی مرکز مین دائرہ خلافت
رہے کیونکہ حضرت عبدالرحمان نبی عم سعد ابن وقاص ہین

اسلیئے کہ دونون بنی زہرہ سے ہین اور علاوہ اسکے سعد کو کچھ عداوت بھی حضرت سے تھی اور عبد الرحمن اور حضرت عثمانمین قرابت بالصاہرہ تھی اسلیئے کہ زوجہ عبد الرحمان دختر عقبہ ابن ابی معیط خواہر حضرت عثمان کی تھین ان کی والدۂ گرامی کیطرف سے مانجائی بہن تھین اون کے پدر بزرگوار اور تھے اور حضرت عثمان کے اور مگر قرابت ضرور تھی پس یہ تینن آدمی تو گویا یکدل و یک زبان سمجھ لینا چاہیے اور طلحہ کو میلان حضرت عثمان کیطرف تھا اسواسطے کہ آپسمین صلہ رحم واقع تھا جیسا کہ بعض رواۃ آثار نے لکھا ہے پس بعد انتقال جناب خلیفہ ثانی سب جمع ہوے مشورہ کرنیکو کہ اب کیسکو خلیفہ مقرر کرین پس طلحہ نے حضرت عثمان کی نسبت راے ظاہر کی اور سعد نے عبد الرحمن کی نسبت اور زبیر نے حضرت علی کی نسبت اور حضرت خلیفہ نے یہ وصیت کی تھی کہ خبردار تین روز سے زیادہ مدت شورہ مین نہ صرف ہونا چاہیئے چوتھے روز کوئی نہ کوئی خلیفہ ضرور مقرر کر لینا اور یہ بھی فرما چکے تھے کہ اگر آپس مین اختلاف آرا ہو تو جس طرف عبد الرحمان ہو اوسی طرف تم سب ہو جانا پس عبد الرحمان حضرت امیر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ یا علی آیا تم عمل کروگے بہ کتاب خدا و سنت رسول اور سیرت شیخین پر پس حضرت نے کہا کہ مین اپنے مبلغ علم پر اور خدا اور رسول کے حکم پر عمل کرونگا یعنے سیرت شیخین پر جو کہ میرے نزدیک سراسر ظلم ہے کبھی عمل نکرونگا والا کوئی وجہ نہ تھی انکار عمل کی سیرت شیخین سے بعد اسکے عبد الرحمان نے عثمان سے کہا کہ تم عمل بہ کتاب و سنت و سیرت شیخین کروگے اونھون نے

کہا ہان لپس عبد الرحمان نے سر اپنا چھت کیطرف بلند کیا اور کہا بار خدایا
مین نے اپنے سر کا بوجھ میری گردن پر واجب تھا گردن مین عثمان کی ڈالا
اور ہاتھ اپنا ہاتھ پر حضرت عثمان کے مارا اور کہا السلام علیک یا امیر المومنین
اور بیعت عثمان سے کی اور حضرت امیر تنہا وہان سے نکلکر تشریف
لے گئے لپس مقداد ابن اسود نے عبد الرحمان سے کہا واللہ تم نے
علی کو چھوڑ دیا اور وہ یعنی علی اون لوگون مین سے ہے کہ جو حکم بحق کرتے
ہین اور ساتھ حق کے عدالت کرتے ہین لپس عبد الرحمان نے کہا اے مقداد
مین نے امر مسلمین مین تقصی کی نہی اور سب کو آفت سے چھٹکارا دیدیا
مقداد نے کہا قسم بخدا بڑا التعجب ہے مجھے قریش سے کہ اونھون نے ایسے
شخص کو چھوڑ دیا کہ جس سے عالم تر اور قاضی تر حق کے ساتھ نہین ہے
عبد الرحمان نے کہا اے مقداد چپ رہو مجھے خوف ہے کہ تم پر لوگ فتنہ
نہ برپا کرین اور مروی ہے کہ جب کہ طرح طرح کی خرابیان واقع ہوئین بوجہ
اسکے کہ حضرت عثمان نے اپنے تمام اعزہ واقارب کو ہر مصر و شہر مین حاکم کیا
تھا تو لوگون نے عبد الرحمان سے کہا کہ تمھارے ہاتھ سے سب آفت آئی
ہے عبد الرحمان نے کہا کہ میرا گمان نہ تھا کہ عثمان سے ایسے ایسے فتنہ اور
احداث برپا ہونگے مگر اب مین جب تک زندہ رہونگا کبھی عثمان سے بات
نکرونگا چنانچہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ عبد الرحمان کی علالت مین
خلیفہ ثالث عیادت کو تشریف لیگئے اونھون نے ان سے بات بھی نہ کی
فَصَغٰی رَجُلٌ مِّنْھُمْ لِضِغْنِہٖ وَمَالَ الْاٰخَرُ لِصِھْرِہٖ مَعَ ھَنٍ وَّھَنٍ

پس ایک تو بسبب کینہ کے مجھ سے پھر گیا اور دوسرا اپنے عزیز کی طرف
مائل ہوا یعنے سعد وقاص کو تو مجھ سے عداوت تھی وہ اسوجہ سے میری
خلافت پر راضی نہ تھا اور عبدالرحمان سے حضرت عثمان سے مصاہرت
یعنے ان کی مادر جلو بہن عبدالرحمان کو بیاہی ہوئی تھی اور سوا اسکے اور
بہت سی باتین بھی تھین اِلٰی اَنْ قَامَ ثَالِثُ الْقَوْمِ تا اینکہ بامر خلافت
خلیفہ ثالث مقرر ہوے نافجاً حِضْنَیْہِ بین نَثِیْلِہٖ وَمُعْتَلَفِہٖ پس یہ حضرت
ہاتھ پاون پھیلائے ہوے تھے اپنے کھانے اور فضلہ دفع کرنیکے درمیان
مین وَقَامَ مَعَہٗ بَنُوْ اَبِیْہِ یَخْضِمُوْنَ مَالَ اللّٰہِ خَضْمَ الْاِبِلِ نَبْتَۃَ الرَّبِیْعِ
اور اونکے ساتھ اون کے ہم جدی لوگ سب کے سب جمع ہوکر حکم خلافت
مین شریک ہوگئے اور بڑے بڑے منہ مارنے لگے مال خدا کے کھانے پر
جسطرح کہ اونٹ بڑی بڑی گھاس فصل بہار کی کھاتا ہے جناب خلیفہ
صاحب کی پوری حالات کیواسطے تو ایک مجلد ضخیم کافی نہین تاہم کچھہ
تو آیندہ کسی موقع پر لکھینگے اور کچھہ یہان بھی لکھتے ہین عاصمی نے روایت
کی ہے کہ ایک شخص حضرت کے عہد مین آیا اور کاسہ سر میت اپنے ساتھ
لایا اور کہا تم لوگ یہ گمان رکھتے ہو کہ آدمی پر مرنیکے بعد عذاب ہوتا ہے
اور آتش جہنم سے جلایا جاتا ہے لیکن مین نے جو اس ہڈی کو ہاتھ لگایا تو
اثر بھی حرارت کا نہین پایا یہ تو بالکل ٹھنڈی پڑی ہے یہ سنکر حضرت ثالث
تو چپ ہو رہے اور سوچنے لگے پھر حضرت امیر کو بلوا بھیجا جبکہ حضرت تشریف
لائے اور آپنے سائل کا سوال سنا تو چماق و پتھر منگایا سب لوگ بہ نظر

تعجب دیکھ رہے تھے پس حضرت نے اوس پتھر کو اوس سائل کے ہاتھ مین
دیکر فرمایا کہ دیکھ تو اسمین کچھ گرمی معلوم ہوتی ہے یا نہین اوسنے چھو کر کہا
نہین پھر حضرت نے اوس پتھر مین سے آگ نکال دی اور فرمایا کہ جسطرح
یہ پتھر دیکھنے مین ٹھنڈا ہے اور پھر خدا نے اسمین سے آگ پیدا کر دی ہے ایطرح
یہ ہڈیان گو ظاہر مین ٹھنڈی ہین مگر باطن مین آتش جہنم مین جلتی ہے پس وہ
تو مبہوت ہو گیا اور جناب خلیفہ صاحب نے فرمایا لولا علی لھلک عثمان
اور استیعاب مین عبد اللہ ابن مصعب سے روایت کی ہے کہ مخرمہ ابن نوفل
اہل مدینہ سے بہت سن رسیدہ اور نابینا تھا عمر اوسکی ایکسو پندرہ برس کی تھی
ایک روز مسجد مین تھا کہ اوسے حاجت استنجے کی ہوئی وہ استنجا کرنیکو
اوٹھا لوگون نے کہا دیکھو مسجد ہے کہین مسجد مین پیشاب نکر دینا پس اوسکے
پاس نعمان آئے اور ادھر اودھر پھر کر ایک گوشہ مین مسجد کے بیٹھا دیا اور
اوسے پیشاب کرتے چھوڑ کر آپ سرک گئے جبکہ لوگونے دیکھا تو کہا ای مخرمہ
کیا غضب کیا تو نے مسجد مین پیشاب کر رہا ہے اوسنے کہا کہ مین تو اندھا ہون
مجھے یہان کسنے بٹھا دیا لوگون نے کہا کہ نعمان تجھے بٹھا گیا ہے اوس نے
کہا کہ خدا اوس سے سمجھے قسم بخدا اگر میرے ہاتھ لگا تو ایسی لکڑی اوسے
مارونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا بعد اوس کے مخرمہ اوس بات کو بھول گیا پھر
ایک روز نعمان اوس کے پاس گئے اور گوشہ مسجد مین جناب خلیفہ ثالث
نماز پڑھ رہے تھے اور عثمان نماز مین داہنے بائین نہین پھرتے تھے پس
نعمان نے مخرمہ سے کہا کہ تمھین نعمان کی حرکت یاد ہے کہا ہان یاد ہے

کہان ہے نعمان انھون نے کہا تم میرے ساتھ چلو مین تمھین بتادون پس مخرمہ کو لاکر عثمان کے سر کے پیچھے کھڑا کر دیا انھون نے ایک لکڑی زور سے ماری کہ ان کے سر مین بڑی چوٹ آئی لوگون نے بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اے مخرمہ تجھے کیا ہو گیا ہے زبردستی تو نے خلیفہ کو مارا اور قوم مخرمہ نے چاہا کہ نعمان کو ایذا پہنچائین مگر خلیفہ ثالث مانع ہوے اور بدیدھڑک لعنت کر بیٹھے نعمان پر پس ملاحظہ ہو کہ یہ باتین اور اس قسم کے استہزا جبکہ خلیفہ سے ہوتے ہون تو اون سے کام خلافت کیا چلتا ہو گا یہ باتین سخافت عقل اور بے وقعتی پر فاعل کی دلالت تامہ رکھتے ہین اور پھر نعمان پر لعنت کہدینا باوجودیکہ خود اونھین کے اقرار سے محاربہ بدر مین ہونا اون کا ثابت ہے اور نعمان کا خلیفہ صاحب سے کیسی یہ دل لگی کرنا جیسا کچھ ہے صاحبان فہم پر بخوبی ظاہر ہے اِلٰی اَنِ انتکث عَلَیۡہِ قتلہ تا اینکہ ٹوٹ گیا رشتہ اونکا وَجھز عَلَیۡہِ عَمَلُہٗ اور اونکے عمل نے اونکو مار مار کر قتل کیا وکبت بہ بطنتہٗ اور آخر زیادہ کھانا اون کو ہضم نہوا اور ہیضہ نے ہلاک کیا چنانچہ خلیفہ ثالث نے محمد ابن ابی بکر سے بدعہدی کی تو بلوا ہو گیا اور تھوڑے دنون تک خلیفہ ثالث قلعہ بند رہے اور رسد بھی بند کر دی گئی آخر الامر سب اصحاب نے ملکر اندر قلعہ کے جاکر اون کو قتل کیا اور بے گور و کفن ڈالدیا تین دن تک لاش پڑی رہی کسی نے جنازہ نہ اوٹھایا نہ نماز جنازہ حضرت امیر نے پڑھی آخر الامر انکے داماد نے انکا جنازہ اوٹھایا اوسوقت لوگ نعثل نعثل کہہ کہہ کر استہزا کرتے تھے کیونکہ ام المومنین نے فرمایا تھا کہ

اقتلوا نعثلا یعنے قتل کرو اس نعثل کو بس مقبرہ یہود مین انکا لاشہ دفن ہوا
فما راعنی الا والناس یھرعون الی من کل جانب کعرف الضبع
مجھے تعجب نہین آیا مگر اس بات سے کہ لوگ مجبور ہیں میری جانب اپنے در پے
آنے لگے جیسے گفتار کے رفتار ہوتی ہے ینثالون علی من کل وجہ
چارونطرف سے لوگ میری بیعت کو دوڑتے چلے آتے تھے حتی لقد
وطی الحسنان وشق عطافی یہ کثرت ہوئی لوگون کی حسنین کچل گئے اور
میری چادر پھٹ گئی فلما نھضت بالامر نکثت طائفۃ ومرقت
اخری وقسق اخرون جبکہ مین نے قیام بامر خلافت کیا تو ایک گروہ نے
نقض بیعت کیا اور ایک گروہ نے سرکشی اختیار کی اور مثل تیر کے نکل گئے
اور کچھ لوگ فاسق ہوگئے قول ہے کہ مراد ناکثین سے طلحہ اور زبیر اور
اونکے تابعین ہین سے اور مارقین سے مراد خوارج ہین کہ پہلے باعتقاد خود
مومن اور طالب حق تھے اور پھر دفعتا تیر کیطرح دین سے نکل گئے اور مراد
فاسقین سے واسطین ہین اہل شام وغیرہ سے اور سبب اونکی ایسی ایسی
خرابیونکا شاید ہوگا کانھم لم یسمعوا قول اللہ تلک الدار الاخرۃ نجعلھا
للذین لایریدون علوا فی الارض ولا فسادا کہ اونکو جاہ وحشمت
دنیوی اور علو مرتبہ مطلوب نہ ہو اور یہ باتین موجب فساد ہین زمین پر اور
آخرت اون لوگونکی واسطے ہم نے قرار دی ہے کہ جو علو وفساد کا زمین پر ارادہ
نہین کرتے جیساکہ قرآن مین خدا نے فرمایا ہے پھر خود حضرت جواب بھی
ارشاد فرماتے ہین بلی واللہ لقد سمعوھا ووعوھا یعنے ہان قسم بخدا

ضرور سنا بھی تھا اونھون نے اس آیت کو اور دلونکے ظروف مین بھی رکھا تھا وَلٰکِنْ حُلِّیَتِ الدُّنْیَا فِیْ اَعْیُنِھِمْ وَرَاقَھُمْ زِبْرِجُھَا ولیکن جبکہ اونھون نے دنیا کی زینتونکو دیکھا تو اونکی آنکھون مین بہت اچھی معلوم ہوئین اور اون کو اپنا فریفتہ کر لیا اَمَا وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّۃَ وَبَرَءَ النَّسَمَۃَ لَوْلَا حُضُوْرُ الْحَاضِرِ وَقِیَامُ الْحُجَّۃِ بِوُجُوْدِ النَّاصِرِ یعنے قسم ہے اوس شخص کی کہ جسنے شگافتہ کیا حبوب کو اور پیدا کیا انسان کو اگر میرے پاس کچھ لوگ حاضر نہوتے اور مجھپر ہدایت کے خدا کی حجت نہ ہوتی بہ سبب ناصرون کے موجودگی کہ وَمَا اَخَذَ اللّٰہُ عَلَی الْعُلَمَاءِ اَنْ لَّا یُقَارُّوْا عَلٰی کِظَّۃِ الظَّالِمِ وَسَغَبِ الْمَظْلُوْمِ اور اگر یہ امر نہوتا کہ خدا نے عہد لیا ہے علماء سے کہ صبر کرین اور راضی نہون سیری ظالم اور بھوکے رہنے مظلوم پر لَاَلْقَیْتُ حَبْلَھَا عَلٰی غَارِبِھَا وَلَسَقَیْتُ اٰخِرَھَا بِکَاْسِ اَوَّلِھَا تو مین ہر آئینہ ناقہ خلافت کی مہار اوسکی پیٹ پر ڈالتا کہ جدہر چاہے چلی جاے اور ہر آئینہ اوسکے آخر کو بھی وہی کاسہ پلاتا جو اول نے پیا تھا یعنے جسطرح پر اول مین مینے حق تلفی پر صبر کر لیا تھا اوسیطرح پر صبر ہی کر رہتا مگر لوگون نے بیعت کر کے مجبور کر دیا اور جبکہ مین نے منظور کر لیا تو پھر یہ فساد برپا کیے وَلَاَلْفَیْتُمْ دُنْیَاکُمْ ھٰذِہٖ عِنْدِیْ اَزْھَدَ مِنْ عِطْفَۃِ عَنْزٍ اور ہر آئینہ تم لوگ دیکھ لیتے کہ میرے نزدیک تمھاری دنیا کی کیا حقیقت مثل گوسفند بے قیمت کی عطسہ کے بھی نہین ہے جبکہ حضرت اس مقام پر پہنچے تو ایک شخص بادیہ نشین اوٹھ کھڑا ہوا ایک تحریر حضرت کو دی بس وہ حضرت پڑھنے لگے

جبکہ حضرت پڑھ چکے تو ابن عباس نے عرض کی کہ کیا خوب بات ہوتی
کہ آپ پھر وہین سے بیان شروع کرتے جہان سے آپنے ترک کیا ہے
فَقَالَ هَيْهَاتَ يَابْنَ عَبَّاسٍ تِلْكَ شِقْشِقَةٌ هَدَرَتْ ثُمَّ قَرَّتْ پس
حضرت نے فرمایا اے ابن عباس افسوس کہ یہ ایک بلبلاہٹ تھی کہ جبر
سے اضطراب مین یہ الفاظ بیان ہو گئے پھر خود ہی ٹھہر گئے ابن عباس
کہتے ہین کہ کبھی مجھے کسی کلام پر ایسا تاسف نہین ہوا جیسا کہ اس کلام پر مجھ
تاسف ہوا اب منصفین اس خطبہ کی فصاحت و بلاغت ملاحظہ کر لین
کہ سوا امام کے اور کیسے آدمی کے ایسا فصیح و بلیغ کلام ممکن ہے پس یہ مشتے
نمونہ از خروارے ہے ورنہ تمام نہج البلاغت ایسی ہی کلام سے مملو ہے پس
جسطرح پر قرآن مجید پیغمبر کی پیغمبری کا شاہد صدق ہے اوسیطرح حضرت کی
دعوی پر یہ کلام صادق و امین ہے رہا یہ امر کہ کلام حضرت کا ہے یا نہین اسکے
ثبوت مین اقرار فاضل معتزلی کافی ہے کیونکہ یہ بہت بڑے عالم اہلسنت کے
ہین اور بہت معتبر ہین چنانچہ وہ کہتے ہین کہ روایت کی ہے میرے شیخ
ابو الخیر مصدق ابن شبیہ نے کہ ۶۰۳ھ مین مینے اس خطبہ کو شیخ ابی محمد
عبد اللہ ابن احمد معروف بابن خشاب کے سامنے پڑھا جبکہ مین
کلام ابن عباس پر پہنچا تو شیخ مذکور نے مجھسے کہا اگر مین ابن عباس سے
یہ کلمہ سنتا تو کہتا کہ کیا کچھ ابھی باقی ہے تمھارے ابن عم کے دل مین
کہ جو انھون نے بیان نہین کیا کہ تم تاسف کرتے ہو کہ وہ اپنی مراد تک
بیان نکر سکے قسم خدا کی نہ تو رجوع کی امیر المومنین نے اولین سے نہ آخرین سے

نہ اوسکے نفس مین باقی اور نہ کسی نے اونکو یاد دلادیا مگر رسول خدا نے مصدق کہتے
ہین کہ ابن خشاب کے مزاج مین مذاح بھی تھی مین نے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہین کہ
یہ خطبہ بنایا ہوا ہے کسی اور کا کہا نہیں واللہ نہین خوب جانتا ہون کہ یہ کلام
علی کا ہے جسطرح پر کہ مین جانتا ہون کہ تم مصداق ہو مصدق نے کہا کہ لوگ کہتے
ہین کہ یہ سید رضی کا ہے اونھون نے یعنے خشاب نے کہا کہ کہا رضی یا غیر رضی سے
ایسا کلام ممکن ہے مین نے رضی کے مصنفات نثر و نظم کے دیکھے ہین اور اونکا
طریقۂ تحریر جانتا ہون اس کلام سے خل و خمر کی برابری نہین کرسکتا قسم بخدا مین
نے اس خطبہ کو اون کتابون مین دیکھا ہے کہ دو سو برس قبل پیدائش رضی لکھے ہین
اور مین نے اون کتابون کو اون خطوط لکھا پایا ہے کہ جنھین مین سچا جانتا ہون اور
پہچانتا ہون خطوط کو کہ جنکے وہ ہین علماء سے اور اہل ادب سے قبل اسکے تھی وہ لوگ
کہ نقیب ابو احمد والد سید رضی پیدا ہوے ہون ابن ابو الحدید کہتے ہین کہ مین نے
بہت سے مصنفات مین اپنے شیخ ابو القاسم بلخی نے امام بغداد فرقہ معتزلہ سے
بھی دیکھا ہے اور اون کا زمانہ دولت مقتدر مین تھا قبل پیدائش سید رضی کے
ایک مدت طولانی سے اور سوا اسکے اور بھی کتب مین کہ قبل پیدائش رضی تصنیف
ہوئی تھین موجود ہے اور مین نے دیکھا ہے اور ابن اثیر نے بھی کتنے ہی مقام پر
تخمیناً پندرہ سولہ جگہ اقرار صدور اس خطبہ کا حضرت امیر سے کیا ہے پس
شہادت ان اجلہ علما کی ثابت ہوا کہ یہ حضرت کا فرمایا ہوا ہے اسی سے ثابت ہوا
کہ استحقاق خلافت بعد رسول خدا حضرتکو تھا اب ہا یہ امر کہ یہ سب روایات
ہین اور ترتیب خلافت کا پہنچنا درایت ہے روایت و درایت مین فرق ہوتا ہے

تو جواب یہ ہے کہ اسمین تھوڑی کلام کرتے ہین کہ ایسا واقع ہوا یا نہین ہوا بلکہ یہ تو
ہم خود مانہ مانتے ہین کہ ضرور چوتھے درجہ مین خلافت نصیب علی ہوئی مگر کلام اسمین
ہے کہ یہ امر جا ہے ہوا اور انصاف کا بھی یہی مقتضا تھا یا بیجا ہوا اور خلاف انصاف
ہوا اور استحقاق کسکو تھا خلیفہ ہونے کا اور یہ سوائے اخبار و روایات کے اور کسی
طریقہ سے دریافت نہین ہوسکتا پس ہم نے بنظر غور و فکر دیکھا کہ تمام ادلہ قطعیہ عقل و
نقل اخبار و روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ علی متصف بہ جملہ صفات نیک اور
اعلم الناس تھے اور کذب اون کا طریقہ نہ تھا اور اونھون نے بیشک اپنے حق ہونے
پر دعوے کیا اور عدالت اور شجاعت اور سخاوت اور تمامی صفات حسنہ سے متصف تھے
اور منزہ کل قبائح سے تھے پس ضرور ثابت ہوا کہ امام برحق اور منصوب من اللہ
وہ تھے بہ شہادت مخالف و موالف اب یہان پر بعض لوگ کہتے ہین کہ حضرت علی کو
دنیاوی کام نہ آتے تھے اس جہت سے خلفا نے دخل دیکر انتظام کیا جیسا کہ
جب کسی گھر کا انتظام وہانکے مالک سے اور رئیس سے نہین ہوسکتا تو حکام بالادست
اوس کا انتظام کر دیتے ہین تاکہ ریاست بھی باقی رہے اور اوس کو بھی آرام ملے
پس یہ اگرچہ انصاف کی خلاف ہی کیسلئے امور مین دست اندازی نکرنا چاہیے ہر شخص اپنے
فعل کا مختار ہے اور نیکی اور بدی اوسکی اوسیکے ذمہ عائد ہوتی ہے اور بعد
تسلیم و تنزل ہم یہ کہتے ہین کہ حسن انتظام اور بے انتظامی بعد تعلق کاروبار معلوم
ہوتی ہے پہلے ہی سے انکو علم غیب کہان سے ہوگیا تھا کہ انھون نے پہلے سے
اپنا اختیار کر لیا اب یہ کہنا کہ صحابہ کے وقت مین اسلام کو کیسی کیسی بہبودیان
پہنچین اور کیسے کیسے ملک فتح ہوے اور کیا کیا رونق ہوئی اور علی کی خلافت مین

کوئی لڑائی کفار سے نہین ہوئی بلکہ مسلمانون کی خون ریزیان ہوئین اور ہزارون
مسلمان قتل ہوے کیا خوب انتظام تھے اور تمام لوگ پھر گئے اور طرح طرح کی آفتین
خوارج کی لڑائی ایک طرف شام والون کی بغاوت دوسری جانب جمل والا
قصہ ایک طرف تو اسکا جواب فاضل معتزلی نے تو یہ دیا ہے کہ علیؑ پابند شریعت
اور قوانین شرع اور جن باتون مین شریعت نے اون پر تنگی کی تھی او
شریعت سے حرام تھی اون پر وہ عمل نہین کرسکتے تھے اور اراء مین وہ سب
سے قوی راے تھے چنانکہ روم و فارس مین کی لڑائی مین خلیفہ ثانی کو
اونھون نے راے دی تھی اور اونکی استصواب سے وہ کام ہوے پس
کامیابی ہوئی اور خلیفہ ثالث نے اونکی راے کی بالکل مخالفت کی اسوجہ
سے کیسے کیسے احداث و فتنہ اونکی خلافت کے زمانہ مین ہوے اور پابندی
قواعد شرع باعث ہوئی انتشار امور کی جیسا خود حضرت نے فرمایا کہ اگر
دین اور تقوے کی پابندی نہوتی تو مین اَدہاے عرب ہوتا اور اور خلفا بمقتضاے
مصالح اپنی راے کے موافق مصلحت وقت کی مطابق کرتے تھے خواہ موافق
شرع ہون یا نہون اور اسمین شک نہین کہ جو عمل اپنی راے اور اجتہاد کے
موافق کرے گا اور ضوابط و قیود اور موانع اوسکے کام مین نہونگے تو اوس کے
امور دنیویہ منتظم ہون گے اور جو اسکے بر خلاف ہوگا یعنے اپنی راے سے کچھ
نکرے گا بلکہ پابند قواعد و ضوابط کا ہوگا اوسکے احوال دنیویہ مین ضرور انتشار
ہوگا انتہی کلامہ اور اسکے جواب مین یہ کہنا کہ رسولؐ خدا بھی تو پابند شرع تھے
اونسے بڑہ کر کون پابند شرع ہوسکتا ہے اونکے امور مین کیون نہ انتشار ہوا

ابن ابی الحدید

دیکھو کس کس انتظام سے اونھون نے دین اسلام کو برپا کیا اور کسیطرح کا
انتشار اونکے امور دنیویہ مین تھا تو یہ سوئے فہم سے ہے اسواسطے کہ رسول خدا
کے وقت مین اور علیؑ کے بڑا فرق ہے ایک تو یہ کہ رسول خدا خود صاحب
شرع تھے جیسا مناسب ہوتا تھا ویسا کر سکتے تھے جسطرح بہت سے احکام
میں ابتداے حکم جواز فرمایا تھا پھر اوس سے منع کر دیا اور اسیطرح پر جسکا حکم تھا اوسی
ممانعت کر دی گئی حال اسکا ناسخ منسوخ کے دیکھنے سے کھل جاتا ہے دوسرے زمانہ
رسول خدا مین ابتداے اسلام تھا اوسوقت توسعہ کرنا چاہیے تھا تاکہ لوگ زیادہ
قبول اسلام کرین تیسرے جبکہ رسول خدا کا زمانہ تھا لوگ بہت تنگی عیش میز
تھی اور محتاج تھے اور اونکی وجہ سے مال زکوٰۃ و غنائم ملتا تھا اور رعب و دبدبہ
رسولؐ خدا کا بہت تھا اور سب ایک مٹھی مین بندھے ہوے تھے اسوجہ سے
سب کے سب مائل اور راغب تھے کوئی فساد برپا نکر سکتے تھے اور خوف سے
اپنے کینہ کو ظاہر بھی نکر سکتے تھے اور بعد وفات رسول خدا خلفا نے سب کو اپنے
ہمساز کر لیا اور وہ لوگ بھی یہ سمجھے کہ اگر رسول کا مقرر کیا ہوا امیر ہوگا تو مثل رسول
کے ہمکو اوسکی اطاعت کرنا ہی پڑیگی اور اگر ہمارا مقرر کیا ہوا خلیفہ ہوگا تو اوسپر ہمارا
احسان ہوگا اور وہ ہمیشہ ہمارا مطیع رہے گا اور ہمکو منافع دنیویہ ہونگے ایسی ایسے
خیالات کر کے لوگون نے خلفا سے بیعت کر لی اور اپنی راحت و آرام مین بسر
کرنے لگے کیونکہ جملہ امور مین عہد خلفا مین انکے ہاتھ سب طرح کا اختیار رہا اور
وہ لوگ بھی موافق مصلحت وقت خواہ مطابق شرع ہو یا نہو کام کیا کیے اسوجہ
سے کسی قسم کا خلل واقع نہوا اور خلیفہ ثالث کے وقت مین بھی از بسکہ خلیفہ صاحب

مقرر کیئے ہوئے پنچایت کے تھے پس جبکہ اونہون نے پنچایت کی لوگونکی رائے
کے خلاف کام کیئے اور اپنے کنبہ کی بالکل پرورش شروع کردی پس سب کی
مخالفت ہوئی اور وہ لوگ ناراض ہوے کہ ہم نے تو انکو امیر بنادیا اور یہ ہمارے
ہی خلاف کرتے ہین جیسا کہ حکایت شورہ مین حال عبد الرحمان کے خفا ہوجانیکا
ہم ابھی بیان کرچکے ہین پس سب نے انکی بھی مخالفت شروع کی اور آخر انکو قتل کیا
بعد اسکے چاہا کہ علیؑ کو خلیفہ مقرر کرین اور علی کی گردن پر بھی اپنا احسان رکھکر
اونکو اپنا مطیع کرلین پس علیؑ سے کہا کہ آپ خلیفہ ہون حضرت نے عذر کیا.
کہ تم لوگون سے میرے امتثال اوامر نہو سکے گی اسلیئے کہ حضرت کو اونکی نیات بخوبی
معلوم تھی اور یہ بھی جانتے تھے کہ مجھسے اونکی متابعت نہو سکے گی لوگون نے چاہا
کہ سنت خلفا پر حضرت سے بیعت کرین حضرت نے انکار کیا اور سنت شیخین پر
عمل کرنے سے انکار کیا پس اگر سنت شیخین موافق شرع ہوتی تو پھر انکار کی کیا
وجہ تھی اور موافق شرع تھی تو پھر اسکا کیا مطلب ہوگا کہ آپ کتاب خدا اور
سنت اور سیرت شیخین پر عمل کیجیئے گا اور اسیطرح پر حضرت کا فرمانا کہ مین عمل
بکتاب خدا اور سنت رسول کرونگا اور سیرت شیخین پر مجھسے عمل نہین ہوسکتا پس
معلوم ہوا کہ سیرت شیخین علاوہ کتاب خدا وسنت رسول کے کوئی چیز تھی اور
وہ باعث موافقت آرا کے پس جبکہ حضرت امیر سے بیعت لوگون نے کی تو محض
کتاب وسنت پر حضرت نے بھی عمل بہ کتاب وسنت پیغمبر شروع کیا اور
حضرت کو سوائے اسکے کوئی چارا ہی نہ تھا کہ ایمان بطور باطن خدا اور رسول کا
رکھتے تھے اور خوف عقاب اعانت ظلمہ مین اور جو کچھ مخالف خدا اور رسول کے ہو

اوسکے کرنے مین رکھتے تھے اور یہ پابندی حضرت کی امور شرع مین اور مصالح
وقت کے موافق اپنے نفس کے حکم کی مطابق کام نکرنے سے سب کو نقصان پہنچنے
لگا اور دنیاوی منافع لوگون کے کم ہوے یہ باعث حسد ہوا اور لوگون نے اطاعت
حضرت کی چھوڑدی اور نافرمانی پر کمر باندھی اور حضرت کو ان سب باتونکا علم تھا
جیساکہ خود ممبرون پر حضرت بیان کیا کرتے تھے مگر حضرت کو کچھ چارہ نہ تھا اسلیے
کہ موافقت انکی مخالفت شرع تھی پس حضرت نے خیال کیا جو کچھ ہو سو ہو انکی
مخالفت کا ضرر انہین کو ہوگا نہ مجھکو کیونکہ دنیا کیواسطے اور جلب منافع دنیوی کی
واسطے تو کچھ حضرت نے اختیار خلافت کیا ہی نہ تھا بلکہ دین کے برپا کرنیکے واسطے
اختیار خلافت کیا تھا پس ایسی حالت مین بھی دین کی حفاظت بہتر معلوم ہوئی تھی
اور توکل علی اللہ کرکے کچھ اون لوگونکی مخالفت سے پروانہ کی اور معاویہ ازبسکہ
موافق سنت خلفا کام کرتے تھے اور لوگون کو صدہا روپیہ دیا کرتے تھے اور سبکو
مال بیدا خواہ استحقاق ہو خواہ نہو خزانہ خدا سے دیتے رہتے تھے اور حضرت بھی اگر
چاہتے تو مقابلہ معاویہ اوسی کے طور سے کرسکتے تھے مگر وہ مخالف شرع تھے اسوجہ
سے مجبور تھے تا اینکہ بغاوت کیوجہ سے جو کچھ ہوا وہ ہوا رہا یہ اعتراض کہ علی کے زمانہ
مین بہت سے مسلمان قتل ہوے تو یہ کلام مسلمان کا نہین ہوسکتا کیونکہ اگر شیعہ ہے
تو معتقد اونکی عصمت کا ہوگا پس جو کچھ انھون نے کیا موافق حکم خدا کیا اور اگر اور
اہلسنت سے ہو تو بھی یہ نہین کہہ سکتا اسلیے کہ خلیفۂ وقت پر خروج کرنیکی وجہ
سے وہ مسلمان نہ ٹہرے پس وہ جو کہ قتل ہوے مسلمان ہی نہ تھے اور اگر یہ مطلب
ہے کہ علی کے ساتھی جہاد مین مارے گئے تو بہت سے مجاہد رسول خدا کے ساتھ بھی

قتل ہوے اور تعداد مقتولین سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حق و باطل سمجھ لے سکتے ہیں
جیساکہ کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً کا مضمون ہے کہ تھوڑا حق بہت سی
باطل پر غالب ہوتا ہے اور آیہ جہاد اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ یَّغْلِبُوْا اَلْفَیْنِ اور
اور دوسری آیت اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ مِّائَةٌ یَّغْلِبُوْا مِائَتَیْنِ سے بھی ظاہر ہے کہ سو آدمی دو ہزار
یا دو سو پر غالب آتے تھے یعنی مسلمان سو کفار دو سو ہوتے تھے اور مسلمان کم قتل
ہوتے تھے اور کفار بہت اسیطرح حال حضرت کی لڑائیونکا بھی ہوا کہ جمل کی لڑائی
مین سترہ ہزار آدمی اصحاب جمل سے اور ایکہزار ستر آدمی اصحاب علی سے اور
یہی جنگ صفین اور نہروان وغیرہ کا حال ہے اور نہروان کی لڑائی کے لوگونکا
قتل کیا جانا کفار کا قتل ہے جیساکہ معجزات رسول خدا مین اخبار بالکوائن کی بحث
مین ذوالثدی کا قصہ مشہور ہے اور صفین کا معرکہ کتب سیر و اخبار مثل تاریخ
اعثم کوفی اور حبیب السیر اور روضة الصفا مین مشرح مذکور ہے حضرت کے
ہاتھ سے کیسی کیسی شجاعتین ظاہر ہوئین معاویہ کا بھاگنا بمقابلہ امیر کا فرمانا کہ اے
معاویہ خطو نمین تو بہت بہت بہادری جتایا کرتا تھا اب ہم تو مقابلہ کرلین اور
اور مسلمانون کا خون بچ جاوے یا مین غالب ہونگا یا تو غالب ہو کر بادشاہت
کریگا مگر اوسنے نہ مانا پس طرفین کی خونریزیونکا یہی باعث ہوا اور جو خطوط فیمابین
تحریر ہوئے ہین اوس سے صاف ظاہر ہے کہ امیر المومنین نے اون لوگون پر
اپنی فضیلت ثابت کی ہے اور اون لوگونکے نفاق کو ثابت فرمایا ہے اور جو
جواب نسبت بخلافت اصحاب ثلثہ تحریر فرمایا ہے قابل ملاحظہ ہے جیسا کہ
بہ تصریح تاریخ اعثم کوفی مین منقول ہے اوس نامہ کے اس لفظ سے ہمکو

زیادہ بحث ہے کہ حضرت نے معاویہ کو لکھا تھا کہ اے معاویہ تونے لکھا
کہ بہترین ناس بعد رسولخدا ابوبکر اور اونکے بعد عمر اور اونکے بعد عثمان تھے
بس تجھے اس سے کیا کام اگر عمر و ابوبکر نیکوکار تھے تجھے کیا فائدہ اور اگر بدکار
تھے تیرا کیا نقصان اور عثمان اگر نیک تھا نیکون کا بدلہ پاوینگے اور بد تھے تو
تو بد کا عوض ملے گا یعنے تسلیم افضلیت نہین کی گئی بلکہ تسلیم نیکوکاری بھی
نہین ہوئی جیسا مفاد تعلیق ہوتا ہے اور اسی نامہ مین ہے کہ جو فیصلہ عثمان کے
طلب خون کے بارہ مین تونے لکھا ہے تو اسکے قابل نہین اور مین اسے
نہین پسند کرتا کہ اوس جماعت کو تیرے پاس بھیجدون اور تجھکو اگر دعوےٰ
خون عثمان کا تو مثل اور مہاجرین اور انصار کے تو بھی اطاعت کر اور پھر دعوےٰ
خون کا بیان کر کے جو حجت و دلیل رکھتا ہو بیان کر تاکہ موافق حکم خدا و
رسول کے فیصلہ کردیا جاوے یہ مضمون بھی ملاحظہ کے قابل ہے العاقل
تکفتیہ الاشارہ خلاصہ یہ کہ یہ امر کسیطرح عائد حضرت امیر کے نہین ہوسکتے
اب یہ کہنا کہ پھر جبکہ حضرت ان سب کو کافر جانتے تھے تو اون لوگونکو خون نے
اس لڑائی مین یعنے صفین مین انکار کیا تھا اونکو قتل کیا ہوتا تو بظاہر حضرت
امیر سے بیعت کرچکے تھے اور محکوم بہ اسلام ظاہری بوجہ متابعت خلیفہ وقت
ہوچکے تھے پس اونکا قتل کیونکر جائز ہوتا جیسطرح کہ حضرت رسول خدانے
بہت منافقین کو جنکو حتماً جانتے تھے کہ یہ باطن مین ایمان نہین رکھتے قتل
نہین کیا جیسا قرآن اور تواریخ اہل سنت سے یقیناً ثابت ہے پھر یہ کہنا کہ
حضرت تو بڑے قوی ہیکل آدمی تھے درخیبر اوکھاڑلیا اور عمرو انتر و مرحب

وعبدہ ودوغیرہ کو قتل کیا پھر اونھون نے ان باغیون کو کیون چھوڑ دیا اور سبکو قتل
کیون نہ کیا اور جہاد پورا پورا کیون نہ کیا جیسا کہ اعتراض ابتدائے خلافت مین ہے
کہ گھر جلانا اور دہمکانا اور دہنگی مین آجانا دلیل کمزوری کی ہے اور وہ بہادر تھے پس
دونون مین سے ایک جھوٹ ہوگا یا بہادر نہونگے یا دہمکانا وغیرہ غلط ہوگا اور اسی
طرح پر یا یہ لوگ قابل قتل نہ تھے تو پھر مقابلہ ان سے خلاف ٹھہرا اور اگر قابل قتل تھے
تو دست برداری پھر کیسی تو ہم اسکے جواب مین کہینگے کہ قوت وبہادری تو اس حد
کو حضرت کی پہنچ گئی ہے کہ انکار کی مجال نہین اور اسیطرح دہنگی دینا بھی حد ظہور تک
پہنچا ہے اور اسمین بھی انکار نہین ہوسکتا یہ سوائے اطاعت خدا وحکم رسول
کے کہ مامور جہاد نفس پر تھے اور کوئی امر نہ تھا جیسا کہ قصہ صفین مین مناقب
کشفی مین لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن حارث طائی بڑا عابد تھا اور بیس برس سے
وضوے عشا سے صبح کی نماز پڑھتا تھا اور لیلۃ الہریر مین سولہ زخم کھا چکا تھا حضرت
امیر کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ کے لشکر مین اختلاف ہے اور رائے مصالحہ
کی ہے زنہار آپ ان لوگونکے کہنے پر عمل نہ فرمایئے گا اور محاربہ ترک نہ کیجیے گا
فرمایا اے عبید اللہ کسکی معاونت سے مقابلہ قاسطین کرون کہ کوئی میرا معاون
نہین کیا تجھے نہین معلوم کہ پیغمبر خدا چالیس پیغمبرون کی قوت رکھتے تھے تیئس برس
تک ظاہر بظاہر اسلام کی دعوت نہین فرمائی بعد اسکے پھر دس برس تک جہاد
نہین فرمایا لیکن جبکہ انصار واعوان بہت سے ہوے جب حکم جہاد ہوا اگر مجھے
بھی اور انصار ویار میسر ہونگے تو مین بھی مقاتلہ کرون گا ورنہ صبر کرونگا اور خدا
سے امت کی شکایت کرونگا جیسا کہ انبیا اور اوصیا نے صبر کیا ہے اے

عبید اللہ مجھے ان سب امور کی رسول خدا نے خبر دی ہے پس صاف صاف معلوم
ہو گیا کہ قوت تو حضرت کی سب طرح کی ہے اور یہ لوگ لائق مقاتلہ بھی تھے مگر حضرت
مامور بہ صبر تھے کہ جبتک انصار و تکلیف جہاد ظاہری متعلق نہو جبتک جہاد نکرنا اور
صبر کر کے بیٹھے رہنا جسطرح پیغمبر خدا مامور تھے اب حق اچھی طرح ظاہر ہو گیا اب ہم چند
ادلہ اور اخبار اہلسنت کے حضرت کے محامد و اوصاف مین بیان کرینگے اور ابتدا کرتے
ہین ہم ساتھ اخبار آسمانی کے یعنی بشارت توارت کے متعلق امامت بارہ اماموں کے
اگرچہ ایک بشارت ہم شروع بحث امامت مین بیان کر چکے ہین بعض کتب معتبرہ
مین اہلسنت کے ہے کہ توارات مین ہے کہ سفر اول مین تورات کے فصل
دسوین مین حق تعالے نے ابراہیم سے کہا کہ اے ابراہیم اس سال ایک لڑکا تیرے
یہان پیدا ہوگا نام اوسکا اسحق ہوگا ابراہیم نے عرض کیا اے بار الٰہا شاید اسمعیل
تیری تمجید کرتا ہے پس اسیکو تو وہ مرتبہ عطا کر وحی کی خدا نے اے ابراہیم مین نے تیری
دعا اسمعیل کے بارہ مین قبول کی اور مین اوسے برکت دونگا اور نامور کرونگا
اور عظمت دونگا بہت بہت جس بات مین مین نے تیری استجابت کی ہے اور
گردانونگا اوسکو ایک امت کبیرہ کے واسطے اور عطا کرونگا اوسکو شعب جلیل
اور عنقریب پیدا ہونگے اوسکے یہان بارہ بزرگ تمام ہوئی بشارت اور ساباطی نے
اپنے براہین مین بیان کیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ یہ بشارت ملوک
اثنا عشر کی ہے اولاد اسمعیل مین اور یہ خیال اونکا باطل ہے کہ وہ بادشاہ نہین تھے
اور نہ دعوۂ بادشاہت کیا اور حق یہ ہے کہ بشارت شان ائمہ اثنا عشر مین ہے کہ جنکا
اعتقاد شیعہ رکھتے ہین اور اونھین معصوم جانتے ہین اور عنقریب بیان کرونگا اوس

ذکر مہدی عجل اللہ ظہورہ مین انتہٰے کلام الیسا باطی اور اصل عبرانی تورات مین بھی مذکور ہے اور لفظ عظیم کے مقام پر بلوک کی لفظ ہے پس جن نسخون مین توراۃ کے بادکا کی جگہ شریف یا عظیم کی لفظ ہے یا تو تحریف یا تخمین سے ہے یا مراد شرف و عظمت خاص یعنے بادشاہت ہوگی اور اگر قطع نظر کیجاوے اصل عبری تورات سے تو بھی سا باطی کے علم و کمال مین کچھ شک نہین اور ان علوم مین سا باطی کو بڑا کمال تھا تا انکہ دشمن بھی اسکے گواہ ہین اور یہی دلیل ہے کہ انھون نے غلط نہین کہا جو کچھ کہا سچ کہا اور سا باطی نے بڑے بڑے مصائب اور تکلیفین استحصال زبان مین اوٹھائے ہین جیسا کہ خود سا باطی نے قصیدۂ میمیہ مین اوسکو بیان کیا ہے کہ محصل بعض اشعار یہ ہے کہ مین نے بڑی سختیان اوٹھائین پیغمبر کی تصدیق کے واسطے اور کنائس یہود مین رہا اور اپنے تئین غیر مسلم ظاہر کیا اور کتب یہود مین پڑھا نصاریٰ سے ملکر اونکی کتابونکی خصوصًا انجیل کے ترجمہ کرنے مین بڑی کوشش کی اور شبانہ روز محنت کر کے مین نے نور محمدؐ کو ساطع اور لامع پایا اور ازبسکہ اکثر قسمین اوسکی تدرب اور تدبیر پر گواہ ہین تو پھر کمال مین سا باطی کے کیا شک رہا بس جو کچھ اونھون نے کہا وہ سب سچ کہا اب جاننا چاہیے کہ جیسا سا باطی نے کہا یہ بشارت ائمہ اثنا عشر معصومین کی ہے یہی واقعی اور سچ بات ہے اور یہود و نصاریٰ کا گمان کہ یہ بشارت اولاد اسمعیل کی ہے یہ بالکل غلط معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ بشارت لفظ عظمت اور بادشاہی ہے اور عظمت سے یا دنیویہ یا اُخرویہ مراد ہے دنیویہ ثروت و جاہ دنیوی سے ہوتی ہے اور اُخروی علم و عمل سے ہوتی ہے اور اولاد اسمعیل مین دونو قسم کی عظمت نہ تھی لیکن دنیوی بس اسوجہ سے کہ وہ محتاج اور فقیر لوگ تھے

توقع بھی اونھین نہ تھی کہ رئیس اور بادشاہ ہو جاوینگے تو مجازاً بھی اطلاق عظمت
اون پر نہین ہو سکتا اور شرافت علمی اور عملی بھی اونہین نہین حاصل ہوئی کیونکہ
وہ لوگ نسب اسمعیل مین قدح کرتے ہین اور بشارت ذرن اطلاق شرافت سے خوف
ولد اسمعیل مراد لیے جاوین جیسا کہ خیال یہود و نصارے ہے خواہ ائمہ اثنا عشر مراد
لیے جاوین جیسا کہ اعتقاد ہمارا ہے پس معلوم ہوا کہ انتساب بامت مانع شرافت
نہین اسواسطے کہ اور بھی اسباط اولاد امت مین سے تھی اور بہ سبب تسلط بخت
ونصر کے اور احراق کتب وغیرہ کے اختلاط سب مین ہوگیا اور اگر نصارے اسکے
مدعی ہون تو عیسے کے نسب مین بھی یہود اس سے بدتر کلام کرتے ہین بہر عنوان
شرافت نسبی ہمارے ائمہ علیہ السلام کو حاصل تھی اور امت ہونا ہاجرہ کا ثابت
نہین اور مدعی کے ذمہ اثبات ہے اگرچہ شرافت نسبی کچھ پایۂ اعتبار مین
نہین اسلیے کہ خدا نے قرآن مین فرمایا ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ
یعنے کریم اور بزرگ تم مین خدا کے نزدیک وہ ہے کہ جو تم مین زیادہ متقی اور
پرہیزگار ہو اور اتقا اور پرہیزگاری اور اطاعت اور عبادت خدا جیسے ان حضرات
نے کی کسی نے بھی نہین کی چنانچہ خود اہلسنت کے کتب اسبات سے مشحون ہین
اور حضرت امیر علیہ السلام کی عبادت تو ضرب المثل ہے اور کافی ہے یہ حدیث
کہ ضَرْبَۃُ عَلِیٍّ یَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ یعنے علی کی ایک
ضربت جنگ خندق مین بہتر ہے عبادت ثقلین سے اور ہر شب ہزار تکبیر ذکی
آہ ازحضرت کے گھر سے سنتے تھے اور تین روزہ پے در پے حضرت نے رکھے کہ سورہ
ہل اتے نازل ہوا اور جان شب ہجرت رسول خدا پر فدا کی اور وقت ضربت

بھی نماز پڑھ ہی رہے تھے کہ ابن ملجم ملعون نے قتل کیا اور کبھی جھوٹ نہین بولے
اور کبھی شرک بخدا طرفۃ العین بھی نہین کیا اور ہمیشہ فقر و فاقہ مین بسر کی اور پھر
سب طرح کی اختیارات رکھتے تھے جیسا کہ بہ شہادت مخالف و موالف پایہ ثبوت
کو پہنچا ہے اسیطرح پر حضرت امام حسنؑ کے حالات دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے
کہ بیس حج پیادہ پا بجا لاے اور امام حسینؑ کی عبادت کو جانتے ہین کہ کس آفت
مصیبت مین تھے مگر عبادت سے غافل نہ تھے شب شہادت کے بارہ مین ابو مخنف
لکھا ہے کہ کَانَ لَہُمْ دَوِیٌّ کَدَوِیِّ النَّحْلِ یعنے اون عابدون کے ہمہمہ سے
ایک آواز مثل سارن مکھی کے پیدا تھی اور روز عاشورہ کی عبادت جیسا
کہ بروایت مخالفین قطعاً ثابت ہے اسی طرح سے سید الساجدین کی عبادات
اور اون کے کمال تقویٰ پر صحیفہ سجادیہ گواہ عدل ہے کہ ایسا کلام پر تاثیر دوسرے
سے ہو ہی نہین سکتا اور یہی حال اور ائمہ کا بھی ہے خصوصاً امام موسیٰ کاظم کا
قیدخانہ مین ہمیشہ عبادت خدا کرنا اور تقوے کو شعار کرنا اور امام رضا کا قیدخانہ
مین کیسی کیسی عبادت کرنا اور نماز و روزہ رکھنے پر اہتمام کرنا پس ان سب
حضرات کا اتقا اور عبادت ایسی حد کو پہنچی ہے کہ ہرگز کوئی انکار نہین کر سکتا
پس بزرگی اتقا سے ہے نسب سے جیسا کہ ابھی ہم نے آیہ قرآن سے بیان کیا
اور اسیطرح پر فضائل او رمناقب انکے تمام عالم مین پہنچے ہین اور اونکے فضائل
سے کوئی انکار نہین کر سکتا اور تمام عالم کو انکا فیض پہنچا تا اینکہ لوگون نے
انکی الوہیت کی گواہی دینا شروع کی اور خدا کہنے لگے اور سلطنت دنیوی
بھی بعضون کو ان مین سے حاصل ہوئی مثل حضرت علیؑ اور حضرت امام حسن

اور امام رضا اور امام موسیٰ کاظم کہ تمام امور سلطنت ان کی راے اور اہتمام سے
ہوتے تھے بلکہ ولیعہد بھی تھے اور قطع نظر اسکے یہ سب لوگ مدعی امارت اور
خلافت تھے جیساکہ کتب اخبار اس بات سے مشہور ہین اگرچہ حکومت
دنیوی پورے طور سے بوجہ خلفاے بنی عباسیہ وغیرہ کے ان سب کو نہوئی
اور اطلاق ملک بدون سطوت ظاہری بھی بادشاہ باطنی پر ہوتا ہے جیساکہ
حضرت عیسےٰ کو مِلک الیہود کہتے ہین حالانکہ بادشاہت حضرت عیسےٰ کو نہین
ہوئی اور سلطنت باطنی ان حضرات کو پورے طور سے حاصل تھی اور گواہ اوس پر
اونکا علم وکمال و اتقا و پرہیزگاری اور نص ایک کے دوسرے پر ہے اور یہ بھی بعض
اخبار معتبرہ سے ثابت ہے کہ یہ حضرات بعد رجعت کے یکے بعد دیگرے بادشاہت
کرینگے پس مراد بشارت سے بھی ائمہ اثنا عشر ہین نہ سواے ان کے
ولد اسمعیل کو عظمت ظاہری تھی نہ کچھ علم وکمال تھا نہ دعوہ امارت کیا پس کسی
طرح پر یہ بشارت اون پر صادق نہین آتی ہے پس گمان یہود و نصارےٰ
اس بشارت مین باولاد اسمعیل کہ بارہ عدد تھے بے موقع اور باطل ہے اسلیے
کہ خدا نے اونہین موصوف بلفظ مِلک فرمایا جیساکہ ساباطی نے ترجمہ کیا ہے
یا بلفظ عظمت جیساکہ اجوبہ فاخرہ مین ہے یا بلفظ شرافت جیساکہ صحف انبیا
مین کہ جو مطبوعہ اور شایع نزدیک نصاریٰ کے ہین پس اگر یہ بیان کیا جاوے
کہ اولاد اسمعیل بارہ تھے نہ کم تھے نہ زائد تو جب بھی مصداق بشارت جب
ہون گے جبکہ متصف بہ بادشاہت یا بہ عظمت یا بہ شرافت ہون اور
ان مین کسیطرح پر یہ صفات ثابت نہین پس وہ مقصود بشارت سے

کیونکر ہو سکتے ہین رہا یہ امر کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کو بھی ظاہری سلطنت
اور ریاست نہین ہوئی تو دعوہ ریاست اور سلطنت تو اون کا ثابت
ہے اور حضرت امیرؑ اور امام حسنؑ کو تو ظاہری بادشاہت بھی ہوئی اور بعض
اور ائمہ کو بھی ریاست ظاہری و لو فی الجملہ ہوئی اور عظمت اور شرافت
سے علاوہ شرافت و عظمت علمی و عملی تو منتہاے مرتبہ کی حاصل تھی اور قہر و
غلبہ باظہار معجزات و ذکر آیات بھی اکثر ہوا جیسا کہ کتب اخبار مین مشہور ہے
اور اطلاق لفظ ملک حضرت عیسیٰؑ پر انجیل متی مین اور یوحنا مین ہے باوجود عدم سلطنت
ظاہری کے اور ان حضرات کا رجعت مین بادشاہت کرنا کتب امامیہ سے
ثابت ہے اور اولاد اسمعیل سے خواہ صلبی بلا واسطہ ہون خواہ بواسطہ یہ
دعوہ بھی ثابت نہین تسلط اور بادشاہت کا کیا ذکر پس یہ بشارت بہر کیف
ہمارے ائمہ اثنا عشر کی اور ثبوت امامت بطریق معہود بارہ امامون کے
ایک امام کی نص سے دوسرے کی امامت پر مثبت لاحق کے امامت کا
ہوگی پس حضرت امیر کی امامت بجہت اون کے خصوصیات اور کمالات
اور کرامات اور فضائل کے چنانچہ فاضل معتزلی نے نقل کیا ہے کہ حضرت
امیرؑ ایسے قوی تھے کہ آنحضرت سے کسی نے مصارعہ نہین کیا مگر وہ جناب
اوسپر غالب ہوے اور حضرت نے باب خیبر کو اوکھاڑا اور اپنے زمانہ خلافت
مین ایک پتھر جسکے اوکھاڑنے مین ہزار آدمی عاجز ہوگئے اور کسی سے نہ اوٹھ
سکا حضرت نے بہ نفس نفیس اوکھاڑکر پھینکدیا اور اوسکے نیچے سے ایک چشمہ
آب جاری ہوا اور وہ حضرت سب سے بڑھ کر حلیم تھے چنانچہ جب حضرت کو

یوم جمل ظفر حاصل ہوئی تھی مروان ابن حکم کہ حضرت سے بہت عداوت رکھتا تھا حضرت کے سامنے حاضر کیا گیا آپ نے اوسے قتل نہ کیا اور چھوڑ دیا اور اسی طرح پر عبداللہ ابن زبیر حضرت کو علے روس الاشہاد سب و شتم کیا کرتا تھا یہان تک کہ بروز جنگ بصرہ عبداللہ ابن زبیر نے خطبہ پڑھا اور کہا قد اتکم الوغد اللئیم علی ابن طالب اور حضرت ہمیشہ فرماتے تھے کہ عبداللہ ہم مین سے ہر تا اینکہ یوم جمل وہ اسیر ہوکر آیا اور حضرت نے اوسکی خطاؤن سے درگذر کیا اور صرف اتنی لفظ فرمائی کہ چلا جا تاکہ مین تجھے نہ دیکھون اور سعید ابن عاص پر بعد واقعہ جمل بکہ مین حضرت کو ظفر ہوئی اور کمال عداوت حضرت سے رکھتا تھا پہر حضرت نے درگذر فرمایا اور کچھ نہ کہا اور نسبت بھی حضرت کا بعینہ نسب رسولخدا ہے اسیطرح پر خوف و خشیتہ خدا سے جیسا خطبہ برغبیہ وغیرہ گواہ ہے اور قتل ابن سبا جسنے حضرت کو خدا کہا شاہد عدل ہے اسیطرح پر صبر جیسا کہ خطبہ شقشقیہ وغیرہ سے ثابت ہو چکا اسیطرح پر عبادات اوس جناب کی جیسا کہ صفین مین اوسوقت کہ جب مینہ تیرونکا برابر برس رہا تھا حضرت نے نماز پڑہی اور لوگون نے کہا یا امیر المومنین یہ وقت نماز کا ہے فرمایا ہمارا جہاد نماز ہی کے واسطے ہے اور حضرت نے اوس معرکہ کارزار مین باوجودیکہ تیر برابر آنکر گر رہے تھے موافق اپنی عادت رکوع سجود با خضوع و خشوع اور حضور قلب ادا کی اور مطلقا خوف نہ کیا اور یہ شرح نہج البلاغہ مین فاضل معتزلی نے بھی نقل کیا ہے اور انھین عبادات سے جہاد ہے اور جہاد حضرت کا اس کثرت سے ہے کہ اوسکی تفاصیل کے دفاتر بھی گنجائش نہین رکھتے

اور حدیث ضرب علی یوم الخندق مشہور ہے اور افضل ہونا عبادت ثقلین سے
ضرب واحد کا حضرت کی حدیث نے کو بھی ثابت ہی اور اسیطرح پر سخاوت حضرت
کی کہ تین شبانہ روز بھوکے رہے اور روزہ پر روزہ رکھا اور مساکین کو سیر کیا
تا آنکہ ہل اتے کا سورہ نازل ہوا اور ابن ملجم اپنے قاتل کو بھی دودہ کا کاسہ منگا کر
پلوایا اور اوسکے حال پر تاسف کیا اور اوسکی سفارش امام حسن سے کی اور اسیطرح پر
تواضع حضرت کی عجوزہ سی جیسا کہ حکایت عجوزہ مین ہی ایک عورت ضعیفہ ایک مشک
اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے جاتی تھی حضرت نے اوسکا حال پوچھا اوس نے
شکایت حضرت کی کی اور کہا خدا انصاف کرے میرے اور علی کے درمیان کہ اونھون
نے میرے شوہر کو جہاد کے لیے بھیجا اور وہ قتل ہوا اب چند بچے ہین کہ محنت کر کے
اونکی پرورش کرتی ہون پس حضرت نے مشک اوسکی لیجا کر اوسکے گھر پہنچائی
اور تمام شب بے قرار رہے صبح کو زنبیل مین کچھ خرمہ و گوشت وغیرہ لیکر اوسکے
مکان کیطرف تشریف لے چلے اصحاب نے عرض کیا کہ حضرت ہمین عنایت
ہو کہ ہم پہنچا دیوین آپ نے فرمایا کہ کسی کا بوجھ کوئی اوٹھا نہین سکتا الغرض
تشریف لائے اور دق الباب کیا اوس ضعیفہ نے پوچھا کون ہے فرمایا کہ
وہی شخص ہون جو کل تیری مشک پہنچا گیا تھا اے ضعیفہ دروازہ کھولدے
کہ مین تیرے بچونکے واسطے کچھ لایا ہون اوسنے دروازہ کھولا حضرت نے اوسکی
بچون کو اپنی گود مین بٹھالیا اور خرمہ وغیرہ اونہین کھلاتے تھے اور فرماتے
تھے اے بچون معاف کرنا علی کو کہ علی نے تمھاری خبر گیری سے غفلت کی
بعدہ فرمایا کہ اے عورت تو آرد خمیر کر اور مین تنور روشن کرون پس حضرت نے

تنور روشن کیا جبکہ آگ سے اندا چہرہ مبارک کو پہنچی تو فرمایا یا علی کچھ آگ کے
مزے کو چکھیا کہ غفلت کی تو نے بچونکے حال سے اور اسیطرح وہ جناب
نابینا اور فقرا اور مساکین سے مجالست اور اونکی تسلی اور خدمتگذاری
کرتے تھے اور بوجہ انکسار نفس اوس جناب کو ابو تراب کہتے تھے اور شجاعت
تو حضرت کی کالشمس فی رابع النہار روشن و آشکار ہے ان بیان طویلہ سے حضرت
کی امامت ثابت ہے بلکہ باعتراف جناب خلیفہ ثانی خلافت حق علی تھی جیسا
کہ اکثر روایات مین اعتراف اسکا موجود ہے جیسا کہ بعض کتب معتبرہ مین زبرا حب
بکار ہے کہ جسکے مجلد کتب تواریخ و رجال اہلسنت مین بکثرت موجود ہین کتاب
موفقیات مین روایت کی گئی ہے کہ عبد اللہ ابن عباس نے کہا کہ مین اور
حضرت خلیفہ ثانی بعض کوچہ ہاے مدینہ مین جاتے تھے کہ دفعتہً فرمایا خلیفہ نے
مجھسے کہ اے ابن عباس مین تمہارے صاحب (علی) کو مظلوم دیکھتا
ہون مین نے کہا یا امیر المومنین پھر آپ پھیر دیجیے اونکی خلافت کو پس ہاتھ
اپنا میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور کچھ ہمہمہ کرتے ہوے ایک ساعت تک
چلے پھر ٹھہر گئے پس مین جاکر ملحق ہوا اون سے پس فرمایا اے ابن عباس
مجھے گمان نہین کہ اونھون نے علی کی خلافت سے انکار کیا ہو مگر بہ سبب
اون کے صغر سن کے مین نے اپنے دل مین کہا کہ پہلی بات سے زیادہ
شر ہے پس مین نے کہا کہ قسم بخدا رسول خدا نے اونکو صغیر نہ سمجھا جبکہ
اونھین حکم دیا کہ براءت کو آپ کے صاحب سے لے لین پس اعراض کیا
مجھسے خلیفہ صاحب نے اور جلدی تشریف لیے چلے پس مین بھی پھر آیا

نقل من شرح ابن ابی الحدید ... [illegible]

محمد ابن یوسف ابن حسن ابن محمود دارندی کی کتاب نظم درر السمطین فی فضائل المصطفے والمرتضی والبتول والسبطین سے بعض اعلام نے ایک روایت طولانی اسی مضمون کی نقول کی ہے مگر اوسمین راوی ابن خریطہ ہے وہ کہتا ہے کہ مین اور علی ابن ابی طالب اور عبد اللہ ابن عباس بعض حیطان انصار کیطرف جاتے تھے پس ایک مقام پر خلیفہ ثانی کو بیٹھے دیکھا کہ تنہا بیٹھے ہوے زمین پر خط دیرہے ہین پس حضرت علی نے فرمایا کہ اے خلیفہ صاحب آپ یہان تنہا کیون بیٹھے ہین فرمایا ایک امر کی وجہ سے کہ جسنے مجھے مہموم کیا ہے حضرت علی نے کہا کیا آپ کا ارادہ ہے کہ ہم مین سے کوئی تمھارے پاس بیٹھے فرمایا اگر عبد اللہ ابن عباس ہون تو کیا مضائقہ پس عبد اللہ سے دیر تک تخلیہ فرمایا اور ابن شریطہ کہتا ہے کہ مین اور علیؑ وہان سے چلے آئے مگر ابن عباس کو دیر ہوئی پھر بعد دیر کے ملحق ہوے ابن عباس پس علی نے پوچھا کیا خبر ہے ابن عباس نے کہا ایک اعجوبہ ہے عجائب امیر المومنین سے آپ کے حال سے خبر دی ہے اور مجھے حکم چھپانیکا فرمایا ہے علی نے کہا کہ بیان کر ابن عباس نے کہا کہ جب آپ وہان سے پھرے تو مین نے دیکھا کہ خلیفہ آپ کو اور آپ کے نشان قدم کو دیکھتے جاتے تھے اور کہتے تھے آہ آہ مینے پوچھا کہ آپ آہ آہ کیون کرتے ہین فرمایا تمھارے صاحب کے لیے اور حالانکہ اونکو وہ چیزین عطا کی گئی ہین کہ کیسکو وہ چیزین آل رسول سے عطا نہین ہوئیں اور تین باتین اون مین نہ ہوتین تو کوئی اونکے سوا لائق خلافت نہوتا مین نے پوچھا وہ کیا ہین فرمایا ایک تو کثرت دعابت دوسرے بغض قریش اون سے تیسرے صغر سن اونکا حضرت علی نے فرمایا کہ پھر تم نے کچھ جواب ندیا

ابن عباس نے کہا کہ مجھے وہ رنج ہوا جو چچازاد بھائی کو ہوتا ہے پس کہا مینے
یا امیر المومنین لیکن کثرت دعابت پس رسول خدا بھی مداعبہ کرتے تھے اور نہ
کہتے تھے مگر حق اور بچے سے وہ بات کہتے تھے کہ جس سے اوسکے دل کو
میل ہو یا سہل ہو اوسکے دل پر اور لیکن بغض قریش پس قسم بخدا علیؑ کو
بغض قریش کی پرواہ نہین بعد اسکے کہ مجاہدہ کیا ہے اون سے راہ خدا مین
تا اینکہ خدا نے اپنے دین کو ظاہر کیا اونکے اقران کو پارہ پارہ کیا اور اون کے
بتون کو توڑا اور اونکی عورتون کو لاولد کیا اور لیکن صغر سن اوسکا پس تمھین
بخوبی معلوم ہے کہ جبکہ خدا نے اپنے رسول پر سورۂ براءۃ نازل کیا تو صاحبکو
حکم خدا کی تبلیغ کے واسطے روانہ کیا پس خدا نے حکم دیا کہ نہ پہنچاوے اوسے
کوئی مگر وہ مرد جو ایمان لایا ہو واسطے اوسکے پس علی کو اونکے پیچھے روانہ کیا
حکم دیا کہ صاحب کو معذور کر کے خود لیجاوین پس آیا حق نے صغر سن کو
حقیر نہ جانا پس خلیفہ صاحب نے فرمایا چپ رہو مجھسے تقریر کرتے ہو
اور خبردار کسی سے نہ کہنا از بسکہ یہ رسالہ بیان تاریخ وغیرہ پر مبنی نہین پس ہم ذکر
فضائل و مناقب کو محول کرتے ہین کتب مولفہ اہلسنت پر کہ ہزارہا کتابین
لکھی ہوئی موجود ہین اب ہم حیطہ حیز بطور اختصار فضائل حضرت امیر کو بیان
کر چکے اہلسنت وجماعت کے معتبر اقوال علما سے اسیطرح حضرات ثلثہ کے
کچھہ حالات بطور اختصار اہلسنت کے معتبر کتب سے خواہ بالاصالہ خواہ
محکی عنہا سے بیان کرینگے باب اول حال خلیفۂ اول اگرچہ بہت سے
امور نامشروع اور مقرون بجہالت آنحضرت سے واقع ہوے مگر چند امور

مشہورہ مذکورہ کتب حضرات اہلسنت وجماعت ذکر کیئے جاتے ہین جنکی
تاویلات صاحب تحفہ نے بہت کچھ کیے مگر حق ناحق اور ناحق حق ہو نہین
سکتا منجملہ اون کے رد کرنا امام حسن کا ان پر اور انکا سوائے رد نہ کرنے اور
بھلا نیکے کچھ جواب نہ دے سکنا جیسا کہ شرح خطبہ شقشقیہ مین ہم بیان کر چکے
ہین اور امیر کا سکوت کرنا دلیل ہے اس پر کہ بے شک خلیفہ صاحب
استحقاق اوس ممبر پہ جانے کا نہ رکھتے تھے اور یہ لفظ حضرت امیر کی فرمانا کہ
مین نے حسن سے یہ نہین کہا تھا اور یہ فعل میرا نہ تھا اور خلیفہ صاحب کا یہ
فرمانا کہ مین متہم نہین سمجھتا آپکو یہ دلیل انکار فعل حسن سے نہین ہے بلکہ اسکا
انکار ہے کہ مین نے سکھایا نہین بلکہ خود بخود بالہام خدا حسن نے سچی بات
بیان کی ہے اور اگر یہ نہوتا تو امام حسنؑ کو تادیب فرماتے کہ تم نے ایسی لفظ
کیون بیجا خلیفہ وقت سے کہی جیسا کہ قاعدہ ہے اطفال مین اور فعل امام
کہ جو بہمہ وجوہ احسن تھا صغر سنی پر محمول ہو کر جبراً استدلال ساقط نہین ہو
سکتا ورنہ پھر استدلال حضرات عیسے براءت مین اپنی مادر گرامی حضرت مریم
قادح استدلال ہوتا اور خداوند عالم اوسکو اونکی زبان مین مقابلہ یہود کے
ظاہر نہ فرماتا بلکہ عطاے حکم حالت صبا مین حضرت یحیی کی نسبت نص صریح ہے
وَاٰتَیْنٰهُ الْحُکْمَ صَبِیًّا اور علاوہ اسکے ان اہلبیت علیہم السلام مین تو ازابتدا
حضرت امیرؑ تا امام ثانی عشر سب ابتداے پیدائش سے تا زمان حیات
علوم اولین وآخرین سے موصوف رہے ہین جیسا کہ بشہادت اکثر علماء
اہلسنت ثابت ہے کہ ان کو علوم سکھاے نہین جاتے بلکہ خدا کیطرف سے

ہوتے ہین علاوہ اسکے حضرت یوسف بھی صغر سنی مین موصوف بنبوت ہوچکے
تھے جیسا کہ منقول عنہ مین تفسیر ابن حبان سے مذکور ہے ضمن قول خدا
مین واوحینا الیہ عائد الی یوسف یعنی وحی کی ہمنے طرف اوسکے یعنی یوسف
کے بلکہ عمر ابن عادل حنبلی سے منقول ہے فرمایا امام حسنؑ نے کہین عالم بتوراۃ تھا
حال بطن مادر مین امام حسینؑ نے مثل اسی کے خلیفہ ثانی سے کہا تھا جبکہ
وہ بھی ممبر پر تھے جیسا کہ کنز العمال اور تہذیب الکمال و ازالۃ الخفا و صواعق
محرقہ مین مذکور ہے اور منجملہ اونکے خالد ابن ولید پر ترحم کرنا اور خدا کا فاسقو پر
رحم کرنے سے مانع ہونا جیسا کہ قصہ انکا بطریق اختصار یون ہے شیخ عبد الحق نے
مدارج النبوت مین بیان کیا ہے کہ مالک ابن نویرہ تمیمی یربوعی مکنی بابو حنظلہ
ملقب بجدل کہ شاعر شریف اور فارس فرسان بنی یربوع مین ایام جاہلیت
مین تھا جبکہ زمانہ حضرت رسولخدا مین خود حضرت پیغمبر نے اوسے مقرر فرمایا
تھا کہ اعزہ اور خویشون سے صدقات وصول کیا کرے پس جبکہ اوسکو خبر
وفات سرور کائنات پہنچی تو اوس نے امساک صدقات سے کیا اور اپنی
قوم سے نہ لیا اور یہ شعر کہا کہ فقلت خذوا اموالکم غیر خائف ؛ ولا ناظر
فیما یجی من الغد فان قام بالدین المحقق قائم اطعنا وقلنا الدین
دین محمد ؛ پس بنابر روایت مشکوٰۃ جبکہ حضرت نے انتقال کیا تو خلیفہ
اول سے خلیفہ ثانی نے بعد استخلاف خلیفہ اول اور کفر بعض عرب کہا کہ
تم کیون کر مقاتلہ کروگے لوگون سے حالانکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ
مجھے جہاد یہانتک ہے کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہین پس جو کہ لا الٰہ الا اللہ

کیے وہ محفوظ ہوگا مال اور جان کی راہ مگر ساتھ خدا کے اور حساب اوس کا اوسکے خدا پر ہے پس خلیفہ اول نے فرمایا مین قتال کرونگا لوگونسے کہ جو فرق کرینگے درمیان صلوٰۃ و زکوٰۃ کے اسلیے کہ زکوٰۃ مال خدا ہے واللہ اگر وہ لوگ نہ دینگے عناق کو کہ جو رسول خدا کو دیا کرتے تھے تو مین مقاتلہ کرونگا اوسکی ممانعت پر اب بنا بر تاریخ طبری وغیرہ یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت ثانی نے اپنے لشکر کو حکم فرمایا تھا کہ تم جب کسی گھر کو گھیرنا تو اوسے بخوبی دیکھنا اگر آواز اذان کی سننا تو اون لوگون سے دست بردار رہنا اور استفسار کرنا ساتھ اوس چیز کے کہ جس سے اونھون نے اعراض کیا ہے اگر آواز اذان نہ سنو تو قتل کر دو اور اون کو اور گھر اونکے جلا دو اور مالک ابن نویرہ کے اسلام کی شہادت ابو قتادہ حرث ابن ربعی نے دی تھی کہ مالک مسلمان ہے اور یہ بھی عہد کیا تھا کہ اب کسی لڑائی مین خالد کے ساتھ نجاونگا ابو قتادہ کہتا ہے کہ جبکہ اوس قوم کو گھیرا ہے تو وقت شب تھا پس اونھون نے ہتیار لگائے قتادہ کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہین تم نے ہتیار کیون باندہے ہین اونھون نے کہا کہ ہم بھی مسلمان ہین ہم نے کہا پس تم نے ہتیار کیون لگائے پس اونھون ہتیار کھولدیے پس ہم نے نماز پڑھی اور اونھون نے بھی نماز پڑھی اور خالد قتل مالک مین عذر کرتا تھا تا اینکہ مالک نے کہا کہ مین تمھارے صاحبکو خیال نہین کرتا مگر یہ کہ تھا وہ کہتا ایسا ایسا اوسوقت خالد نے کہا کہ کیا تو اوسے اپنا صاحب نہین گنتا پھر مالک کو اپنے آگے کھڑا کر کے اونکی گردن ماری اور اصحاب مالک کو بھی قتل کیا جبکہ خبر ان لوگونکے قتل کی خلیفہ ثانی کو پہنچی

تو گفتگو اس باب مین خلیفۂ اول سے ہوئی اور طول دیا گفتگو مین اور فرمایا کہ
دشمن خدا نے ایک مرد مسلمان پر زیادتی کی اور اوسے قتل کیا اور اوس کی
عورت پر دست اندازی کی اور خالد ابن ولید جبکہ مسجد مین آیا تو حضرت
ثانی نے اوسکے عمامہ مین سے تیر نکالنا شروع کیے اوسنے تیر اپنے عمامہ مین
لگا رکھے تھے پس تیر نکال کر پھینکدیے اور فرمایا ای خالد تونے مسلمان کو قتل کیا
پھر اوسکی عورت پر تصرف کیا قسم بخدا تجھے رجم کرونگا تیری پتھرون سے اور
خالد بالکل خاموش تھا اور کنزل العمال کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ
خالد نے کہا مالک سے کہ تو مرتد ہو گیا ہے پس مالک نے انکار کیا پس کہا کہ
مین اسلام پر ہون کچھ تبدل و تغیر مین نے نہین دیا اپنے دین کو اور ابو قتادہ اور
عبد اللہ ابن مخزمہ نے اوسکے ایمان پر گواہی دی مگر خالد نے اوسکو مقدم کیا
اور ضرار ابن ازور اسدی کو حکم دیا کہ مالک کو قتل کرے پس اوسنے قتل کیا مالک کو
اور خالد نے اوسکی عورت ام متمم کو اپنے تزویج مین لیا پس یہ خبر خلیفۂ ثانی کو
پہنچی اونھون نے اول صاحب سے کہا کہ خالد نے زنا کی ہے اوسپر حد جاری
کرو اور رجم کرو فرمایا کہ مین رجم نکرونگا تاول کیا پس خطا کی پھر کہا خالد نے
مرد مسلم کو قتل کیا پس اوسے قتل کرنا چاہیئے فرمایا کہ کبھی قتل نکرونگا اوسنے
تاول کیا پس خطا کی پھر خلیفہ اول سے کہا خالد کو معزول کرو اونھون جواب دیا
ما کنت م لا شیم سیفا سلہ اللہ علیھم اور تاریخ ابن خلکان مین باہم
تقریر مذکورہ کے مابین دو نو خلیفہ کے مذکور ہے اور نیز حال قتل مالک ابن نویرہ
دست خالد ولید سے بہت تصریح کی ساتھ مذکور ہے کہ زوجہ مالک ام متمم بہت حسینہ تھی

جبکہ مالک نے خالد کو اپنے قتل پر مصمم پایا تو اپنی بی بی کیطرف متوجہ ہوا اور خالد سے کہا کہ یہ ہے اس نے مجھے قتل کیا خالد نے کہا کہ بلکہ خدا نے تجھے قتل کیا بہ سبب تیرے پھر نے کے دین اسلام سے مالک نے کہا مین اسلام پر ہون پس خالد نے ضرار سے کہا کہ اسکی گردن مار پس اوس نے سر جدا کیا مالک کا اور سر اوسکا پایۂ دیگ بنایا گیا اور اوسپر کھانا پکایا تا اینکہ پک چکا بعد اوسکے اوسکی عورت کو خالد نے لیا اور یہ بھی مذکور ہے اسی تاریخ مین کہ ابن عمر نے خالد سے کہا کہ خلیفہ کو حقیقت اس عورت کی لکھ بھیج اوس نے انکار کیا خلاصہ یہ کہ اس بارہ مین خلیفہ صاحب پر کئی الزام عائد ہوتے ہین پہلے مسلمانکے قتل کا باعث ہونا اور دوسرے حکم خلاف رسول خدا فرمانا جیسا کہ پہلی روایات مین ہے کہ خلیفۂ ثانی نے کہا کیونکر قتال کروگے تم لوگون سے حالانکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ قتال اوسوقت تک ہے جبتک لا الٰہ الا اللہ نہ کہین جب لا الٰہ الا اللہ کہا تو مسلمان ہو گئے اور خون اونکا ناجائز ہوگا حضرت نے فرمایا مین قتال کرونگا اوس شخص سے کہ فرق کرے نماز اور زکواۃ مین اب اگر کوئی صاحب یہ فرمائین کہ جب کوئی شخص ضروریات مذہب کا انکار کرے تو وہ کافر ہے اس معنی کر کے حضرت ابوبکر نے فرمایا ہوگا کہ مین قتال کرونگا اوس سے کہ جو شخص نماز کا اقرار کرے اور زکواۃ کا انکار کرے تو جواب یہ ہے کہ منکر ضروری مذہب کافر ہے جبکہ اوسکی حرمت یا وجوب کا انکار کرے نہ کہ جو شخص کسی فعل ضروری کا تارک ہو اور اوس کے وجوب و حرمت مین انکار نہ کرے اور خلیفہ صاحب کا حکم قتال صورت اولے پر واقع ہوا نہ کہ ثانی پر

اسواسطے کہ قوم مالک اور خود مالک نے کسی روایت سے یہ نہین ثابت ہوتا
کہ اصل وجوب زکواۃ سے انکار کیا ہو بلکہ اس بات سے کیا تھا کہ رسول خدا
نے زکواۃ دینے کا آپکے ہمین حکم نہین فرمایا نہ آپ کو حکم ہمسے مطالبہ کا دیا ہے پس
آپ ہمسے کیون مطالبہ کرتے ہین اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین
بیان کیا ہے کہ خداوند عالم نے زکواۃ واجب کی مگر مشروط ساتھ اسکے کہ رسولخدا
زر صدقہ لیکر اونکے مال کو پاک کرین اور اون پر صلواۃ بھیجین کہ وہ صلواۃ
اونکی اونکے واسطے سکن ہو یعنی تسکین ہو عذاب سے اور ظاہر ہے کہ کسی اور
کو اختیار تزکیہ نہین اور اسیطرح پر کسی کی صلواۃ سکن نہین ہو سکتی پس زکواۃ
واجب ہوئی مگر مقرون بتزکیہ اور صلواۃ اور تزکیہ اور صلواۃ مخصوص بہ رسول خدا
ہے پس اخذ زکواۃ بھی مخصوص بہ رسول خدا ہوئی تو گویا مالک اور اوسکی قوم نے
ضروری مذہب کا انکار نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ ضروری تو ہے لیکن مشروط ہے اور
جب مشروط ساقط ہو تو مشروط بھی ساقط ہوگا اس سے کفر اونکا نہین ثابت
ہوا اور اسلام مالک کا اگر انکار کیا جاوے تو خلیفہ ثانی کی تکذیب لازم آتی ہے
کہ اونھون نے بیان کیا کہ ابوبکر صاحب سے کہ خالد نے مسلمان کو قتل کیا اور
اور خود کلام ابوبکر سے بھی انکار اسلام خالد نہین پایا جاتا کیونکہ اونھون نے انکے
جواب مین یہ نہین کہا کہ وہ کافر تھا بلکہ یہ فرمایا تاول فاخطا یعنے خالد نے تاویل
کی پس خطا کی یعنے قتل تو خالد نے مالک کو حالت اسلام مین کیا مگر قتل عمداً
نہین کیا پس بہر طور اسلام مالک ثابت ہوا پس حکم بقتل مسلمان خالد کو دینا
برخلاف حکم خدا ورسول ہے تیسرے قاتل مسلم کے قتل کو خطا پر محمول کرکے

اوسے قتل نہ کرنا اور ترک قصاص کرنا چوتھے حد زنا خالد پر جاری کرنا پانچوین
اور قوم مالک کا زبردستی قتل ہونا چھٹے ازواج اور اموال مسلمونکے لوٹے
جانا ساتوین اون سب کی عورات کا اسیر ہونا آٹھوین اونکی عورات سے
اور مسلمانونکا زنا کرنا نوین ابو قتادہ انصاری اور ابن عمر کے جو باتفاق اہلسنت و
جماعت عدول صحابہ سے تھے اونکی گواہی رد کرنا دسوین خلیفہ ثانی کی اظہار واقعیت
قتل خالد مرد مسلم سے اور زنائے خالد اوسکی زوجہ سے نہ ماننا اور اونکے حکم کے
موافق عمل نفرمانا حالانکہ روایت معتبرہ اہلسنت ہے کہ خدا نے گردانا ہے حق کو
لسان عمر پر اور اوسکے دل پر جیسا کہ صحیح ترمذی وغیرہ مین مذکور ہے اور پہلی
روایت مین جو یہ الفاظ ہین کہ جبکہ مالک نے سُنا کہ رسالت مآب نے انتقال
کیا تو صدقات اپنی قوم پر بانٹ دیئے تو یہ بھی کوئی بات لائق قتل مالک نہ تھی
اور اس سے کفر بھی مالک کا ثابت نہین ہوتا اسواسطے کہ اکثر اہل حدیث نے نقل
کیا ہے کہ زکواۃ اہل بلد سے اگر وہ مستحق ہون تو نہ جانا چاہیئے پس اگر مالک نے
غربائے قوم کو کہ مستحق زکواۃ تھے پھیر دی اور دیدی تو کیا برائی کی اور جبکہ خطا
فی الاجتہاد اہلسنت کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ جہاد معاویہ اور عائشہ مین
حضرت امیر سے کہتے ہین کہ یہ خطا فی الاجتہاد تھی تو ہوسکتا ہے کہ مالک نے
بھی خطا فی الاجتہاد کی اور خالد نے تو کسیطرح خطا فی الاجتہاد بھی نہین کی
اسلیئے کہ وہ لوگ کہے جاتے تھے کہ ہم مسلمان ہین اور حضرت ابوبکر نے تو تمام
اجماع مسلمین کی بھی اس بارہ مین خلاف کیا جیسا کہ ابو الحدید نے شرح
نہج البلاغہ مین ذکر کیا ہے واجتمعت کلمۃ المسلمین من العرب الی ما طلبت

یعنے سب نے اجماع کیا کہ عرب اوداے زکوٰۃ مین انکار کرتے ہین تو اسکو
مان لینا چاہیے وابی ابوبکر ان یفعل الا ما کان یفعل رسول اللہ وان
یاخذ الا ما کان یاخذ لیکن ابوبکر نے کہ مانا کہ جو کچھ رسول خدا کرتے تھے
وہ مین کرونگا اور جو وہ لیتے تھے مین بھی لونگا اور احتمال اسکا کہ زوجہ مالک
اوسکی مطلقہ تھی اور اوسکے پاس محبوس تھی جیسا کہ لفظ لعل سے شرح مواقف
مین مذکور ہے پس یہ احتمال محض ہے اور بالکل پایہ ثبوت نہین رکھتا اور
اصل عدم طلاق ہے اور اوسی شب خالد نے زوجہ مالک کو اپنے عقد مین
لیا اور مضاجعہ بھی کیا جیسا کہ تصریح ہے صواعق محرقہ مین و لتزوجہ امرأتہ فی
لیلتہ و دخل بہا یعنے تزوج خالد بزوجہ مالک اوسی شب اور مباشرت
اوس سے واقع ہوئی اور شرح تجرید قوشجی مین مذکور ہے کہ مالک کو خالد نے
قتل کیا اوسکی زوجہ کی طمع سے کیونکہ وہ حسینہ تھی اور اوسی شب اوسے
قتل کیا اور اوس سے مباشرت کی منجملہ اونکے عدم علم انکا اکثر احکام شرعیہ
سے اور جسکو علم احکام شرعیہ نہو پھر وہ کیونکر حاکم دین ہو سکتا ہے مثل قطع کرنے
بائین ہاتھ چور کے حالانکہ بحکم شرع داہنا ہاتھ بالاجماع کاٹنا چاہیے اور اوسکو سب
علمانے تسلیم کیا ہے ہان توجیہات رکیکہ کیے ہین جیسا کہ ابن حجر نے صواعق محرقہ
واما قطعہ یسار السارق فیحتمل خطاء الجلاد و یحتمل لسرقۃ ثالثۃ یعنے
قطع کرنا خلیفۂ اول کا یسار سارق کو پس وہ محتمل ہے کہ خطاے جلاد سے ہو یا تیسری
مرتبہ کا سارق ہو اور ایسے قبیل سے احتمالات قطع پیدا کیے ہین اور یہ احتمالات
عقلی کافی دفع جہالت خلیفہ صاحب مین نہین ہو سکتے بلکہ عین جہالت پر دلالت

رتے ہین کہ مثلاً کہہ سکتے ہین کہ جلاد سے اونھون نے کیون نہ کہا کہ داہنا ہاتھ قطع کرنا
چاہیے اور جب اوسنے بغیر حکم کے بایان ہاتھ کاٹا تو اوسے سزا دینا چاہیے تھی
اور یہ کہین نہین ہے کہ جلاد کو سزا دیگئی اور احتمال تیسری مرتبہ کے سرقہ کا
پس یہ بھی نہین مذکور ہے کہ وہ تیسری مرتبہ کا سارق تھا پس احتمال کیا
کافی ہوگا اسیطرح عرباض دور دوالی حکایت حضرت کی عدم واقفیت لغت
عرب پر دلالت رکھتی ہے اور منجملہ اونکی فجاۃ سلمی کا احراق ہے جیسا کہ ابن
ابی الحدید اور ابن حجر مکی اور عسقلانی نے فتح الباری شرح صحیح بخاری مین
اور ابن عبد اللہ نے کتاب استیعاب مین نقل کیا ہے کہ فجاۃ سلمی کا احراق
بطور مثل عرب مین ہر مصیبت عظیم مین ہوگیا تھا اور طبری وغیرہ نے بھی
اس قصہ کو نقل کیا ہے ملخصاً یہ کہ ایاس ابن یالیل مشہور بفجاۃ سلمی ابوبکر کے
پاس آیا اور کہا کہ میری اعانت سلاح وہتیار سے کیجیے اور جہان چاہیے
اہل بلاد پر مجھے امیر کیجیے پس ابوبکر نے ہتیار دیے اور اوسکو امیر کیا پس وہ
مقام جواء مین بھی نجیہ ابن ابی الیشا کو اپنی طرف سے امیر کیا پس نجیہ نے
ہر مسلم و کافر کو لوٹنا شروع کردیا جبکہ یہ خبر حضرت ابوبکر کو پہنچی تو اونھون نے
طریفہ ابن حاجز کو حکم دیا کہ اوسے گرفتار کرلا اور عبد اللہ ابن قیس حاشی کو اوسکی
مددکیواسطے روانہ کیا پس وہ دونو یعنی طریفہ اور عبد اللہ فجاءے کو دھونڈنے چلے
تا اینکہ مقام جواء مین باہم ملاقات ہوئی پس دونو فریق مین جنگ ہوئی اور
نجیہ کو قتل کیا اور فجاءہ بھاگا پس طریفہ نے اوسے قید کرلیا اور خلیفہ صاحب کے
پاس لیکر آیا اوسوقت خلیفہ صاحب نے حکم دیا کہ آگ روشن کیجاوے بہت سی

لکڑیان جمع کر کے اگ روشن کی گئی پس فجاۃ کو زندہ اوس آگ مین جلا دیا
انتہی بقدر الحاجۃ اب انصاف کیجیے کہ قصور بیچارے سلمی نے کیا تھا جس گناہ پر
وہ زندہ آگ مین جلادیا گیا باوجودیکہ اہلسنت کے مجمع علیہ روایت ہے کہ آگ کا
عذاب سوائے خدا کے کوئی نہین کر سکتا اور پھر سلمی کہتا تھا کہ مسلم ہون محض اگر وہ
مسلمانونکو اوسنے قتل کیا تھا اور لوٹا تھا تو اوسے بھی قتل کرنا چاہیے تھا اور حضرت
امیر کیطرف جو نظام نے اعتراض کیا ہے کہ اوس جناب نے بھی چند آدمیونکو
حکم دیا کہ جلا دیے جاوین پس اول تو وہ لوگ زندیق تھے دوسرے کتب معتبرہ
شیعہ مین اس روایت کا وجود نہین اور جناب سید مرتضی وغیرہ نے بطور تنزل
اسکا جواب دیا ہے نہ کہ روایت کو قبول کیا ہو اور قطع نظر اسکے باعتقاد شیعہ
حضرت معصوم تھے اور فعل معصوم حجت ہے اور فعل حضرت امیر مثل فعل پیغمبر
حجت ہے اور باعتقاد شیعہ حدیث لایعذب احد بعذاب اللہ ثابت نہین پس یہ
جواب فعل امیر کا بمقابلہ شیعہ بالکل نامربوط ہے اسلیے کہ بنا بر اعتقاد اہلسنت کے
یہ الزام خلیفہ صاحب پر لازم آتا ہے اور شیعون کے نزدیک تو اونکے سب
افعال ایسے ہی ہین اور جواب خطا فی الاجتہاد سے دیکر رفع الزام خلیفہ صاحب
کرنا پس اول تو اون کے اجتہاد ہی مین کلام ہے کیونکہ ایک روایت مین اس
اعتراض کے جواب مین کابلی وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ امر بمشورہ حضرت امیر
کیا گیا پس جبکہ مشورہ سے کام ہوا تو مجتہد کہان رہے اسواسطے کہ اجتہاد مین
مشورہ کوئی چیز نہین ہوتا دوسرے یہ کہ خلیفہ ثانی کا اعتراض کرنا اس فعل پر
اور الزام دینا ثابت ہو چکا ہے پس اگر خطا فی الاجتہاد ہوتی تو وہ کہتے کہ یہ

اجتہاد سے نہ کہ خطا اور الزام بیوجہ ہوتا اور منجملہ اونکے نہ معلوم ہونا اون کو معنی کلالہ کے اور میراث جدہ کے جیساکہ ازالتہ الخفا مین مذکور ہے مآثر جمیلہ صدیق مین مقصد دوسرے مین ہے کہ کسی نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کلالہ سے فرمایا مین قریب ہے کہ اپنی رائے کچھ کہون گا پس اگر صواب ہوا تو خدا کیطرف سے ہے اور اگر خطا ہو تو مجھ سے ہے اور شیطان سے ہے میری راے مین کلالہ ماسواے والد و ولد ہے پس جبکہ جناب خلیفہ ثانی کا وقت آیا تو فرمایا کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ جس چیز کو حضرت ابوبکر نے کہا ہو مین اوسی رد کرون اور محب الدین طبری نے ریاض النضرہ مین بیان کیا ہے جیساکہ محکی عنہ مین موجود ہے کہ ایک عورت ایک میت کی جدہ تھی وہ حضرت ابوبکر کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اوسنے اپنی میراث کا مسئلہ پوچھا فرمایا تیرے واسطے کوئی حصہ کتاب خدا مین نہین اور مجھے سنت رسولخدا مین بھی نہین معلوم ہوتا پس تو پھر جا تا اینکہ مین لوگونسے دریافت کرون پس پوچھنا شروع کیا حضرت ابوبکر نے مغیرہ ابن شعبہ نے کہا رسول خدا کے پاس ایک جدّہ آئی تھی پس حضرت نے ایک سدس دلوا دیا تھا پس جناب ابوبکر صاحب نے فرمایا کوئی اور تیرے ساتھ ہے پس محمد ابن مسلمہ انصاری نے بھی مثل مغیرہ ابن شعبہ بیان کیا ہے پس حکم جاری کیا خلیفہ صاحب نے اونکے جواب مین یہ کہنا کہ معاذ اللہ حضرت امیرؑ کو بھی بعض مسائل کا علم نہ تھا جیساکہ شرح تجرید مین ہے کہ حضرت امیر نے بیع امہات کے مسئلہ مین رجوع بطرف قول حضرت عمر فرمائی پس خالی وقاحت سے نہین کیونکہ شیعو نکے

نزدیک حضرت کا رجوع کرنا بطرف قول ثانی ثابت نہین بلکہ ساتوین باب
تحفہ مین فرمایا ہے کہ حضرت زمانہ خلیفہ ثانی اور ثالث مین مسئلہ بیع امہات میں
اور حج مین مناظرہ فرماتے تہے اور طرفین سے نوبت بعنف وسختی پہنچتی تہی
اور بعض کتب مین منقول ہے کہ سعد الدین تفتازانی نے شرح الشرح مین
مبحث اجماع مین بیچ بیان قول شارح کے ثم اجمع من بعدھم علی المنع
یعنے شارح نے دعوہ اجماع کیا ہے منع پر تو سعد الدین نے دعوہ کو منع کیا ہے
جیساکہ کہا ہے واعتراض الامدی بان مذہب علی جواز وھولم یحکم علیہ بل علیہ
اجماع جمیع الشیعہ یعنے امدی نے اس اجماع پر اعتراض کیا ہے کہ مذہب علی کا
جواز بیع ہے اور وہ ہمیشہ ایسا ہی فرماتے رہے اور یہی تمام شیعہ کا مذہب ہے
اور شیعونکا اجماع ہے اس پر پس باوجود ان تصریحات اہلسنت کے کون کہہ
سکتا ہے کہ حضرت امیر نے رجوع کی بطرف قول حضرت عمر اور اسیطرح پر
یہ کہنا کہ حضرت کو بعض مسائل نہ معلوم تہے جیساکہ کنز العمال مین ہے
کہ عبد اللہ ابن بشیر نے ایک مسئلہ حضرت سے پوچہا حضرت نے فرمایا مجہے
نہین معلوم پس یہ روایت اہلسنت کی بنائی ہوئی ہے اور بر تقدیر فرض
شاید کسی مصلحت سے اوس سے کہا ہو کہ مجہے نہین معلوم یا تقیہ وغیرہ منظور ہو
اوس مسئلہ مین کیونکہ تصریح اس سوال مین مسئلہ کی نہین پس شاید وہ مسئلہ
ایسا ہو کہ اوسکے بیان مین خوف ہو اور ناقل اسکا سعدان بن نصر ہے
اور وہ علماء اہلسنت سے ہے اور خبر استخلاف یعنی حضرت امیر کا فرمانا
کہ جو حدیث مین رسول خدا سے سنتا تہا اوسکا نفع خدا مجہے پہنچاتا ہے

جسطرح جیر چاہتا ہے اور جو کچھہ مین نے اور کسی صحابی سے سنا ہے اوس سے
قسم لیتا ہون سوائے حضرت ابو بکر کے پس یہ بھی روایت غیر معتبر ہے جیسا کہ
خود اکثر علما و اہلسنت نے اسکی رد کی ہے جیسا کہ ابن حجر عسقلانی نے تصریح
کی ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے اور بخاری نے اسکے راوی کو کہا ہے کہ وہ اہل
حدیث نہین ہے اور سوائے اسکے اور کوئی حدیث اوس سے مروی نہین اور
راوی اسکا اسما ابن الحکم فرازی ہے اور اسیطرح پر عدم علم کے نسبت بحضرت امیر
مقام دفن پیغمبر ہے جیسا کہ اہلسنت روایت کرتے ہین پس وہ اہلسنت کے
واسطے حجت ہے نہ کہ شیعون کے واسطے شیعونکی کسی کتاب مین نہین اور خود اہلسنت
نے بھی اسکی تکذیب کی ہے جیسا کہ نورالدین شافعی نے تاریخ خلاصۃ الوفا
مین بیان کیا ہے کہ ابن جوزی نے وفامین عائشہ سے روایت کی ہے کہ
اونھون نے بیان کیا کہ جب رسول خدا نے انتقال کیا تو حضرت کے موضع دفن
مین اختلاف ہوا اور جو کہ جواب مین اسکی صاحب تحفے نے فرمایا ہو کہ امر یہان پر ندب کیواسطے ہی
پس یہ اونکا کمال ہے کہ اکثر اصولین شیعہ قائل اسکے ہین کہ امر حقیقۃ للوجوب
ہے اور بعضے قائل ہین کہ حقیقۃ ندب مین ہے اور وجوب قرائن سے ثابت
ہوتا ہے پس اس سے بڑھ کر کیا قرینہ ثبوت وجوب ہوگا کہ حضرت برابر تاکید فرماتے رہتے
جہزوا جیش اسامہ اور پھر لعن کرنا متخلف پر اور تارک امر ندبی مستحق لعن نہین ہوتا
کیا اتنی بھی سمجھہ نہین کہ مستحب کے تارک مستحق ملامت نہین ہوتے یہی
معنی وجوب کے ہین پس تارک واجب ایسا واجب کہ جسکا تارک زبان
پیغمبر پر ملعون ہو ضرور فاعل کبیرہ ہے اور یہی تخلف اوسکے لشکر سے باعث

ایذاے پیغمبر ہوا پس بنا بر قول خدا اَلَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ الخ آیہ کہ جو لوگ
خدا اور رسول کو ایذا دیتے ہین اون کو خدا نے لعنت کی ہے دنیا و آخرت مین
پس یہ سب کے سب مستحق لعن ہوے دوسری افضلیت اسامہ
ابوبکر وغیرہ پر کیونکہ امیر ضرور ماموربن سے افضل ہوتا ہے اور از بسکہ حضرت
امیر کو حکم نہین ہوا تہا کہ جیش اسامہ مین شریک ہون جیسا کہ شیخ عبد الحق دہلوی
نے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ سب اعیان مہاجرین مثل ابوبکر صدیق اور
حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان ذوالنورین اور سعد وقاص اور ابو عبیدہ
جراح وغیرہم ساتھ اسامہ کے جاوین مگر علی مرتضیٰ کہ وہ ہمراہ نجاوین اور مجالس
مین اس جماعت سے کچھ باتین ایسی واقع ہوئین کہ آنحضرت کو غضبناک
کیا اور باوجود شدت تپ اور درد سر کے عصابہ سر پر باندھے ہوے باہر آئے
الخ پس حضرت امیر پر اسامہ کو سردار نہین کیا معلوم ہوا کہ حضرت امیر سب سے
بہتر تھے اسلیئے کہ اسامہ ان لوگون سے بہتر ہوا اور علی اسامہ سے پس
نتیجہ یہ ہوا کہ علی سب سے بہتر تھے اور حکم خروج حضرات ثلثہ وغیرہ ہمراہ اسامہ
کے بہت معتبر کتب سے ثابت ہے اور اکثر علما نے مثل واقدی اور ابن سعد
اور ابن اسحاق ابن جوزی ذہبی عسقلانی قسطلانی جمال الدین محدث
عبد الحق دہلوی وغیرہم نے بیان کیا ہے پس انکار اس روایت کا محض
زبردستی ہے اور یہ خیال کرنا جبکہ رسول خدا کے قائم مقام ہو چکے تو جو کچھ
اونہون نے کیا وہ سب بہتر کیا جیسا کہ مآل تقریر جناب صاحب تحفہ ہے
پس یہ اول بحث ہے اسی مین تو کلام ہو رہا ہے کہ کس نے اونکو خلیفہ کیا

نہ خدا نے نہ رسول نے نہ لیاقت خلافت تھی پھر وہ خلیفہ کہانسے ہوئے اور یہ
کہنا کہ ان امور مین قطعاً پیغمبر تابع وحی نہ تھے جیسا مناسب جانتے تھے
ویسا کرتے تھے پس یہ قول صریح مخالفت قول خدا سے رکھتا ہے جیسا کہ
فرمایا ہے وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوَیٰ یعنے کوئی بات پیغمبر اپنی خواہش سے نہین کرتا
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحَیٰ جو کچھ کہ وہ ہے وحی کی ہوئی ہے اور ازبسکہ پیغمبر نے حکم
متابعت دیا تھا پس جبتک کہ فراغ اوس مہم سے جسمین متابعت کا حکم
دیا تھا نہ ہولیتا اوسوقت تک مخالفت نہ کرنی چاہیئے تھی اور اسامہ پر تحکم خلاف
حکم رسول ہوا اور پشیمانی حضرت کی خود نہین ثابت نہ کہ حضرت رسول کا
حکم دینا جیسا کہ صاحب تحفہ نے فرمایا ہے اسواسطے کہ جب حضرت ابوبکر
بحکم عائشہ نماز کو تشریف لے گئے تو جب رسول خدا کو خبر ہوئی تو بڑی مشکل
سے تکیہ عصا پر کرکے بعض صحابہ مثل عباس و حضرت امیر کو ہمراہ لیکر مسجد مین تشریف
لیگئے اور اونکو اشارہ سے پیچھے فرماکر خود نماز پڑہی پس اگر وہ لائق امامت
ہوتی تو معزول کیون کرلیتے اور تاہم اگر امامت انکی ثابت ہی ہوگئی تو شاید
اہلسنت کے نزدیک ہوگی جیسا کہ خلافت اونکے نزدیک ثابت ہے شیعہ کو
توجب ہی انکی خلافت کا یقین ہو کہ جب اونکے کتب مین اونکے راویونسے
کوئی فضیلت بہی ثابت ہو اور یہ فرمانا بعض حضرات کا کہ خلیفہ صاحب
کے فضائل و مناقب ایک پلہ مین رکھے جاوین اور یہ مطاعن
ایک پلہ مین تو پلہ فضائل کا بھاری ہوگا یہ محض خیالی پلاؤ پکانا ہے اسواسطے
کہ مطاعن تو اونکے کتب اہلسنت سے ثابت ہونا بمنزلہ اسکے ہے کہ تمام دنیا کے

مطاعن اون مین تھے جب تو باجود طرفداری اور بانٹنے خلافت اور محبّت کے پھر بھی سب نہ چھپ سکے کچھ نہ کچھ طشت از بام ہوئی گئے اور فضائل اور مناقب تو صرف دوستی کی وجہ سے بہت کچھ بن سکتے ہین اسیوجہ سے ہم اون فضائل کو حضرت علیؓ کے جو خاص کتب شیعہ سو ثابت ہوئے ہین کبھی مقابلہ مین حضرات اہلسنت کے پیش نہین کرتے صرف اون فضائل کو پیش کرتے ہین جو اونھین کے کتب سے ثابت ہین اور علی کی عیوب اونکے وہی کتب شیعہ سے ثابت ہوتی تو جب بھی ایک بات تھی اور اگر ایک دو فضایل بھی ثابت ہوتی تو علی کی ایک فضیلت مقابلہ کر سکتی تھی اون سب کے سب فضائل سو اور علی کے عیوب اگر ایک دو بھی کتب معتبرہ شیعہ سے ثابت ہو جاتے جب بھی بات تھی پس مطلب تو یہی ہے کہ علیؓ کے فضائل بہ اقرار اہلسنت ثابت ہین اور معائب شیعہ کے نزدیک ثابت نہین پس جمع کا فائدہ یہ ہوا کہ اجماع تمام عالم کا اونکے فضل پر ہوا اور مطاعن خلفاء ثلثہ کے ثابت اونھین کے پیرؤنکے کتب سے ہین پس لا اقل یہ ہوا کہ وہ لیاقت خلافت ایسے صاحب فضائل کے سامنے اور بمقابلہ نرکھتے تھے اور بعد اسکے کہ حضرت نے حکم امامت نماز دیا ہو تو بنا بر مذہب مختار اہلسنت کے کوئی فخر اونکے واسطے نہین کیونکہ یہ حدیث مشہور اور معمول بہ علماے اہل سنت ہے صلّوا خَلْفَ کُلِّ بِرٍّ وَفَاجِرٍ یعنے ہر نیکوکار اور بدکار کے پیچھے نماز پڑھو پس کچھ اس سے فائدہ نہین پہنچ سکتا ہے اور یہی اگر مانا جاوے تو محض فرضی ہے نہ اور کچھ بہر کیف پھر نماز اور تجہیز جیش اسامہ مین کیا فرق ہے اسو اسطے کہ اگر حکم نماز بھی ہوا تو ایک دو وقت کے واسطے نہ کہ زندگی کے واسطے اوس وقت کی نماز کے

بعد جیش اسامہ مین شریک ہوتے اور تخلف تو باقی رہا اور اسکو جناب سید مرتضی
نے فرمایا ہے اور ابن الحدید نے اسے پسند بھی کیا ہے اور حکم امامت ہوا
تھا تو پہلے بنا بر روایت عائشہ کے اور تجہیز جیش اسامہ بعد پس یہ ناسخ
حکم سابق ہوا اور نسخ جسطرح کہ قول سے ہوتا ہے فعل سے بہی ہوتا ہے اور
یہ کہنا کہ حضرت ابو بکر حفاظت مدینہ کے لیے کفار سے متخلف جیش اسامہ
سے ہوے تو اس سے اونکو کوئی رستگاری تشنیع سے نہین ہوتی اسواسطے کہ حکم
اونکو حفاظت کا نہین ہوا تھا اور تخلف سے منع کیا گیا تھا اور جو اون سے زیادہ
بہادر اور شجاع تھے وہ لوگ حفاظت کیواسطے روک لیے گئے تھے پس یہ
کون تھے اپنی راے کو رسول خدا کی راے پر ترجیح دینے والے اور منجملہ
اونکے عدم تولیت حضرت اول ہے کسی امر دین مین اور تولیت کرنا رسول خدا
کا انکے غیرونکا ثابت ہے اور متولی نہونا کسی امر مین ظاہر ہے اور بعض غزوات
مین علم ہدایت شیم اگرچہ انہین دیا گیا مگر اوسکا اثر یہی ہوا کہ پہر کر چلے آئے
اور کوئی کار برآری نہوسکی چنانچہ سب مین زیادہ مشہور قصہ خیبر ہے کہ ان حضرتکو
علم ملا اور سردار لشکر محاربہ کو گئے اور شکست کھاکر تشریف لے آئے
جیسا کہ تمامی کتب معتبرہ سیر و اخبار اور کتب احادیث مین مذکور ہے حاجت
باستشہاد نہین رکھتا اور ابن تیمیہ نے تو انکار ہی کیا ہے کہ خیبر مین علم سواے
حضرت علی کے کسی کو ملا ہی نہین جیسا کہ منہاج الکرامہ کے جواب
مین کہا ہے کہ صحیح مین یہ ہے کہ علی موجود نہ تھے خیبر مین اور سب غزوہ
خیبر مین شریک تھے پس یہ امر شاق ہوا حضرت پر کہ پیغمبر خدا سے جدا ہین

پس تشریف لاکر ملحق ہوے فرمایا تھا پیغمبر نے قبل موجودگی حضرت امیر کے لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَةَ رَجُلًا یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ اور قبل اسکے علمداری نہ متعلق ابوبکر تھی نہ حضرت عمر اور نہ کوئی علم کے قریب گیا تھا اون دولوں مین سے خلاصہ یہ کہ ریاست لشکر سے خیبر مین بعض منکر ہین اور بعض کہتے ہین تو وہ یہ کہتے ہین کہ رجع منهزمًا یعنی شکست کھاکر پھر آئے پس یہ منقصت ہے نہ کہ فضیلت اور اسیطرح وادی الرمل مین بعد غزوہ تبوک کی حضرت کے سرداری ملی اور بجز انهزام اور شکست کے کچھ فائدہ نہوا جیساکہ حبیب السیر مین مذکور ہے کہ جب حضرت ابوبکر وہان پہنچے کفار نے یکبارگی حملہ کیا سپاہ اسلام کو انہزام ہوا اوسوقت جناب رسول خدا نے ایک علم حضرت عمر خطاب کو دیکر روانہ کیا اور فاروق اعظم بھی مثل صدیق اکبر کے منہزم ہوے پھر عمر عاص متکفل اوس مہم کا ہوا بغیر مہم فتح کیے ہوئے پھر آیا اور مدینہ مین پہنچا بعد ازان جناب رسول خدا نے واسطے جناب ولایت مآب مرتضوی کے ایک علم منعقد فرمایا اور اوس جناب کو ایک طایفہ پر سردار کیا اور حکم دیا شیخین کو کہ اوس سفر مین حضرت کے حکم کے موافق کام کرین اور حضرت امیر کے خلاف کوئی بات نکرین اور خود مسجد احزاب تک واسطے رخصت حضرت امیر کے تشریف لائے اور حضرت کے واسطے دعائین کین اور وادی رمل کیطرف روانہ فرمایا حضرت مرتضی علی شب کو روانہ ہوتے تھے اور دن کو راستہ سے علیحدہ کسی مقام پر قیام فرماتے تھے عمر عاص نے یہ حالت دیکھکر خیال کیا کہ

حضرت کو ظفر و فتح ہوگی ابلیس چاہا اوس نے کہ اس مہم کو تباہ کرے تا کہ
حضرت کو فتح نہو بنابر اسکے شیخین سے کہا کہ اس راہ مین جانوران درندہ
بہت ہین اور اسمین خطرہ ہے مصلحت یہ ہے کہ جانب اعلے سے مشرکونکی
سر پر پہنچین اور شبخون مارین ابس شیخین نے یہ بات حضرت علی سے کہی
حضرت نے اس رائے کو پسند نہین فرمایا اور خاطر جمع اون لوگونکی کی اور
فرمایا کہ طریق فہم داوے سے دشمنونسے ہم انتقام لینگے اور جس راہ سے عمر
عاص نے رائے دی ہے وہ مقام مطلب برآری کا نہین ہے لاجرم صدیق اکبر
و فاروق اعظم نے پھر کچھ نہ کہا اور سکوت کیا اور عمر عاص مضطرب ہوکر
لشکر بھر کی تخویف کرنے لگا اور حضرت کی موافقت سے سبکو منع کرتا تھا
لیکن اوسکے کلام پر لوگ ملتفت نہوے اور حضرت موافق رائے اقدس
اپنی کے راہ طے کرتے تھے صبح کو اوس قوم کے سر پر پہنچ گئے اور ذو الفقار
آبدار سے قتل و قمع اون گروہ کفار کا کرنا شروع کیا تا اینکہ اونھین تاب مقابلہ
نرہی مانند خفاش شعاع آفتاب سے فرار کیا اور حضرت کو فتح ہوئی اور سورہ
والعادیات نازل ہوا اور حضرت رسول خدا نے بشارت فتح فرمائی جبکہ
حضرت امیر المومنین کو فراغت حسب دلخواہ ہوئی تو مدینہ طیبہ کیطرف مراجعت
فرمائی جناب رسول خدا نے اصحاب کو استقبال کا حکم دیا اور خود سبکے
آگے آگے روانہ ہوے جبکہ حضرت امیر نے رسول خدا کو دیکھا پیادہ پا ہوے
حضرت نے فرمایا یا علی سوار ہو کہ خدا اور رسول تمسے راضی ہین حضرت امیرؑ
یہ بشارت سنکر مارے خوشی کے گریان ہوے رسول خدا نے فرمایا کہ

یاعلی اگر مجھے خوف اسکا نہوتا کہ تیرے بارہ مین میری امت کے لوگ وہ
کہنے لگین گے کہ جو نصارا حضرت عیسےؑ کو کہتے ہین تو ایک کلام تیری باب
مین کرتا کہ تو کسی گروہ مین نگذرتا مگر یہ لوگ تیرے پاؤنکے نیچے کی مٹی لیتے
پس بنظر انصاف ملاحظہ ہو کہ ان روایات سے منقصت حضرت ابوبکر کی
پیدا ہوتی ہے یا فضیلت اور حضرت امیرؑ کی فضیلت ہے یا منقصت اور
اس روایت سے عناد عمر عاص کا حضرت سے اور کم عقلی شیخین کی ذراسی
بات سے ثابت ہوتی اور کلام عمر عاص کو کہ جو سراسر باطل تھا بسمع قبول سُن لیا تا اینکہ
حضرت ہی کو رائے دینا شروع کی الیٰ غیر ذالک من الامور ظاہر ہوے
اور اس روایت سے تامیر عمر عاص کی بہی ظاہر ہوئی اور ذات السلاسل مین بہی عمر
عاص کو حضرت نے امیر کیا اور شیخین کو اسکی متابعت کا حکم دیا جیسا کہ
روضۃ الاحباب مین مذکور ہے کہ عمر عاص لے ذات السلاسل مین کہا کہ
کوئی اپنی جگہہ اگ روشن نکرے نہین تو مین اوسے اگ مین ڈالونگا
اور ایک روایت مین ہے کہ حضرت فاروق لنے عمر عاص پر اس بارہ
مین انکار کیا اوسنے کہا کہ اے عمر تمہین رسول خدا لنے کیا اسکا حکم نہین
دیا ہے کہ میری بات سنو اور اطاعت کرو جواب دیا کہ ہان پس کہا کہ اوس
حکم کا امتثال کو اور ابوبکر لنے فاروق سے کہا کہ عمر عاص کو چھوڑ دو بدرستیکہ
رسول خدا لنے اوسکو ہمپر امیر نہین کیا مگر اسواسطے کہ وہ مصالح جنگ کو بہتر
جانتا ہے اور اسیطرح فتح الباری مین مذکور ہے پس اس سے ثابت ہو کہ
عمر عاص کو شیخین پر حضرت لنے امیر کیا اور اسیطرح اسامہ کو شیخین پر امیر کیا

پس سردار کو ضرور فضیلت ہوتی ہے جیسا کہ بدیہتہً ظاہر ہے لہذا معلوم ہوتا
کہ عمر عاص اور اسامہ کو شیخین پر فضیلت تھی اور حضرت امیر کو اسامہ پر اور
عمر عاص پر فضیلت تھی جیسا کہ شروع بحث مین مذکور ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ علی کو
شیخین پر فضیلت تھی اور بروایت روضۃ الاحباب وغیرہ یہ امر معلوم ہوا کہ حضرت
ابوبکر نے اقرار کیا عمر عاص مصالح جنگ کو ہمسے بہتر جانتا ہے اور سیاست
مدن عمدہ شرط امامت ہے پس معلوم ہوا کہ سیاست مدن مین انسے بہتر
لیاقت عمر عاص کو تھی اور غزوہ وادی الرمل کے حال سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت
امیر کو عمر عاص سے بہتر سیاست مدن معلوم تھی پس حضرت امیر کو شیخین سے
بدرجہا زیادہ سیاست مدن حاصل تھی لہذا عدم لیاقت سیاست مدن مانع لیاقت خلافت
خلیفہ صاحب ہوئی اور عمر عاص کی خلافت کا اعتقاد اسی لازم نہین آیا کیونکہ
خلافت کے واسطے چند امور اور بھی ضروری ہین نہ فقط علم بہ سیاست مدن
اور اسامہ کو ریاست ابوبکر و عمر پر دیکر تسلی و تشفی اوسکے باپ کے قتل کی منظور تھا
اور اس سے یہ ضروری نہین ہے کہ جو اسامہ سے افضل ہو اوسی پر جب اسامہ کو رئیس
کرین تو تسلی ہو اور نہین تو نہو ورنہ چاہیے تھا کہ حضرت امیر پر رئیس کیا جاتا اور
یہ کہنا کہ سردار و امیر کرنے سے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ کے افضیلت نہین ہوتی
تو یہ بالکل بے سروپا بات ہے اسواسطے کہ اول عقل اور بداہت شاہد ہے
کہ امیر کو مامور پر فضیلت ہے اور رسول خدا خلاف کوئی بات نکرتے تھے دوسرے
یہ کہ احادیث بکثرت موجود ہین جسمین مذمت ہے امیر کرنیکی غیر افضل کی
افضل پر چنانچہ جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع مین نقل کیا ہے کہ حضرت سلمان نے

فرمایا کہ ایما رجل استعمل رجلاً علی عشرۃ انفس الخ یعنے جو شخص کہ
شخص کو دس آدمیون پر امیر کرے اور جانے کہ دس مین اوس
امیر سے کوئی شخص افضل ہے پس بدرستیکہ خیانت کی اوس نے خدا
رسول خدا اور جماعت مومنین کے بیتین اور شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا
حاکم سے روایت کی کہ عبد اللہ ابن عباس نے رسول خدا سے روایت کی
فرمایا حضرت نے من استعمل رجلاً فی اصابۃ فی ملک العصابۃ من
ھو ارضی للہ فقد خان اللہ وخان رسولہ وخان المومنین ترجمہ
یعنے جو شخص کسی جماعت پر کسی شخص کو امیر کرے اور اوس جماعت مین وہ شخص
کہ جو راضی تر ہے نزدیک خدا کے پس بدرستیکہ خیانت کی خدا اور رسول و مومنون
کی پس ثابت ہوا کہ ریاست کرنا غیر افضل کی افضل پر عقلاً و نقلاً مذموم
پس رسول خدا کب اسکے خلاف فرماتے پس اسامہ و عمرو عاص کی تفضیل
شیخین پر ثابت ہوئی اور حضرت امیر کی تفضیل اسامہ و عمرو عاص پر ثابت ہو چکی پس افضلیت
حضرت امیر کی شیخین پر ثابت ہوئی پس شیخین کا ظلم ہوا اور منجملہ اونکے یہ امر ہے
کہ رسول خدا نے تو کسی کو خلیفہ نہین کیا اور خدا نے بھی کسیکے خلیفہ کرنیکا حکم
نہین دیا پس حضرت ابو بکر نے کیون خلیفہ حضرت عمر کو مقرر کیا اور ابن حجر نے
صواعق محرقہ مین یہ روایت کی ہے مسلم و بخاری سے کہ جب لوگون نے عمر کو زخمی
مارا تو اونھون نے فرمایا کہ اگر مین خلیفہ کرون پس بدرستیکہ خلیفہ کیا اوس شخص
نے کہ جو مجھہ سے بہتر تھا یعنے ابو بکر اور اگر نہ کرون خلیفہ تو نہین کیا خلیفہ اوس
شخص نے کہ جو مجھہ سے بہتر تھا یعنے رسول خدا پس بنابر اسکے معلوم ہوا کہ رسول

خلیفہ نہین کیا اور ابو بکر نے خلیفہ کیا تو یہ فعل خلاف رسول خدا کام کیا
اور یہ جواب دینا کہ رسول خدا انکو واقف تھے کہ لوگ سواے ابوبکر کے
کسی کی خلافت پر راضی نہونگے تو پھر تعین خلیفہ سے کیا فائدہ اور خدا کے
علم مین گذر چکا ہے کہ خلیفہ ابوبکر ہونگے پس یہ سراسر خبط کی بات ہے اسواسطے
کہ خدا کو تو ضرور یہی علم ہے کہ جو کفار تھے مثل ابوجہل وغیرہ کے وہ کبھی
ایمان نہ لائینگے اور رسول خدا بھی جانتے تھے وہ ایمان نہ لائینگے پس بیکار
تھا کہ اونکی دعوت مین اسقدر اہتمام کیا گیا خدا کی مرضی پر چھوڑ دیا ہوتا
کچھ منہ سے نہ کہتے جہاد مین جو فتح ہونے والی تھی وہ ہو ہی جاتی پس یہ مسئلہ
راجع تقدیر کے مسئلہ کیطرف ہے اوسکی بحث کا یہ موقع نہین اور منجملہ
اونکے اقرار جناب ابوبکر ہے خطبون مین آنحضرت کے کہ اِنَّ لِی شَیطَاناً
یَعتَرِینِی فَاِذَا زِغتُ فَقَوِّمُونِی جیسا کہ اکثر علمار اہلسنت نے نقل کیا ہے
مثل ابن تیمیہ صاحب اور کنز العمال نے اور ریاض النضرہ مین محب الدین
طبری نے اور ابن ابی الحدید وغیرہ نے مختلف الالفاظ متفق المعنی ذکر کیا
ہے اور فضائل مین شمار کیا ہے پس جو شخص کہ متابعت شیطان کا خود
قائل ہے اور رعیت سے اصلاح حال چاہتا ہے وہ کب حاکم ہو سکتا ہے
اور معاذ اللہ پیغمبر و نکا ہضم النفسہ اور اسیطرح آئمہ ع کے کلمات اپنی مقامات
عبودیت وغیرہ مین اونسبت عصیان اپنے نفس کیطرف دینا اور اسیطرح آیات
قرآنی جسمین عصیان و غوایت وغیرہ پیغمبرونکی طرف منسوب ہوئی ہین پس وہ سب اول ہین اور ادلتہ تعلیم
غیر معصوم کے واسطے کہ جبکہ معصوم اپنے تئین ایسا گنہگار تصور کرتے ہین تو

غیرونکو کسقدر اپنے تئین سمجھنا چاہیے اور وہ سب ماول ہون گے اسلیے کہ
جبکہ عصمت انبیا علیہم السلام کی ثابت ہے تو وہ کلام ماول کہ جبسے عدم عصمت ثابت ہوتی ہے
ضرور ماول ہون گے جسطرحپر کہ مثلاً ثابت ہوگیا ہے کہ خداوند عالم جسم و جسمانیت
سے منزہ ہے پس جسقدر آیات قرآن مین مخالف اس معلوم کے پائے جاوینگے
ضرور ماول ہونگے مثل آیہ ید اللہ فوق ایدیھم یعنے ہاتھ خدا کا اونکے
ہاتھ کے اوپر بلند ہے اور الرحمن علی العرش استوی یعنے رحمن عرش پر مستوی ہوا یا
انا فتحنا لک فتحاً مبیناً لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر یعنے
پیغمبر خدا جنکی عصمت قطعاً ثابت ہے اونکے گناہان آیندہ و گذشتہ کا بخشا
جانا یعنے چہ پس لامحالہ ماول ہونگے اسیطرحپر کلام حضرت امیر اور کلام حضرت
سجاد وغیرہ ماول ہونگے کیونکہ عصمت انکی ثابت ہوچکی ہے ولیکن کلام
حضرت ابوبکر کا پس تاویل کی گنجائش نہین اسواسطے کہ عصمت کے نہ وہ
خود مدعی تھے نہ کوئی امت مین اونکی عصمت کا مدعی ہے پس لامحالہ
اونکا کلام محمول ظاہر پر ہوگا اسواسطے کہ بتصریح بعض علماء اہلسنت بہی معلوم
ہوتا ہے جیسا کہ بعض کتب مین ابن جوزی کے آخر کلام مین ہے
کہ انما یأول کلام المعصوم ولو فتح باب تاویل کل کلام ذا ھو لم یکن
فی الارض کافر ابدا یعنے نہین تاویل کیا جاتا مگر کلام معصوم اور
اگر دروازہ تاویل کا کھولا جاوے تو تمام روے زمین پر کوئی کافر نہوگا کبھی
اور یہ ظاہر ہے مثل آفتاب کے اور حضرت امیر کی عصمت کتب اہلسنت
سے بہی ثابت ہے جیسا کہ فخر رازی نے تفسیر کبیر مین ذکر کیا کہ حضرت علی

جہر بہ بسم اللہ کرتے تھے اور پھر کہا ہے کہ وَمَنِ اقْتَدٰی بِعَلِیٍّ فَقَدِ اهْتَدٰی
وَاَصَابَ الْحَقَّ یعنے جو کہ علی کی اقتدا کرے پس وہ راہ یافتہ اور حق پر ہے
وَالدَّلِیْلُ عَلَیْهِ قَوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهٗ اور دلیل اسپر قول رسول ہے
کہ دعا کی اونھون نے علی کے واسطے کہ خداوندا پھیر حق کو جدہر علی پھرے اور اس
قول سے صاف صاف عصمت حضرت امیر ثابت ہے بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا
ہے کہ علی مسائل فروعیہ مین خطا فی الاجتہاد بھی نہین کرتے تھے اور اسیطرح
اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ یعنے سب مین اصحاب کے قاضی تر یحق علی ہے جیسا کہ ابن ماجہ
والنسائی وغیرہم نے ذکر کیا ہے دال ہے عصمت پر حضرت امیر کے اور صدہا اقوال
علماء اہلسنت سے عصمت ثابت ہے اور اسیقدر کافی ہے کہ دعوہ عصمت
حضرت امیر نے کیا اور کوئی مدعی عصمت بھی نہین ہوا اب انشاء اللہ تعالے
مطالب اور حالات باقیہ خلیفہ اول اور باقی خلفا کے ہم حصہ ثالث کتاب
ہذا مین لکھینگے اگر فرصت زمانہ نے دی یہان پر اوس مسئلہ کو لکھنا موافق وعدہ
کے جیسا کہ ہمنے وعدہ جنگ کا سب مذاہب سے کیا تھا مناسب سمجھتے مین
وہ یہ ہے کہ دنیا بھر مین بہت سے مذاہب مین اول دہریے دوسرے حکما
تیسرے بت پرست چوتھے یہود پانچوین نصارا چھٹے مسلمان مسلمانون
مین بہت سے فرقہ ہین سواد اعظم اونمین اہلسنت ایک فرقہ حقہ شیعونکا
وہ اثنا عشری ہے بہ غیر انکے اور علاوہ مذاہب مذکورہ اور بھی مذاہب ہیں
مگر بہت نادر الوجود ہونگے اونکا تو بحث ضروری نہین اور شاید اصل اصول
ان جملہ مذاہب سے یہی مذاہب مذکورہ ہین کیونکہ اگر خدا کے منکر ہین تو

دو حال سے خالی نہین یا بت پرست ہین یا دہریے ہین نجوم و اتفاق اس مین
داخل ہین اور شو پرست و حجر پرست آفتاب پرست و آتش پرست وغیرہ
سب داخل منکر خدا ہین اگر مقر خدا ہین تو یا منکر نبوت مطلقہ ہین تو حکما ہین
یا مقر نبوت مطلقہ ہین لامحالہ کسی نبی کو قبول رکھتے ہونگے اون مین سے
مشہور فرقہ بہی تین ہین یہود جو قائل حضرت موسیٰ کے ہین نصاریٰ جو کہ
قائل حضرت عیسےٰ کے ہین مسلمان جو کہ قائل نبوت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
آلہ ہین پس اس سے باہر کوئی مذہب نہ ٹھہرا اب ان سب مین ہمکو جانچ کرنا چاہیے
کہ کون مذہب صحیح اور سچا ہے لہذا پہلے ہمنے مذہب منکرین خدا سے بحث کی
پس معلوم ہوا کہ ممکنات جملہ چیزین ایک مجموعہ ہے اور علت شے کی خارج
شے سے ہونا چاہیے پس لامحالہ وہ علت اگر ممکن ہوگی یعنی جسکا وجود و عدم جائز ہو تو اسی مجموعہ
مین داخل ہوگی اور اگر خارج ہی تو ممکن نہوگی اگر ممکن ہوگی تو یہ مجموعہ ناقص ہوا حالانکہ
فرض تمام و کمال ممکنات کا مجموعہ فرض کیا ہے پس لامحالہ خارج ہوگی اور
ممکن نہوگی پس یا واجب ہوگی اور وہی مطلوب ہے یا ممتنع ہوگی یعنے جسکا
وجود جائز نہو اور جو چیز خود معدوم ممتنع ہے وہ موجودگی علت کیا ہوگی لہذا یقیناً
ثابت ہوا کہ علت جملہ ممکنات کی واجب تعالےٰ ہے اور اسیطرح یہ دلیل
بہی کافی ہے کہ ممکن وہ ہے کہ جسکا وجود و عدم بالذات برابر ہو کسیکو کسی پر
مطلقاً ترجیح نہو پس ایسی چیز کا وجود بغیر کسی مرجح کے نہوگا اور مرجح خود
ذات ہو نہین سکتی ورنہ خلاف مفروض لازم آوے گا اسلیئے کہ فرض کیا
ہے کہ وہ دونو پہلوؤن مین یعنے عدم و وجود مین برابر ہو پس یا تو اسکی

علت واجب ہوگی اور وہی مطلوب ہے یا علت اوسکی ممتنع ہوگی
اور ثابت ہو چکا ہے کہ معدوم محض علت موجود ہو نہین سکتا پس لامحالہ
علت اوسکی خود ممکن مثل اوسکے ہوگی اور وہ بھی محتاج دوسری کی ہوگی
اسیطرح پر الیٰ غیر النہایہ اور یہ مستلزم تسلسل ہے اور تسلسل امور
موجودہ مرتبہ بالفعل مین محال ہے بدلیل تطابق و تضاعف و تضایف
برہان سلمی وغیرہ جیسا کہ اپنے مقام پر مذکور ہے اور اگر خدا نے توفیق عطا
فرمائی اور مہلت زمانہ سے ملی تو حصہ اول مین ان ادلہ کامعہ دیگر متعلق
براہین وجود باریتعالےٰ عزاسمہ ہم بیان کرینگے یہان پر صرف اسیقدر
کافی ہے اس دلیل سے لابد انتہا واجب کیطرف ثابت ہوئی یہی مطلوب
ہے کہ مذہب دہری باطل ہے اور واجب الوجود کا مان لینا نہایت
لازم اور ضروری ہے اب مذہب دہریہ باطل ہوا مذہب حکمار سے مقابلہ کیا
گیا اونکو قائل بوجود واجب تعالےٰ عزاسمہ پایا مگر ساتھہ اسکے ایسی ایسی
باتین اونھون نے قبول کین کہ جس سے اونکا بطلان مذہب مسلم ہوگیا
یعنے اصل ثبوت مذہب تاریخ و کتاب و بیان روایات و حکایات
سے تو ہو نہین سکتا کیونکہ ہر شخص اپنے اپنے کتب کی تصدیق کرتا ہے
اور اپنے راویون کو سچا جانتا ہے پس اسے کیونکر دوسریکو جھوٹا اور اپکو
سچا سمجھا جاسکتا ہے جیسا کہ ہنود مثل اپنی کتھی و سنسکرت و حکایات
برہمنان وغیرہ کو حد سے بڑہ کر سچا سمجھتے ہین اور اوسی پر عمل کرتے ہین ــ
اور دوسرون کو بالکل جھوٹا جانتے ہین بلکہ لعن و طعن کرتے ہین اسیطرح

نصارے اپنے سامنے اور اپنے مذہب کے آگے کسیکے مذہب کو اچھا
نہین سمجھتے بلکہ بے عقل و بد دین جانتے ہین اور مسلمان جملہ مذاہب کو پوچ
سمجھکر مذہب اسلام کو مانتے ہین اور اپنے اپنے رواۃ و اہل تواریخ و قران
سے اپنی حقیت ثابت کرلیتے ہین اور اسیطرح مسلمانونمین شیعہ اپنے تئین
حق پر کہتے ہین اور سنی اپنے تئین حق پر بتاتے ہین اور آپس مین ان سب
کے ضرور مخالفت ہے اور جبکہ دو چیزین ہونگی تو لا محالہ ایک حق ایک باطل
ضرور ہوگی اسلیے کہ اجتماع نقیضین محال ہے بالبداہتہ اور مذاہب مختلفہ
اسی عنوان سے ہین کیونکہ ایک ہی چیز صادق ایک شخص کے نزدیک
اور کاذب دوسرے کے نزدیک ہے اور ضدین ایک ہی اعتبار سے صادق نہین ہوسکتی اسلیے
کہ صدق و کذب مین تنافی ہے صدق مطابقت شے بواقع ہے اور کذب
عدم مطابقت شے بواقع ہے اور دونو ساتھی ایک شے مین نہین ہو
سکتے پس لا محالہ انمین سے ایک سچا ہوگا اور حق پر ہوگا اور دوسرا جھوٹا
اور باطل پر ہوگا اور کوئی کسیکو اپنی کتاب سے الزام دیکر اپنا صدق ظاہر
نہین کرسکتا مثل اسکے کہ نصارے کہین کہ ہماری انجیل مین دین ہمارا
برحق لکھا ہے مسلمان کہین ہمارے قرآن مین دین ہمارا برحق قرار پایا ہے
نصارے پھر کہین کہ قرآن مین جو کچھ ہے وہ غلط ہے مسلمان کہین
انجیل مین جو کچھ ہے وہ غلط ہے پس یہ جھگڑا کسیطرح فیصل نہو الہذا
انصاف یہ چاہتا ہے کہ کوئی معیار ایسی نکالی جاوے کہ جسے حق و ناحق
کھوٹا کھرا معلوم ہوجاوے اور وہ معیار مسلمات سے ہو یا برہان و دلیل سے

ثابت ہوگئی ہو پس وہ معیار نہیں ہے مگر واجب الوجود کا تسلیم کرنا پس ہنود و
بت پرست وغیرہ کا مذہب ہے باطل ہے بجہت اسکے کہ وہ قائل بوجوب واجب
الوجود نہیں اور وجود اوسکا بذریعہ برہان و دلیل ثابت کردیا گیا اور حکما اور اہل کتاب
واجب الوجود کے قائل ہین پس اگر اونکی بنا پر واجب الوجود واجب الوجود باقی
رہ سکی البتہ اون کا مذہب حق ہے نہیں تو نہیں ہے لہذا ہر مذہب مین
جانچ کیجئے جسمین باقی رہنا واجب الوجود کا پایا جاوے وہ مذہب حق ہے
ورنہ باطل سمجھا جاویگا حکما قائل بواجب الوجود ہو کر منکر نبوت ہوگئے اور جبکہ
انکار نبوت ہوا تو خدا واجب الوجود نہ رہا اسلیئے کہ واجب الوجود وہ ہے
جو جملہ صفات بد اور قبائح سے بری ہو اور تمام صفات کمالیہ سے متصف ہو اور منجملہ صفات کمالیہ
عدل ہے اور عدل کے معنی یہ ہین کہ ہر شخص کو اور ہر شے کو اوسکے قابل تکلیف دیکر
اوسکا امتحان لیکر اوسے راحت یا زحمت دینا کیونکہ اگر سب کو راحت
ہی ملے تو نیکوکار اور بدکار یکسان ہووے یہ ترجیح بلا مرجح بلکہ ترجیح مرجوح ہوگی
پس ضرور ہوا کہ کوئی سفیر اور رسول قرار پاوے کہ وہ بذریعہ وحی و الہام پیغام
خدا بندون کو پہنچائے تاکہ اوسکی رضا و غضب سے مطلع ہو کر اگر موافق حکم کام کرین
قابل انعام و اکرام ہون والا ملعون و بدنام و ناکام ہون لہذا نبوت مطلقہ
ضرور ثابت ہوئی اور ادلہ اس مطلب کے حصہ اول مین بیان ہونگے یہ محل اونکے
بیان کا بلحاظ طول نہیں ہے بہرکیف منکرین نبوت مطلقہ کے یہان جب
انکار نبوت ہوا تو خدا کا لطف و عدل جو کہ لازم واجب الوجود ہے نہ ہوا بلکہ ذات واجب الوجود
بعدم لطف و عدل اور عدم لطف و عدل جو کہ مذموم و قبیح ہے اوس سے متصف ہوا پس واجب

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الحمد للہ والمنہ کہ بفضل ایزد سبحانی برائے ملاحظہ ارباب سخندانی مسمی بہ

الہام ربانی

من تصنیفات عالی جناب معلی القاب عین الاعیان عمیم الامتنان
منبع الشان رفیع المکان جناب حکیم محمد جعفر صاحب دام عمرہ وعزہ ودولتہ واقبالہ

بتاریخ ۱۹ ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۱۹ ہجری

مطبع خاص اثنا عشری سید عابد علی رضوی

جملہ فروشات بنام
سید شمشاد علی و سید امداد علی تاجران کتب
چوک سبزی منڈی لکھنؤ ہونی چاہیئے

قیمت فی جلد ۳/

پہلی مرتبہ

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا

الہام ربانی

سنہ ۱۳۰ ۱۹ ہجری

در مطبع اثنا عشری باہتمام سید عابد علی طبع شد

تعداد جلد ۴۰۰ قیمت فی جلد ۵/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اما بعد واضح ہو کہ میرے بعض احباب نے رسالہ تائید غیبی مولفہ محمد عبد السمیع صاحب حنفی بنارسی کے
جو درباب قصہ فدک تحریر کیا ہے اور علماء شیعہ سے ابتداءً خود چھیڑ چھاڑ کرکے متر صد
جواب وشرح وبیان اس قصہ کے ہوئے جواب لکھنے کی مجھسے فرمایش کی ہر چند مینے عذر کیا
کہ مناظرہ کرنا مخالفین سے بے سود ہے کیونکہ تحقیق صواب وقبول حق تو اونکو منظور نہین بعض
عناد وقلبی وبعض حرص مال وجاہ اور بعض محض رفع گمنامی کے لئے مناظرہ کیا بلکہ مجادلہ کرتے ہین
اور نتیجہ اوسکا بجز شر وفساد کے اور کچھہ نہین ہوتا خصوصاً مولف رسالہ ہذا سے جن کی لاعلمی
کتب فریقین بلکہ کتب درسیہ سے اونکی تحریر سے ظاہر ہے اور مقصود اونکا کہ عوام الناس
مین مشہور اور ممتاز ہو جائین آپ لوگون پر بخوبی روشن ہے مگر وہ لوگ اصرار سے باز نہ آئے
لہذا چند کلمے بسبیل اختصار وارتجال لکھے کہ آزردن دل دوستان جہل است وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی صرف قلوبنا نحو الایمان ونور عقولنا بنور صحۃ الاعتقاد

ولاذعان والصلوٰۃ والسلام الاتمان علی نبیہ مبلغ امرہ ونہیہ والاستحسان وعلی الہ وصحبہ مصادر الہدایۃ والایقان ضاعف اللہ اجورہم عند وزن الاعمال فی المیزان اما بعد واضح رائے ناظرین ہو کہ ۱۳۱۲ ہجری مین ایک اشتہار سمے بہ ائینہ حق نما مطبوعہ سہارنپور جو کسی متعصب ہٹ دہرم ذریت ال سبا نے شایع کیا تہا مطالعہ مین آیا جس مین طرح طرح کے الزامات اہلحق پر بدگور اور قسم قسم کے اتہامات پیشوایان اہل سنت پر مسطور تھے بعد تحقیق وتفتیش کے حقیقت اوسکی کنسج العنکبوت مکشوف ہوئے مشتہر نے محض افترا پردازی اور کذب شعاری کو کام فرمایا ہی لکتب محولہ اکثر وہ ہین کہ جنمین صحت کا التزام نہین عند المحققین ہر روایت اوسکی لائق احتجاج نہین کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ ازجملہ مفتریات مشتہرہ کے قصہ فدک ہے یہ ایسا قضیہ ہے کہ از قدیم الایام الی الآن چلا آتا ہے ہمیشہ قیل وقال مابین الفریقین واقع رہے سیکڑون کتب ورسائل مرتب ہو چکے ہنوز روز اول ہے ہر فرد بزعم خود بجانب حق ہے کل حزب بما لدیہم فرحون ہر فریق کو بجاے خود گفتگو باقی ہے اگرچہ علماء اہلحق حضرات اہلسنت وجماعت سلفا وخلفا وترنا بعد قرن وزمانا بعد زمان وقتا فوقتا تحریرا وتقریرا مخالفین کے شبہات کا جواب دندان شکن ملکہ گردن زدن دیتے چلے آتے ہین اور مخالفین برک پر زک اوٹہاتے آئے اور شکست پر شکست کھاتے جاتے ہین مگر ابناے زمانہ ہنوز نعرہ ہل من مبارز زبان پر لاتے ہین ہر فرد فرقہ شیعہ اپنے ہر جلسہ وجماعت مین یہی کہے جاتی ہین کہ خلیفہ اول نے فدک غصب کر لیا اور حدیث لانورث وضعی پیش کر دیا باوجودیکہ کتب معتبرہ شیعہ مین اس مضمون کی حدیثین بروایات آئمہ موجود ہین لیکن حبک الشئ یعمی ویصم دیدہ ودانستہ اوس سے چشم پوشی اور عدول ہے علاوہ برین کتب اہلسنت مین باسانید صحیحہ بروایات صحابہ منقول ہے اور شاہد عدل اوسپر آئمہ ہدایت موجود ہے

کماستذکر انشاء اللہ بقول الحبیب۔

قولہ ازجملہ مفتریات مشتہرہ کے قصہ فدک ہے۔

اقول ۔جس قصہ کو اکثر علماء محدثین و مورخین و متکلمین اہلسنت لکھتے آئے ہیں اسکو مولف رسالہ بے اصل و افترا کہتے ہیں جو روایتیں علماء اہلسنت نے قصہ فدک کے بیان میں لکھے ہیں اوسکو ایک کتاب مستقلہ چاہیے اس مختصر میں گنجایش نہیں ایکحدیث صحیح بخاری کہ اہلسنت کے نزدیک اصح الکتب بعد کتاب الباری ہے نقل کیجاتی ہے جس سے جناب سیدہ کا طلب میراث کرنا اور حدیث لانورث کی صحت کو تسلیم نکرنا اور نہ دینے پر رنجیدہ ہونا اور ترک تکلم کرنا ظاہر ہے عن عایشۃ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ارسلت الی ابی بکر تسئلہ میراثہا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ قال لانورث ماترکناہ صدقۃ انما یاکل آل محمد فی ھذا المال وانی لا اغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ عن حالھا اللتی کان علیھا فی عہد رسول اللہ ولاعملن فیہا بما عمل بہ رسول اللہ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمۃ منہا شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک فھجرتہ فلم تتکلم حتی توفیت وعاشت بعد النبیؐ ستۃ اشہر فلما توفیت دفنہا زوجہا علی لیلا ولم یوذن بہا ابابکر یعنے حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ بیشک فاطمہ بیٹی رسولخدا نے کسیکو حضرت ابوبکر پاس بہیجا اور اپنی میراث طلب کرتی تہیں جو فی رسولخدا سے مدینہ و فدک میں اور جو باقی رہتا خمس خیبر سے پس کہا ابوبکر نے بیشک رسولخدا نے فرمایا ہے کہ وارث نہیں کرتے ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے جزین نیست کہ کہائینگے آل محمد اس مال سے اور میں نہ بدلونگا

کسی چیز کو صدقہ رسول اللہ سے اوس حالت سے کہ تہا زمانہ رسول اللہ مین اور کرونگا جیسا کہ رسولخدا کرتے تھے پس انکار کیا ابو بکر نے دینے سے حضرت فاطمہ کو کچھ بہی پس رنجیدہ ہوئین حضرت فاطمہ ابو بکر سے پس کلام کرنا اونسے چھوڑ دیا تا وفات حالانکہ زندہ رہین بعد رسولخدا کے چھ مہینے تک پس جب انتقال کیا اونکے شوہر علے نے رات کو دفن کیا اور خبر وفات ابو بکر کو ندیا۔

قولہ دندان شکن **اقول** یہ معمولی مجادلین کی باتین ہین اس کا جواب آپ کو کوئی آپ ہی سے ایسا دیگا ہم بمقتضائے عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما آپ کیخدمت مین سلام عرض کرتے ہین اور بمقتضائے قولہ فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی سخت کلامی سے اعراض کرتے ہین۔

قولہ عناد قلبی **اقول** یہ خیال آپکا غلط ہے خلیفہ اول نے شیعونکی کوئی جاگیر نہین ضبط کرلی کہ اس عناد ذاتی سے اونکو غاصب فدک ور واضع حدیث کہتے ہین بلکہ جناب سیدہ و امیر علیہما السلام کہ داخل ثقلین ہین اونکو ایسا سمجہتے ہین کما ستتضح اور تمسک کا بالثقلین شیعہ اونکی اقتدا کرتے ہین۔

قولہ اس مضمون کی حدیثین **اقول** اسکو کوئی عاقل نہ تسلیم کریگا کہ ام الائمہ اور ابو الائمہ خود دعوی وراثت کرین اور آئمہ خلاف اونکے روایت کرین وہ حضرت تو صغیرنا وکبیرنا سواء ہین جو ایک کہیگا وہی سب کہین گے

قال المولف چونکہ حسن اتفاق روزگار سے ہمارے بنارس مین جناب مولوی غلام حسنین صاحب مجتہد شیعہ کنتوری اثنا عشری رونق افروز ہوے اور بالفعل مقیم ہین بعض احباب نے اس نیازمند سے فرمایا کہ قصہ فدک کی تحقیق بالواسطہ یا بالمشافہہ مولوی صاحب ممدوح سے کیجاے تو مناسب ہے کیونکہ کتب

فریقین پر اونکی وسیع نظر ہے پس امتثالا لامر الاحباب احقر کو یون مناسب معلوم ہوا
کہ بصاحب افراط و تفریط سے قطع نظر کر کے یہ امر تحقیق ہونا چاہئے کہ متروکات انبیا
مین میراث جاری ہوگی یا نہین العرض چندروایتین کتب معتبرہ شیعہ کی جس سے
نفی وراثت کی متروکات انبیا مین ثابت ہوتی تہی پیش کی گئی جن کا جواب اور جواب
الجواب مولوی صاحب نے باہتمام بلیغ یعنے باتفاق مولوی علی جواد صاحب کے
تحریر فرما کر بندہ کو ممنون منت فرمایا چونکہ یہ تحریرین مفید انام تہین لہذا احقر نے
صرف بنظر نفع رسانی برادران اسلام کے ان کو مرتب کیا اور چند فوائد اوئمین
زیادہ کئے اور ان کی ترتیب سے غرض میری اظہار حق اور خیر خواہی مومنین ہے
نہ اپنی نام آوری و نمایش درکار ہے نہ کسی سے ہمسری کا اظہار ہے حاشا وکلا
ناظرین سے امید ہے کہ بنظر انصاف معائنہ فرما کر حق کو حق باطل کو باطل جانین
فھا انا اشرع فی المقصود وباللہ التوفیق علیہ توکلت والیہ انیب

یقول المجیب قولہ بعض احباب نے **اقول** اگر تحقیق بالواسطہ منظور ہے
تو طریقہ مناظرہ اور غایت اوسکی تحصیل صواب و تحقیق حق و قبول صدق کو منظور
نظر رکہئے طرز مجادلہ سے اجتناب کیجئے جب تیغ زبان کند ہو جائے پہر سنگ خانہ سے
کام نہ لیجئے اور اگر تحقیق بالمشافہہ کا ارادہ ہے تو بسم اللہ تشریف لائے
خانہ خانۂ جناب ست چشم ما روشن دل ماشاد۔

قولہ جن کا جواب مولوی صاحب **اقول** یہ آپکا حسن عقیدت ہے ورنہ وہ سوال ہے
کیا تہا جس کے جواب کیلئے اہتمام کیا جاتا یہ پورانی باتین ہین جنکے صدہا مرتبہ جواب
ہو چکے فقط آپ کی خاطر شکنی کے لحاظ سے کچھہ لکھا جاتا ہے ورنہ نقل نویسی مین دل
نہین لگتا البتہ اگر مضمون جدید ہوتا تو جواب جدید لکہنے مین دل بہلتا۔

قولہ نفع رسانی **اقول** اگر یہی مقصود تہا تو مجیب اول کا پورا جواب لکہتے۔

قولہ غرض میری اظہار حق اور خیر خواہی مومنین ہے اقول پہلے انسانکو اپنے نفس کی خیر خواہی کرنی چاہئے علم حق کی تکمیل کرے پہر تحقیق حق مین مجاہدہ کرے خدا سے توفیق کا طالب ہو پہر بمقتضائے اَلَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جب خدا اوس پر حق کو ظاہر کرے اور یقین کامل اوس کی حقیت کا ہو تو دوسرونکو تعلیم کرے ورنہ بفحوائے قول اللہ تعالیٰ یضلونھم بغیر علم خیر خواہی تو درکنار اپنے ساتھہ دوسرونکو بہی خراب کرتا ہے قال اللہ تعالیٰ یقدم قومہ یوم القیمۃ فاوردھم النار وبئس الورد المورود۔

قال المولف مقدمہ بیان مین اون ایات کے جنسے انبیا کی ترکات مین تقسیم جاری کرنیکا عدم جواز ثابت ہے قال ابو ہریرۃ لاتقسم ورثتی دینارا ماترکت بعد نفقۃ نسائی ومونۃ عاملی فھو صدقۃ بخاری ومسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ بانٹین گے میرے وارث سونیکے دینار برابر بہی جو چھوڑ جاؤن مین بعد میرے بی بیونکے خرچ اور کارندے کی محنت کے سو صدقہ ہے خدا کی راہ مین قال ابوبکر وعمر وعلی وعائشۃ لانورث ماترکناہ صدقۃ بخاری اور مسلم مین ابوبکر وعمر وعلی وعائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہین چھوڑتے ہمارے مال کا کوی وارث نہین جو ہمنے چھوڑا وہ صدقہ ہے خدا کی راہ مین

یقول المجیب قولہ مقدمہ اقول یہ مقدمہ آپکا عدالت مناظرہ حقہ سے خارج کرنیکے قابل ہے کیونکہ استدلال خصم پر اوسکے مسلمات سے چاہئے مگر آپ کی خاطر داری ضرور ہے لہذا اس پر بہی کچھہ تجویز لکھے جاتی ہے۔

قولہ قال ابوہریرۃ اقول مابہ النزاع عقار ہے نہ کہ درہم ودینار ہے بلکہ حدیث مروی مشکوۃ شریف ماترک رسول اللہ دینارًا ولا درھمًا

سے ثابت ہوتا ہے کہ دینار و درہم حضرت نے چھوڑا ہی نہین پہر ورثہ تقسیم کیا کرینگے۔
قولہ بعد میرے بی بیونکے خرچ کے **اقول** حضرت ابوبکر نے کل متروکہ رسالتمآب کو صدقہ کرکے ازواج نبی کو بہی محروم کردیا تہا مگر حضرت ابوہریرہ نے یہ اون پر چسپانکیا
قولہ قال ابوبکر و عمر **اقول** اسکا جواب مجیب اول نے بہت تفصیل کے ساتھ لکہا ہے جس کو آپنے پوشیدہ کرکر کہا فلا نعید ذکرہا امید کہ وہ جواب علحدہ چہپ کر مشتہر ہو۔
قال المولف اخرج البخاری عن مالک بن اوس بن حدثان النصری ان عمر ابن الخطاب قال بمحضر من الصحابۃ فیہم علی و عباس و عثمان و عبد الرحمن ابن عوف و الزبیر ابن العوام و سعد ابن وقاص انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء و الارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ قالوا اللہم نعم ثم اقبل علی علی و عباس فقال انشدکما باللہ ھل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قال ذلک قال اللہم نعم روایت کیا بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان النصری سے کہ تحقیق عمر بن الخطاب نے مجمع صحابہ مین کہ اونمین حضرت علی و عباس و عثمان و عبد الرحمن بن عوف و سعد ابن ابی وقاص و زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم تہے کہا کہ قسم دیتا ہون مین تم لوگون کو اوس خدا کی جسکے حکم سے قائم ہے اسمان و زمین آیا جانتے ہو تم تحقیق کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہین ہم وارث کئے جاتے جو چیز کہ چہوڑا ہمنے اوسکو وہ صدقہ ہے سبنے کہا کہ واللہ ہان پہر متوجہ ہوے حضرت عمر طرف حضرت علیؑ و عباس کے پس کہا کہ ہم قسم دیتے ہین تم دونو صاحب کو ایا تم دونو جانتے ہو کہ بیشک رسول اللہ کے

فرمایا ہے ایسا کہا دونو صاحب نے واللہ یون ہی ہے ف پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث اکثر صحابہ جانتے تھے نہ صرف حضرت ابوبکر خصوصاً حضرت علی مرتضے کہ جو شیعون کے نزدیک معصوم ہین **یقول المجیب۔**

قولہ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث اکثر صحابہ **اقول** آپ یہ فرماتے ہین کہ یہ حدیث اکثر صحابہ جانتے تھے مگر آپکے اکثر علما کے کتب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اس حدیث کو قبل از بیان ابوبکر کوئی شخص اصحاب رسول سے نہین جانتا تھا چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی نے اس حدیث لانورث کو مرویات ابوبکر مین نقل کیا ہے اور کلام علامہ عضد الدین سے شرح مختصر مین بھی یوہین ظاہر ہوتا ہے اور آپکے علامہ ابن حجر مکی نے کتاب صواعق محرقہ مین جواب شبہہ رابعہ کے ذیل مین تو صاف صاف روایت بی بی عائشہ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتی ہین واختلفوا یعنی بعد وفات رسول اللہ فی میراثہ صلے اللہ علیہ وسلم فما وجدوا عند احد من ذلک علما فقال ابوبکر سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول انا معاشر الانبیاء لانورث ما ترکناہ صدقہ یعنے اختلاف کیا صحابہ نے حضرت کی میراث مین پھر کسیکو اس بات مین کچھہ معلوم نتھا پس کہا ابوبکر نے سنا مینے رسولخدا کو فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیا نہین وارث کرتے جو چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب اور اکثر علمای اصول اس حدیث کے تفرد کے قائل ہین کہ سواے حضرت ابوبکر کے اور کوئی راوی اسکا نہین ہے اور حضرت ابوبکر کے عہد مین بھی کسی نے روایت نہین کی جب حضرت علی و عباس نے حضرت عمر کے عہد مین پھر میراث طلب کی تو اوسوقت اکثر صحابہ جانتے لگے اور تو خیال مین نہین آتا مگر شاید اس درمیان مین ان اصحاب نے روح مطہر جناب رسالتماب سے روایت کرلی ہو یا راویون نے ان اصحاب کا نام لیکر سقیفہ بندی کے

کی ہو اور اگر یہ گمان آپ لوگونکے حضرت عثمان قبل سے اس حدیث سے واقف تھے
تو پھر کیون پاس حضرت ابوبکر کے ازواج نبی کیطرف سے وکیل ہو کر طلب میراث کر
لئی گئے تھے جیساکہ صحیح بخاری باب المغازی مین ہے ارسل ازواج النبی عثمان
الی ابی بکر یسئلنہ ثمن ھن مما افا اللہ علی رسولہ صلعم یعنے ازواج نبی نے
حضرت عثمانکو حضرت ابوبکر کے پاس بہیجا اپنا حصہ ثمن میراث کا فی رسولخدا سے
حضرت ابوبکر سے طلب کرتی تہین اور مدارج النبوت مین محدث دہلوی نے
خود حضرت عائشہ کا میراث طلب کرنا بہی بیان کیا ہے اس سے معلوم ہوا
کہ حضرت عثمان اور ازواج مطہرات کو بہی اس حدیث کی خبر نہ تہی اور حضرت
عائشہ کو بہی پہلے خبر نہ تہے پہر حضرت ابوبکر کے قول کی تصدیق کر کے
صدیقہ ہو گئین اور بقول شاہ عبد العزیز صاحب روایت عائشہ را درین باب
اعتبارے نیست اور حضرت علی وحضرت عباس تو خود طلب میراث کے لئے
آئے ہین اور خود صدق حدیث کی شہادت دیتے ہین جانتے تہے کہ حضرت
رسالت ماب نے منع فرمایا ہے تو طلب کیون کرتے تہے اور لطف یہ کہ خود ہی
بقول اہل سنت اسی حدیث کی روایت کرتے ہین اور اسکے صدق کی شہادت
دیتے ہین اور پہر بقول حضرت خلیفہ دویم اس کے قائل کو کاذب جانتے تہی جیساکہ
صحیح مسلم مین باب الجہاد مین ہے قال عمر لعلی وعباس لما توفی رسول اللہ
قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک
ویطلب ھذا میراث امراتہ من ابیہا فقال ابوبکر قال رسول اللہ
لا نورث ما ترکنا صدقہ فرایتما کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم
انہ لصادق بار راشد تابع للحق فلما توفی ابوبکر وانا ولی رسول اللہ
وولی ابی بکر فرایتمانی کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انی لصادق

بادر اشد تابع للحق یعنے حضرت عمر نے حضرت علیؓ و حضرت عباس سے
کہا کہ جب رسولخدا کی وفات ہوی اور ابوبکر نے کہا کہ مین والی رسول ہون
پس آے تم دونون تم میراث طلب کرتے تھے اپنے بھتیجی کی اور یہ میراث
اپنی بیوی کی اونکے باپ کے پس کہا ابوبکر نے فرمایا رسولخدا نے نہین وارث کرتے
ہم جو چھوڑ جائین وصدقہ ہے پس یقین کیا تم دونون نے اونکو جھوٹا گناہ گار مکار
بے ایمان اور اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے نیکوکار ایماندار تابع حق تھے پس جب
وفات پائی ابوبکر نے اور مین والی رسول اور والی ابوبکر ہوا پس مجھہ کو بھے
تم دونون یقین کرتے ہو جھوٹا گنہگار مکار بے ایمان اور اللہ جانتا ہے کہ مین
سچا ایماندار تابع حق ہون انتہے اب آپ ہی فرمائے کہ بخاری کے حدیث
صحیح ہے یا مسلم کے اور آپ سچے ہین یا حضرت عمر اور اصل یہ ہے کہ بنای بات
کہان تک بنی گی آپ کے علما خود اس اوجھن مین حیران ہین فتح الودود حاشیہ
ابوداؤد مین ہے فی ھذ القصۃ اشکال وھوان القصۃ صریحۃ بان العباس
وعلیا قد علما بانہ صلے اللہ قال لا نورث فانکانا سمعاہ من النبی
فکیف یطلبانہ من ابی بکر وانکان سمعاہ من ابی بکر او فی زمنہ
بحیث افادھما العلم بذلک فکیف یطلبانہ بعد ذلک
عن عمر یعنے اس قصہ مین اشکال ہے کیونکہ حضرت علی و عباس کا
حدیث جاننا اس سے صاف معلوم ہوتا ہے پس اگر سنا رسول خدا سے
پس کیون ابوبکر سے مانگتے تھے اور اگر حضرت سے نہین سنا بلکہ ابوبکر سے سنا
یا اونکے زمانہ مین سنا اور اونکو یقین اوسکی صحت کا ہوا تو پھر بعد اوس کے
حضرت عمر سے کیون مانگتے تھے انتہے راست ہی قول باری تعالے کا
لوکان من عند غیر اللہ لوجد وا فیہ اختلافا کثیرا سے یعنے اگر ہوتا

یہ قرآن طرف سے غیر خدا کے تو ہم آئینہ پاتے اوسمین اختلاف کثیر حاصل اسکا یہ ہے
کہ جو چیز خدا کیطرف سے ہوتی ہے اوسمین اختلاف نہین ہوتا اختلاف اوس چیز مین ہوتا ہے
جسکو لوگون نے بنایا اور گڑہا ہے۔

قال المولف اور نیز مالک بن اوس سے روایت ہے کہا کہ بیچ اوس چیز کے
کہ حجت پکڑی ساتھہ اوسکے عمرؓ نے یہ بہی کہا حضرت عمر نے کانت لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ثلث صفایا بنو النضیر وخیبر وفدک فاما بنو النضیر
فکانت حبسا لنوائبہ واما فدک فکانت حبسا لابناء السبیل واما
خیبر فجزاہا رسول اللہ صلعم ثلثہ اجزاء جزئین بین المسلمین وجزأ
نفقۃ لاھلہ فما فضل عن نفقۃ اھلہ جعلہ بین فقراء المہاجرین
رواہ ابو داؤد یعنے تہے واسطے رسولخدا کے تین صفایا بنو نضیر اور فدک اور
خیبر پس بنو نضیر کا ماحصل مقرر تہا واسطے حاجتون اونکے اور فدک واسطے مسافر ونکے
اور خیبر اوسکے تین حصہ کئے رسولخدا نے دو حصے درمیان مسلمانون کے اور ایک
حصہ واسطے اہل وعیال کے پس جو کچہ بچتا خرچ اہل وعیال سے خرچ کرتے
اوسکو درمیان فقراء مہاجرین کے **ف** ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ جو تقسیم پروردگار
عالم نے مال خمس اور فی کی فرمائے اوسیکے موافق حضرت سرور عالم فخر بنی آدم
صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور اوسیکے مطابق حضرت ابو بکر صدیق نے رکہے اور
اوسیطور پر حضرت عمر فاروق نے پہر حضرت عمر نے حضرت علی وعباس رضی اللہ
عنہما کو اوسپر عامل مقرر فرمایا کہ اوسکی تحصیل وصول کرین پہر حضرت علی اوسپر
متصرف ہوئے علی ہذا ابعد حضرت علی کے حضرت امام حسن بعد اونکے حضرت
امام حسین پہر علے زین العابدین بن حسین وحسن بن حسن بعد اونکے زید بن حسن
بن علے رضی اللہ عنہم یکے بعد دیگرے متصرف رہے بعد ازان مروان کے قبضہ

مین ایا اور مروانیونکا تصرف رہا تا اینکہ جسوقت عمر بن عبد العزیز کو سلطنت ہوی اونہون نے بسبب اپنے زہد و اتقا کے کہا کہ نہ لونگا مین اوس چیز کو جس سے منع کیا تہا پیغمبر خدا نے حضرت فاطمہ کو الغرض اونہون نے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کو دیدیا و التفصیل فی المطولات ونیز قاضی نور اللہ شیعی نے مجالس المومنین مین تفصیل کی ہے۔

یقول المجیب **قولہ** حجت پکڑی ساتہ اوسکے عمر نے **اقول** جب جناب سیدہ کا دعوے باوجود قبضہ وشہادت کے مقبول نہوا تو انصاف یہ ہے کہ دعوے حضرت عمر کا کہ حضرت نے مسافرونکو دیا ہے اور حجت بلا دلیل ہے مقبول نہو بلکہ واقع مین یہ قول کسی ناواقف کا ہی حضرت عمر کا نہین ہے کیونکہ نہ یہ تینون صفایا ہین نہ صفایا مین تقسیم ہوتی ہے صفیہ وہ چیز ہے کہ امام اپنے واسطے مال غنیمت مین سے قبل تقسیم پسند کرلے اور صفیہ خیبر حضرت صفیہ بنت الحی ام المومنین ہین اور اس حجت کی ہی ضرورت نہ تہی بلکہ اسقدر کہنا کافی تہا کہ آپ حدیث لانورث کی روایت کرتے ہین اور اوسکے صدق وصحت پر شہادت دیتے ہین اور خود ہی باربار دعوے باطل وراثت کرتے ہین کیا آپ مین تطہیر خدا کا کچہ اثر نہین ہوا **قولہ** جو تقسیم پروردگار عالم نے فرمای **اقول** پروردگار عالم نے خمس اور فی کی تقسیم فرمای ہے نہ کہ سہم رسالت ناکی اور وراثت حضرت متعلق السہم ہے نہ بہ خمس وفی اور انشاءاللہ تعالے پہر تصریح اس کی کیجائیگی علاوہ اسکے جو تقسیم اس حدیث مین ہے ایسی تقسیم تو پروردگار عالم نے نہین فرمای ہے کما لایخفے **قولہ** اور اوسکے مطابق حضرت ابوبکر **اقول** یہ آپکی حق پوشی ہے اوسیطرح تو نہین کی بلکہ اقربائے رسول کو نہ ورثہ خمس سابق دیا اور نہ حصہ خمس لاحق سے دیتے کما فی سنن ابے داؤد کان ابو بکر یقسم الخمس نحو قسم رسول اللہ غیر انہ لم یکن یعطے قربی رسول اللہ لما کان یعطیھم رسول اللہ یعنے حضرت ابوبکر خمس کو موافق تقسیم

رسولخدا تقسیم کرتے تھے مگر اقربای رسولخدا کو نہین دیتے تھے جو حضرت دیتی تھی۔
قولہ اور اسیطور حضرت عمر نے اقول یہ بہی صحیح نہین ہے ابوداود نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے قل کان عمر عرض علینا من ذالک عرضا فراینا ہ دون حقنا فرددناہ علیہ وابینا ان نقبلہ یعنے حضرت عمر ہمارے حصہ سے ہمکو کم دیتے تھے لہذا ہمنے اوسپر رد کر دیا اور قبول نہین کیا قولہ پہر حضرت عمر نے حضرت علی اور عباس کو عامل مقرر کیا اقول عامل نہین مقرر فرمایا بلکہ جب مال فتوح کی کثرت ہوی اور سلطنت کو وسعت اور استحکام ہوا اور خوف رخنہ باقی نرہا تو رفع بدنامی کے لئے واپس دیا جیساکہ جواہر العقدین سید نور الدین شافعی مین لکہا ہے ثم ادے اجتہاد عمر الے ردھا لما ولی وفتحت الفتوح۔
قولہ پہر حضرت علی خود متصرف ہوے اقول اور حضرت عثمان نے جو فدک مروان کو عطا کیا تہا اوسکا ذکر آپنے نہین کیا جسکو ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین اور ابوداود سنن مین لکہتے ہین ثم اقطعہا مروان اور جب فدک صدقہ تہا تو حضرت علی اوسپر کیون متصرف اور درصورت صدقہ ہونے کے تصرف کرنا ادسمین حضرت علی علیہ السلام کو کب روا تہا اور ہر گاہ تصرف کرنا اون حضرت کا ثابت ہے تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ وہ صدقہ نہ تہا بلکہ خاص حق آپ کا تہا اور اپنا حق سمجہ کر اوسپر تصرف کیا۔
قولہ تا اینکہ جس وقت عمر ابن عبد العزیز اقول کیا زہد و اتقا مخالفت پیغمبر کا نام ہے جب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو نہین دیا عمر ابن عبد العزیز کو کیسے جو بقول سفیان ثوری پنجم خلفای راشدین ہین جناب سیدہ کی اولاد کو نہ دینا چاہیے تہا اور اگر اسی کا نام زہد و اتقا آپ نے رکہا ہے تو حضرت ابوبکر اس سے خارج ہو جائینگے اور تعجب ہے کہ خلیفہ پنجم صاحب نے خلیفہ اول کی اقتدا کیون نکی

او صدقہ آل محمد کو کیونکر دیا اور امام محمد باقر علیہ السلام نے کیونکر لیا کیا حدیث
لا نورث الخ اونکو معلوم نتھی یا معلوم تھی مگر شیعونکی طرح اوسکو صحیح نہین جانتے تھے
اس عبارت مین آپکے عجب طرحکا اضطراب ہے اول آخر سے چسپان نہین اگر
مقولہ اونکا صحیح کہتے تو چسپان ہوتا کہ اونھون نے کہا کہ جس چیز کے نہ دینے سے جناب
سیدہ حضرت ابوبکر سے دنیا سے ناراض گئین مین اوسکو نہ لونگا وہ جناب تو انتقال
فرما چکین اونکی اولاد کو دیدونگا یہ کہا اور امام محمد باقر علیہ السلام کو دیا اور واقعی
یہ شخص بنی امیہ مین غنیمت تھے عترت رسولکا احترام کرتے تھے جسکے وجہ سے
جناب فاطمہ بنت الحسین کہتی ہین کہ اگر عمر ابن عبد العزیز زندہ رہتے تو عترت رسول
کبھی محتاج نہوتے اور انہین نے جو جناب امیر علیہ السلام پر خطبا منبر پر لعنت کرتے
تھے اور جس سنت کے موجد موجد مذہب اہلسنت حضرت معاویہ تھے بڑی مشکل سے
موقوف کیا کما فی روضۃ الصفا **قال المولف تنبیہ** شاید کسی کو یہ خدشہ گذرے
کہ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کرام کے متروکہ مین میراث نہین سو جاننا چاہئے کہ فعل الحکیم
لا یخلو عن الحکمتہ اللہ تعالی حکیم مطلق ہے پیغمبرون کے مال مین احکام
میراث نہونے مین یہ حکمت رکھی تا خلق کو معلوم ہو کہ پیغمبرون کے محنت و جانفشانی
صرف خدا ہی کے واسطے تھی دنیا کی کچھ محبت و خواہش نہ تھی یہانتک کہ اولاد
اور وارثونکو بھی متاع دنیا سے کچھ حصہ نہین کذا فی المشارق دوسرے
حکمت یہ ہے کہ اگر کوئی یہ آرزو کرتا کہ بعد وفات پیغمبر کے ہم مال کے وارث
ہونگے تو اس خیال بد یعنی پیغمبر کے موت کی آرزو کرنے سے انسان کافر ہو جاتا
کما اخبرنی بہ (قال الکرمانی فی شرح البخاری) مولائی و مرشدی
مولوی محمد رضا علی المرحوم المغفور (علی الحاشیہ) او لان الانبیاء علیہم
السلام کانو کالاباء للامۃ فما لھم لکل اولادھم اور یہ یاد رہے

کہ آیہ کریمہ وورث سلیمان داؤد مین وراثت علمی ہے مذکور ہے چنانچہ کلام
الٰہی خود ناطق ہے علمنا منطق الطیر یعنے سکھایا گیا مین بولی جانورونکی ورنہ بقول
مورخین داؤد علیہ السلام کے ۱۹ پسر تھے سب کو ترکہ پہونچتا وروی الکلینی
عن ابی عبد اللہ ان سلیمان ورث داؤد وان محمد اورث سلیمان
پس معلوم ہوا کہ یہ وراثت علم کے مقصود ہے نہ وراثت مال متروکہ کے فتدبر
وتفکر ولا تکن من الغافلین ورنہ مخالف کو چاہئے کہ ثابت کرے کہ کونسی شی
آنحضرت کو حضرت سلیمان سے بطریق میراث پونہچی اب ہم اصل بحث کو لکھتے ہین
ناظرین بنظر انصاف ملاحظہ فرماوین وباللہ التوفیق **یقول المجیب**۔
قولہ یہ حکمت رکھی **اقول** خداوند عالم نے جو خمس ؑ پی مین حصہ اقربائے رسول ؐ کا
معین کیا ہے اور ات ذی القربےٰ حقہ مین حقوق اقربائے رسو لگے دینے کا
حکم فرمایا ہے شاید اوسوقت اس حکمت کا لحاظ نہین رکھا اور نہ سہم رسول مقرر کرنے
مین اس حکمت کا خیال کیا۔
قولہ تا خلق کو معلوم ہوا **اقول** اگر اتنا اور زیادہ کر دیتے تو بہت سے مظالم کا
جواب ہوجاتا یون کہتے کہ خلق پر انبیاء کی خواہش مال نہ ثابت ہو اسوجہ سے
اونکے ترکہ سے ورثہ محروم رکھئے گئے اور خواہش سلطنت نہ ثابت ہو اسواسطے
خلافت سے محروم رکھے گئے اور خواہش عزت نہ ثابت اس لئے اونکی عزت
نہین کی گئے
قولہ پیغمبر کے موت کی آرزو **اقول** بہول گئے یون کہتے کہ تمنای مال مین
زہر دیدین واہ کیا عترت رسول واہلبیت نبوت وصاحبان تطہیر وہمسر قرآن
مجید کے قدردانی ہے اور جب مال کی آرزو کرنے سے کافر ہوجاتا ہے تو سلطنت
اور خلافت کی تمنا سے آپکے نزدیک بدرجہ اولیٰ کافر ہوجائے گا۔

قولہ کالاباء للامۃ اقول مثل والد دینی احکام والد حقیقی کے نہین جاری ہو سکتے ورنہ حضرت کو نکاح
کرنا ازواج سے حرام ہو جاتا یہ حکمت آپکی مردود وہ کلام خدا ہے ماکان محمد ابا احد
من رجالکم یہ حکمتین آپنے کس سے سیکہین اگر یہ کہتے تو سبب ہے انسب تہا کہ بقول خلیفہ دوم جناب
حضرت نے انتقال نہین فرمایا اور میراث مال میت مین ہونے لگی نہ کہ زندہ مین اگر کوئی آیہ انک
میت وانہم میتون پیش کرتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ قول خلیفہ صاحب نے کلام مجید ہی اور
مثال مین اوسکے قول حسبنا کتاب اللہ کہ اہل سنت کے نزدیک ناسخ آیہ ما اتاکم الرسول فخذوہ
وآیہ ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ہے پیش کر دیتے قولہ حضرت سلیمان
اقول اسکا جواب آپکو مجیب اول نے دیا تہا جسکو آپنے نہین لکہا خبر عام کی تخصیص کیلئے کوئی قید
یا قرینہ چاہیئے اور یہان نہ وراثت مقید ہے اور نہ کوئی قرینہ تخصیص کا ہے پس یہان وراثت علمی
کیونکر مراد ہو گی حضرت سلیمان حضرت داؤد کے وارث علم و نبوت بہی تہے اور وارث مال و سلطنت
بہی تہے زمخشری اور بیضاوی اور دمیری نے تفسیر صافنات الجیاد مین لکہا ہے کہ ہزار گہوڑے
حضرت سلیمانکو میراث حضرت داؤد مین ملے تہے اور وارث سلطنت ہونا تو ظاہر ہے قولہ
علمنا منطق الطیر اقول اگر وراثت علمی اس سے ثابت ہے تو اس سے ہمکو انکار کب ہے مگر دراصل
اس آیت کو وراثت سے کوئی تعلق نہین فاعل علم کے حضرت داؤد نہین ہین یہ معجزہ حضرت
سلیمانکا فعل خدا تہا قولہ اونیس ۱۹ پسر تہے اقول کلام مجید مین تو وہبنا لداؤد سلیمان
ہے اور اگر بالفرض ہون بہی تو کیونکر معلوم ہوا کہ بعد حضرت داؤد کے زندہ تہے اور اگر زندہ بہی
ہون تو کیونکر معلوم ہوا کہ وارث نہین ہوئے اونکی وراثت سے تو خدا نے انکار نہین کیا اور
نہین معلوم کہ اوسوقت مین حکم شرعی میراث کیا تہا کتب قدیمہ کے دیکہنے سے ظاہر امعلوم ہوتا ہے
کہ فرزند اکبر صلبی زوجہ اولی سے وارث مال ہوتا تہا اور دوسرونکو بلا تعین کچہہ ملتا تہا جیسا کہ
توریت کتاب پیدائش باب بست و پنجم مین ہی کہ حضرت ابراہیم کا سب مال حضرت اسحاق کو ملا
اور پسر جو بعد وفات حضرت سارہ حرم سے ہوئے اونکو کچہہ حین حیات خود بطور انعام دیدیا تہا

واللہ اعلم **قولہ** وروی الکلینی **اقول** وراثت کے معنی حقیقی مال میت کا مالک ہونا اور مجازاً مالک ہونے پر بولا جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ تلک الجنۃ اللتی اورثتموھا یعنی یہ جنت ہو کہ مالک کئے گئے تم اوسکے اور اس حدیث مین بہی معنا مجازی مراد ہے یعنی جو اقتدار جن و انس و وحش و طیر و بحر و بر و حجر و مدر پر حضرت داؤد کو تہا وہی بعد اونکے ملک حضرت سلیمان مین ایا اور وہی بعد حضرت سلیمانکے جناب سالتمآب کے قبضہ اقتدار مین آیا **قولہ** فتدبر و تفکر **اقول** تدبر و تفکر سے تو یہی معلوم ہوتا ہی کہ بعد حضرت سلیمانکے اور انبیا بہی وارث نبوت ہوے پہر جناب سالتمآب کے تخصیص کی کوئی وجہ نہین بجز اسکے کہ وہ حضرت وارث سلطنت بہی تہے

قال المولف دلائل بینہ اہلسنت نمبر ا بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم مسئلہ کافی کلینی مین حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما اورثوا احادیث من احادیثھم فمن اخذ بشیٔ منھا فقد اخذ حظا وافرا و بعض از شراح کلینی مثل محمد صادق کے نفی میراث و جریان احکام ترکہ متروکات انبیا مین طرف عموم کیگئے ہین اور اوسیطرح دعوات راوندی و بحار الانوار مجلسی مین ہی اور محمد بن حسن عاملی نے فصول مہمہ مین دعوای تواتر اس قسم کے روایات کا کیا ہے کافی مین ہے کہ جناب رسول اللہ کے سات گانون بلا شرکت غیرے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ مین تہے نام اونکے یہ ہین۔ دلال۔ عفاف۔ حسنی۔ صافیہ۔ مالام۔ ابراہیم۔ میثت۔۔ برقہ اس سات گاؤن مین حضرت عباس نے میراث عم رسول اللہ کا دعوے کیا تہا مگر جناب سیدہ نے (وہی جواب دیا جو خلیفہ اول نے فدک کے معاملہ مین کہا تہا) کہا کہ یہ وقف ہین ان مین میراث جاری نہوگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گواہی دی فروع کافی جلد ۳ صفحہ ۴۷ علی الحاشیہ ناظرین ملاحظہ فرماوین کہ انہین فدک مذکور نہین جسکا دعوے ذکر کیا جاتا ہے علاوہ برین جب فدک غصب کر لیا گیا تو نہین معلوم کہ انہین دست اندازی کرنے سے کونسا امر مانع ہوا اور درباب فدک جتنے

اعتراضات منجانب حضرت سیدہ خلیفہ اول پر ہوتے ہین اس جگہ وہی اعتراضات منجانب حضرت عباس معاذ اللہ حضرت سیدہ پر ہوتے ہین جو جوابات حضرت سیدہ کی طرف سے حضرت عباس کو دئے جائین وہی جوابات منجانب حضرت خلیفہ اول حضرت سیدہ کے سمجھے جائین اور یہ تقریر موافق اعتقاد شیعہ کے کی گئی کیونکہ علمای اہلسنت کے نزدیک یہ سب قصہ ہے بی اصل ہے ۲ خلیفہ اول کا درباب عدم جریان وراثت انبیا حدیث بیان فرمانا یہ مضمون تسلیم ہے از اشتہار سہارنفور مسمی بآئینہ حق نما ف جب یہ مضمون تسلیم ہے تو پہر اصحاب رسول پر طعنہ زنی کیون ہے **یقول المجیب قولہ** دعوی تواتر **اقول** یہ آپ کی مغالطہ دہی ہے نفی میراث انبیا مین شیعونکے نزدیک ایک حدیث بہی نہین ہے اور سنیونکے نزدیک صرف ایک حدیث لانورث ہے وہ بہی از قسم احاد اس صورتین کوی عاقل بہی دعوی تواتر کریگا البتہ علما کا وارث انبیا ہونا بسبب کثرت روایت موافقین ومخالفین کے قریب درجہ تواتر کے پہونچگیا ہے مگر اوس سے آپکو کوی نفع نہین **قولہ** وہی جواب دیا **اقول** کیا حضرت ابوبکر نے بہی فرمایا تہا کہ فدک رسالت مآب نے مجہ پر وقف کردیا ہے **قولہ** انہین فدک سند کو نہین **اقول** بیشک انہین فدک نہین اگر انہین فدک ہوتا تو اوسکے وقف کا دعوی ہوتا نہ ہبہ کا یا وراثت کا **قولہ** دست اندازی کرنیسے کون امر مانع ہوا **اقول** آمدنی حیطان سبعہ کی بقدر کفاف اہلبیت بہی نہ تہی چہ جائیکہ اوس سے احتمال رخنہ اندازی بنیان خلافت بسبب تکفل اعوان وانصار کے ہو اسوجہ سے معاف کردیگئی اور آمدنی فدک کثیر تہے اوسکے معاف کرنیسے وہ احتمال تہا لہذا ضبط کرلی گئی اسوجہ سے حضرت عمر نے بعد استحکام سلطنت پہر اوسکو بہی واپس کردیا اور یہ قاعدہ مستمرہ ہے سلاطین کا بہ نسبت مدعیان سلطنت کے **قولہ** جتنے اعتراضات **اقول** منجانب حضرت سیدہ تو بہت سے اعتراضات ہوتے ہین مثلاً عدم تسلیم ہبہ باوجود قبضہ اور عدم تسلیم وراثت باوجود حکم خدا اور وضع حدیث خلاف نص قران و

عدم تسلیم شہادت ام ایمن کہ باتفاق مبشرہ بالجنہ ہین اور تکذیب اصحاب قطعیہ اور عدم
تمسک بالثقلین اور عدم تسلیم وصیت رسالتماب دربارہ اہلبیت اور غضب فاطمہ یہ مستلزم
غضب رسول و غضب خدا ہے الی غیر ذلک و منجانب حضرت عباس ان مین سے ایک
ہی نہین ہوسکتا اور جو جواب جناب سیدہ نے دیا کہ رسالتماب نے انکو اپنے حین حیات مین
ہبہ پر وقف کرکے اپنے ملک سے خارج کردیا ہے اب اس مین میراث جاری ہوگی وہ جواب
منجانب حضرت ابوبکر نہین ہوسکتا علاوہ اسکے شیعونکے نزدیک حضرت عباس نہ امام
ہین نہ معصوم اور بعد فرمانے معصوم کے یعنی جناب سیدہ و امیر علیہما السلام کے
بسبب خلوص ایمان کے اونکے قول کو تسلیم کرلیا البتہ اصرار کرتے تو محل اعتراض تہا
اور اسیطرح دعوی خلافت مین بہی اور یہ جواب لطور ظاہر ہے ورنہ واقع مین مخاصمہ
حضرت عباس کا جناب امیر و جناب سیدہ سے فقط تنبیہ خلیفہ صاحب اور اون کے
اعوانکے تہا کہ جب عم رسول مستحق خلافت و فدک وغیرہ نہو تو اور کا کیا ذکر ہے
اور یہ امر اون اشعار سے حضرت عباس کے ظاہر ہوتا ہے جو بعد سقیفہ فضائل و استحقاق
خلافت جناب امیر علیہ السلام مین کہے ہین دیکھئے روضۃ الصفا کو اور نیز خلفا پر بہی
ظاہر تہا جیسا کہ حضرت عمر کے قول انتما جمیع وامرکما واحد سے ثابت ہوتا ہے
یعنے تم دونون ایک ہو اور تم دونونکی بات ایک ہے کما فی سنن ابی داود پس یہ مخاصمہ
مثل مخاصمہ اون دو فرشتونکے ہے جو حضرت داود کے روبرو کیا تہا کہ حضرت داود کو
تنبیہ ہوجائے مگر وہان بعد تنبیہ استغفار ہوا اور یہان اصرار قولہ یہ سب قصہ ہی بی اصل
ہے اقول جواب اسکا اوپر ہوا اور منشا اس غلطی کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاہصاحب نے
تحفہ مین لکہا ہے کہ قصہ ہبہ فدک اہلسنت کے نزدیک بے اصل ہے اور آپ کل
قصہ فدک کو بے اصل سمجہنے لگے قولہ یہ مضمون تسلیم ہے اقول مضمون بیان
کرنا تو تسلیم ہے مگر حدیث رسول ہونا تو اوسکا تسلیم نہین قولہ طعنہ زنی کیون

اقول اگر وجہ طعنہ زنی آپ کو معلوم نہین تو کتب کلامیہ دیکھئے اور مجملاً ہمنے بھی بیان کردیا

قال المولف جواب شیعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و بہ نستعین و نصلی علی نبیہ و آلہ الطیبین واصحابہ المومنین کافی مین باب صفۃ العلم او فضیلت علماء مین یہ حدیث وارد ہے عن ابی عبد اللہ قال ان العلماء ورثۃ الانبیاء وذلک ان الانبیاء لم یورثوا درھماً ولا دیناراً وانما اورثوا احادیث من احادیثھم الاخر ترجمہ جناب صادق نے فرمایا کہ بتحقیق علما وارث ہین انبیا کے اور یہ بات یون ہے کہ انبیانے درہم و دینار نہین چھوڑا ہے بلکہ اپنی حدیثین چھوڑی ہین آخر حدیث تک مراد حضرت کی یہ ہے کہ علمانے وراثت انبیا مین درہم و دینار نہین پایا ہے جیسے کہ وارثان شرعی اپنے مورث سے پاتی ہین اور یا یہ مراد ہے کہ علما کے واسطے انبیانے درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑا ہے بلکہ علم انبیا کے علما وارث ہین پس اس حدیث مین وراثت متروکہ کی مراد نہین اسلئے کہ وہ وراثت تو رشتہ داروںکی ہے اور عالم دین کی وراثت علمی ہے کچھہ قرابت و رشتہ داری سے تعلق نہین رکھتی کوی عالم کسی کنبہ و قبیلہ کا ہو وارث نبی ہوگا دوسری حدیث مین وارد ہی علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل خلاصہ یہ ہی کہ اس وراثت کو اور اوس وراثت سے جس کے بنا پر فدک کا دعوی جناب سیدہ نے فرمایا کیا تعلق ہے

قولہ بعض از شراح کافی مثل محمد صادق الخ یہ محمد صادق مفقود مولوی حیدر علیصاحب کے بنلئے ہوے ہین شیعہ کے مذہب مین کوی محمد صادق جسنے صافی شرح کافی لکھی ہو نہین محض غلط و افترا مولوی حیدر علی صاحب نے کیا ہے دیکھو جواب منتہی الکلام مسمے باستقصاء الافحام اوس کتاب سے محمد صادق کے پورے حالات معلوم ہوسکتے ہین

قولہ بحار الانوار ودعوات راوندی وفصول مہمہ مین دعواے تواتر اس قسم کے روایات کا ہے ہان علما کا وارث انبیا ہونا احادیث متواترہ شیعہ و سنی سے ثابت ہے مگر اس سے وہ وراثت مراد نہین ہے سوال دوسرا اور کافی مین ہے کہ رسول اللہ صلعم کے

سات کانون الخ جواب سات کانون کا ذکر کافی مین نہین ہے بلکہ سات باغون تے لفظ حدیث یہ ہی حیطان
سبعہ اور حیطان کے معنی لغت مین دیوار اور باغ کے ہین ترجمہ حدیث یہ ہی کہ راوی کہتا ہی کہ مینے امام
کاظم سے پوچھا اون سات باغون کی نسبت کہ آیا وہ باغات میراث مین جناب فاطمہ کے تھے حضرت نے
فرمایا نہین بلکہ وہ باغ وقف ہو گئے تھے اور جناب سیدہ رسولخدا اون باغات کے آمدنی سے
اسیقدر لیتے تھے کہ اپنے مہمانونکو کہلاتے تھے پہر جب آنحضرت صلعم کے وفات ہوی عباس نے
جناب فاطمہ سے دعوی وراثت کا انہین باغات مین کیا پس جناب امیر و دیگر اشخاص نے گواہی دی
کہ یہ باغات خاص جناب فاطمہ پر وقف ہین الخ فقط قال علی الحاشیہ **قولہ** حضرت نے فرمایا نہین
اقول دیکھئے بقول امام وراثت کے نفی موجود ہے **قولہ** وقف ہو گئے تھے **اقول** معلوم ہوا
کہ جناب سیدہ پر تخصیص نتھی **قولہ** عباس نے **اقول** مجیب نے کسقدر تہذیب کو کام فرمایا ہی
نہ آنحضرت صلعم پر صلواۃ نہ حضرت سیدہ و عباس رضی اللہ عنہما پر ترضی یہ مجیب کے سادگی طبیعت کا
اظہار ہے اب جاننا چاہئے کہ حضرت عباس نے جو دعوی کیا تو آیا آپکو اوسکے وقف ہونے کا
علم تہا یا نہین اگر نہ تہا تو کیا وجہ کہ باوجود حضوری رسول اللہ صلعم کے اونکو نہ معلوم ہوا
اگر معلوم تہا تو عقل قبول نہین کرتی کہ باوجود علم کے دعوی وراثت کیا ہو جو جواب اسکا
دیجئے وہی خلیفہ اول کیجانب سے بمقابلہ حضرت سیدہ کے تصور فرمائے تنبیہ اشتہار
سہار تغور سے کے مضمونکا جواب مجیب نے نہین لکہا اور کیونکر لکھتے اونکے مقصود کے خلاف
ہوتا اسلئے سکوت فرمایا **یقول المجیب قولہ** بقول امام وراثت کی نفی **اقول**
ان باغون مین وراثت کا ثبوت کون دیتا ہی اور اس حدیث کو دلیل دعوے
سمجھنا آپ ہی کا کام ہے وراثت مال موقوفہ کی نفی سے آپ کو کیا فائدہ
پہونچے گا **قولہ** حضرت سیدہ پر تخصیص نہ تہے **اقول** تخصیص نہ تہی تو حضرت
سیدہ سے لیکر مہمانون کو کہلانے کی کیا ضرورت تہی اول حدیث مین جو مطلق
وقف ہے اوس کو آپ نے لے لیا اور آخر حدیث مین جو جناب سیدہ پر

تخصیص وقت ہے اوسکو ترک کر دیا لا تقربوا الصلوٰۃ پر عمل کرتے ہین اور انتم سکارے کو ترک کرتے ہین **قولہ** عجیب نے کسقدر تہذیب **اقول** ایسی گرفت شان علما سے بعید ہے صلوٰۃ و ترضی شاید کاتب کی غلطی سے رہ گئی ہو یا ہمراہ اون اسماء کے زبان نے کہہ لیا ہو لکہنے کی کیا ضرورت تہی یا بلحاظ ترجمہ لفظی حدیث کے نہ پڑہا یا ہو خداوند عالم فرماتا ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی مگر جہان جہان حضرت کا نام کلام مجید مین ہے صلوٰۃ جزو عبارت نہین **قولہ** اب جاننا چاہیے **اقول** جواب اسکا تفصیل ہو چکا اور مجملا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ باوجود علم کے بمصلحت دعوی کیا ہو اور بعد حصول غایت کے اوس سے اعراض کیا ہو اور یہ جواب آپ منجانب خلیفہ اول بمقابلہ جناب سیدہ نہین دے سکتے اور حضرت عباس نے حسب تصریح بخاری جو دعوی وراثت کیا تو آیا آپکو عدم وراثت انبیا کا علم تہا یا نہین اگر نہتا تو کیا وجہ ہے کہ باوجود حضوری رسول اکرم صلعم اونکو نہ معلوم ہوا اگر معلوم تہا تو عقل نہین قبول کرتی کہ باوجود علم کے دعوای وراثت کیا ہو جو جواب اسکا دیجئے وہی منجانب ہمارے تصور فرمایے **قولہ** اختتام سہارنفور **اقول** خلاف مقصود تہا بلکہ عین مقصود تہا شاید اس خیال سے ترک کر دیا ہو کہ تفصیل اوسکی کچہ باعث خجالت آپکے اور کچہ موجب ملال آپکے ہوگی جسکو ہمنے مجملا بیان کر دیا العاقل تکفیہ الاشارہ مگر عجیب دل نے آپکے سوال چیطان سبعہ کا جواب ہی نہین دیا بلکہ فقط ترجمہ مین اصلاح دیکے سکوت کیا اوسکا ذکر آپنے نہین کیا کیا وہ بہی مثل اور اجوبہ کے بمصلحت پوشیدہ رکہا گیا **قال المولف** سوالات اہلسنت نمبر ۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ وبہ نستعین ونصلے علی نبیہ سید المرسلین وعلی الہ الطیبین الطاہرین وعلی صحابہ الذین بذلوا جہدہم فی امور الذین امابعد واضح رای عالی ہو کہ کمترین کو بعد مطالعہ جواب چند خدشات عارض ہوئے جو عرض خدمت کئے جاتے ہین امید کہ عالیجناب

اپنے دست خاص سے جواب باصواب ارقام فرماکر بندہ کو ممنون مشکور فرمائیں ع
از کریمان کارہا دشوار نیست **قولہ** ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا **اقول**
مخفی نہ ہے کہ اس حدیث مین عدم وراثت بصیغہ نفی جحد بلم وارد ہوئی ہے بمعنی مطلقا
نفی کے بلا قید نہ مقید ساتھ کسی قید کے کہ مخصوص بفرد دون فرد ھو کما صرح
فی کتب الصرف یعنے متروکات انبیا مین ترکہ و تقسیم نہین مطلقا ممتنع ہے یگانے
بیگانے ہر فرد کے لئے اور کسی فرد کے لئے مال متروکہ انبیا مین وراثت ثابت نہین **قولہ**
تعالی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک **و قولہ** الا ابلیس لم یکن
من الساجدین یعنے نگردانا جناب باری تعالی نے کوی ولد نہ یہ کہ کسیوقت مین
کوی ولد تھا اور نہین واسطے اوسکے کوئی شریک ملک مین نہ یہ کہ اوسکا کوی شریک تھا
اگرچہ بالفعل نہین۔ مگر نہ تھا ابلیس سجدہ کرنے والون سے نہ یہ کہ اوسنے کسی جز از زمانہ
مین سجدہ کیا اگرچہ اوسوقت نکلیا پس تقریر مذکورہ بالا سے یہ امر متحقق ہوا کہ نفی جحد بلم
مین مطلقا نفی ہے نہ مقید فثبت المدعی **قولہ** وانما اورثوا احادیث من
احادیثھم الخ **اقول** جاننا چاہئے کہ انما کلمہ حصر کا ہے نحو **قولہ** تعالے انما اللہ
الہ واحد جزین نیست کہ اللہ واحد ہے اے یگانہ و یکتا خلاصہ مرام یہ کہ انما
سے یہ فائدہ حاصل ہے کہ سوائے احادیث انبیا ای علوم دین و احکام
کے کسی شی مین وراثت جاری نہین فھو المطلوب **قولہ** مراد حضرت
اقول یہ ایک تاویل بعید بلکہ رکیک وواہی ہے لفظ حدیث کو اس پر ہرگز دلالت
نہین لفظ حدیث منقول کا ان الانبیاء لم یورثوا درھما ولا دینارا وانما
ورثوا احادیث الخ نہ ان الانبیاء لم یورثوا الھم درھما ولا
دینارا وانما اورثوا الھم الخ ہے تا کہ مراد و ہم صحیح ٹھرے اور ضمیر یورثوا
اور اورثوا کی راجع طرف انبیا کے ہے نہ علما کے تا مراد اول صحیح ہو اور مطلب حدیث

گا یہی کہ انبیا نے درہم و دینار یعنی متاع دنیوی تو اپنے پیچھے ارث کے طور پہ چھوڑی ہے
نہین پھر اگر تقسیم جاری ہو تو کس مین اونھون نے تو صرف متاع اخروی اپنی
احادیث میراث چھوڑی ہین تو ایسی صورت مین سواے علما کے اور کون انکا
وارث ہو سکتا ہے لفظ لم یورثوا اور انما جو کہ مفید حصر ترکہ کا ہے سوا احادیث
کے اور کوئی چیز متاع دنیوی سے بطریق ارث چھوڑنے کو گو صاف اڑا رہا ہے
تو پھر یہ کہنا کہ علم انبیا کے علما وارث ہین اور درہم و دنانیر انبیا کے اون کے اعزہ
واقارب تاویل رکیک و واہی نہین تو کیسا ہے یہ وہی مثل ہے کہ ہاٹ کھڑا
ہونے دے نہین اور کہے کہ پورا تولیو نبی تو فرماوین کہ انبیا نے سوا احادیث
اور کچھ بطریق ارث چھوڑا ہی نہین آپ فرماوین چھوڑا تو سہی مگر سوا احادیث کے
عزیزون کے لئے احادیث علما کے لئے واہ سبحان اللہ آپ کے اس تاویل کو
آپ ہی ایسے لوگ قبول کر سکتے ہین اہل حق تو ماشاء اللہ ایسے باتونکو چٹکیون مین
اوڑا دالتے ہین وللہ الحمد۔

قولہ اس حدیث مین وراثت متروکہ کی مراد نہین ہے **اقول** جس آیت یا حدیث سے
وراثت رشتہ دارونکی متروکات انبیا مین منصوص ہو تحریر فرماوین ومن ادعے
فعلیہ البیان احقر کو قبول کرنے مین کوئی عذر نہو گا فماذا بعد الحق الا
الضلال **قولہ** علماء امتی **اقول** یہ حدیث مجیب نے بے محل نقل کی ہے
کہ جسکو مضامین ماقبل و مابعد سے کچھ مناسبت نہین لہذا خارج از بحث ہے۔
قولہ محمد صادق فقط مولوی حیدر علی صاحب کے بنای **اقول** اکابر علماے
امامیہ خود مقر ہین چنانچہ ضیغم علی اخباری ابن مرزا شجاعت علی ایرانی
نے وصایای ضیغمی کے دوسرے باب مین اسکا ذکر کیا ہے ملا صادق شارح
کافی کلینی اور اوس سے عبارت لای ہین یہ امر مجیب کے قلت تتبع اور قصر نظر پر دال ہے

کہ محض استقصار الافحام کے اعتماد پر انکار ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم جناب
مولوی صاحب یہ احقر اپنے افسوسناک خیالات عرض خدمت کرتا ہے کہ جناب نے
بسبب نا قابلیت ہمارے کے بدست خاص تحریر جواب کے لئے توجہ مبذول نفرمائی
غالباً کسی مبتدی نے کہ جن کو قوانین عربیہ ہی ضبط نہین اور نہ کتب پر اونکی پوری اطلاع
بایما واشارہ جناب کے جواب لکھا ہے خیر مجیب کو مناسب تہا کہ اس تحریر کو بنظر استصلاح
مولوی صاحب کی خدمت مین گذرانا ہوتا تاکہ یہ زلتین جو تحریر مین واقع ہوی ہین نہوتین
لہذا متمنی آنجناب کی تحریر کا ہون تاکہ یہ خدشات دفع ہون ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
اور اگر آنجناب نے توجہ نفرمائی اور لاؤ بالی طور پر جواب ہوا تو بخیال تضیع اوقات بمجبوری
ہمکو سکوت ہوگا اگرچہ باقی ماندہ مقولات کا جواب بہی لکھا گیا ہی مگر بخوف طوالت اسپر بقدر
ضرورت اکتفا کی والسلام المرقوم ربیع الاول ۱۳۱۳ ہجری صلے اللہ علیہ وسلم یقول
المجیب **قولہ** مخفی نرہے **اقول** ایجاد بندہ کی خوشی مین ایسے گہبراگئے کہ کہین اطلاق
نفی بلحاظ افراد اور کہین بلحاظ اجزاء زمان لیتے ہین جب مسائل صرف نحو مین آپ اتنا
گہبراتے ہین تو تفسیر اور حدیث اور کلام وغیرہ مین تو خدا حافظ ہی لم مضارع کو ماضی منفی
کے معنی مین کرتا ہی نہ مقید کو مطلق کرتا ہی نہ مطلق کو مقید جسپر داخل ہوتا ہی اوسکی
افراد کی نفی کرتا ہی نہ افراد غیر کے اپنے ہی مثال سے سمجہ لیجئے **قولہ**
لم یکن من الساجدین **اقول** آپ ملاحظہ فرمائے کہ ابلیس سے
مطلق سجدہ کی نفی ہوے یا سجدہ مقید کی مطلق سجدہ کی نفی تو ہو نہین
سکتی کیونکہ اوسنے سالہا سجدہ خدا کیا تہا البتہ مقید سجدہ آدم کے
نفی ہوی جو سباق کلام سے مقید ہوگیا ہے اسیطرح لم یورث
مین نفی مطلق وراثت نہین بلکہ وراثت مقیدہ یعنی وراثت علماء سے ہی جو سباق کلام سے
مقید ہوگئے **قولہ** نہ یہ کہ اوسنے کسی جزء زمانہ مین سجدہ کیا **اقول** ترجمہ آپکا تینون جگہ

صحیح نہین نہ تو موافق آپکے تصریح بالا کے کیونکہ وہان آپنے اطلاق نفی بلحاظ افراد وارث لیا اور یہان بلحاظ اجزاء زمانہ لیتے ہین اور نہ موافق قاعدہ عربیہ کے کیونکہ نفی ازمنہ ثلاثہ کیلئے لم نہین ہے بلکہ فقط زمانہ ماضی کیلئے ہی اور نہ زمانہ ماضی مین بھے استغراق کیلئے نہین ہے بلکہ استغراق کے لئے لما ہے **قولہ انما کلمہ حصر کا اقول** یہ بھی بناء فاسد علی الفاسد ہی کلمہ حصر جسپر داخل ہوگا اوسکے افراد کو حصر کریگا نہ کہ افراد غیر کو پس حصر وراثت علما کا ہوگا نہ مطلق وراثت کا علاوہ اسکے آپ حصر اولٹا کیون کرتے ہین وراثت کو احادیث مین کیون حصر کیا احادیث کو وراثت مین حصر کیجیے جیسا کہ آیۃ انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل بہ لغیر اللہ مین حرمت اشیاء اربعہ مین محصور نہین بلکہ اشیاء اربعہ حرمت مین محصور ہین یہ جواب موافق آپکے تحریر وفہم کی دئے گئے ورنہ ترجمہ ومثال صحیح اسی سے یہ خدشات پیدا ہوے ورنہ کبھی دل مین وسوسہ بھی نہوتا لیکن غلطی مثال یہ ہی کہ قیاس لم یورثو کا لم یکن من الساجدین پر مع الفارق ہے سجد یسجد متعدی بیک مفعول ہے وہ بھی بذریعہ لام کے اور اورث یورث متعد بدو مفعول ہے لم یسجد ابلیس لادم مین ابلیس سے سجدہ آدم کی نفی ہوگئی اور لم یورث الانبیاء العلماء مالا مین انبیا سے وراثت مالی علما کی نفی ہوگی وبینہما بون بعید اور غلطی ترجمہ کے یہ ہی کہ اورث یورث باب افعال سے ہی بمعنی وارث گردانید اور اون افعال سے ہی جو متعد بدو مفعول ہوتے ہین اور اختصار ایک مفعول پر جائز ہے قال اللہ تعالی وکذلک اورثنہا قوما اخرین اور ان الانبیاء جملہ مستانفہ یا معللہ ہے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ ان الانبیاء لم یورثو العلماء درہما ولا دینارا وانما اورثو العلماء احادیث اور ترجمہ یہ ہوا کہ بیشک علما وارث انبیا ہین (اگر کسیکو شک ہو کہ علما کو انبیا نے اپنے مال سے کچھ نہین دیا تو وارث کیونکر ہوے وجہ یہ ہے

البیشک انبیا نے نہیں وارث کردانا علما کو درہم و دینار کا یعنی مال کا جزین نیست کہ وارث گردانا انہیں
انبیا نے علما کو اپنے احادیث کا یعنے علم کا اور یہان حذف مفعول بغرض دفع توہم سامع اراد و
بہم مراد کے ہو اگر علما مذکور ہوتا تو قبل ذکر دینار و درہم سامع کو وہم نفی وراثت مطلق کا ہوجاتا
علما سے اور وہ مراد متکلم نہ تہی اور چونکہ غرض متکلم اثبات ایراث انبیا للعلما ہے لہذا تنزیل
فعل بمنزلۃ اللازم جائز نہیں بلکہ تقدیر مفعول بحسب قرینہ واجب ہے اور اسوجہ سے کہ مخاطب
کو فقط ایراث علمی مین شک تہا کہ انبیا مین لہذا حصر مین بہی قصر الصفۃ علی الموصوف
ہوگا نہ بالعکس **قولہ** تاویل رکیک **اقول** یہ تاویل نہین بلکہ معنی حدیث ہی **قولہ**
ان الانبیاء لم یورثوا لھم الخ **اقول** حضرت نے تو یہی فرمایا ہے اب نہ سمجہے تو
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ اور لہم مین لام کی ضرورت نہین تعدیہ یورث کا بلا واسطہ
ہوتا ہی شاید آیہ کلام مجید مین لعبد من الساجدین کے لفظ **لہ** نہ ہونیسے وہان بہی
آپ مطلب ولٹا سمجہتے تھے چونکہ آپنے نفی وحصر کے لئے تاکید کی تہی لہذا آپکے ارشاد کی
تعمیل کی گئی اور نیز بلحاظ جدت مضمون کے اوسکی قدر کی گئی ورنہ اس تطویل کی ضرورت
نہی کیونکہ حدیث مذکور کا راوی ابو البختری ناصبی ہے اسوجہ سے علما کے نزدیک مستند
نہین چہ جائیکہ مخصص حکم کلام مجید ہو اور چونکہ جملہ اول حدیث کا متواتر المعنی ہے اور جملہ
ثانیہ بہی خلاف نہین اس لئے وثوق سے صاحب کلینی نے اسکو درج کتاب کیا ہے **قولہ** الحق
ماشاء اللہ **اقول** فرمانا آپکا صحیح ہے اور ابہی دیکہہ بہی لیا آپنے الحق ہونیکی فکر کیجئے
قولہ احقر کو قبول کرنیمین **اقول** خداوند عالم آپ کو اور سب مسلمانونکو قبول حق کی
توفیق عطا کرے اور غشای تعصب و عناد کو دور کرے اور زمرۂ متمسکین بالثقلین مین
گردانے بہ محمد و آلہ **قولہ** یہ حدیث مجیب نے مجمل نقل کی **اقول** یہ تو مجمل نہین مقصود مجیب یہ ہے
کہ پہلے انبیا اپنے رسول صاحب شریعت کی علم کے وارث ہوتے تہے نہ مال کے اب بعد
ختم رسالت کی انبیا نہونگے بجائے اونکے علما وارث علم رسالتماب ہونگے نہ وارث مال

البتہ اپنے حدیث حیطان سبعہ بے محل نقل کی تھی کیونکہ بحوث عنہ عدم وراثت مال متروکہ ہے نہ مال موقوفہ اور حدیث مذکور ثانی پر دلالت کرتی ہے نہ اول پر **قولہ** مجیب کے قلت تتبع **اقول** آپکو صدیث صحیحین یاد نہین ہین مجیب کو اگر کوی کتاب غیر متعارف ومتداول بین العلماء کے مضمونکا خیال نہو تو کونسا مقام طعن ہے نہ مولوی ضیغم علی اکابر علماے امامیہ ہین نہ اونکی کتاب متداول ومستند ہے اور بالفرض اگر کوی مولوی محمد صادق ہون بھے اور اسکے قابل بہی ہون تو قول اونکا خلاف قرآن وحدیث ومسلمات قوم کب مسلم ہوگا اپ لوگ تو اپنے بڑے بڑے مفسرین ومحدثین کو جب خلاف کہتے ہین تو حاطب اللیل بتاتے ہین اورجس قول مین اونکے ادنی بہی مخالفت مذہب ہوتی ہے اوسپر حاشیہ فیہ رائحۃ من الرفض چڑہاتے ہین **قولہ** قصر نظر **اقول** یہ آپکی سمجھ کا قصور ہے کہ قصیر النظر کو آپ وسیع النظر سمجھتے تہے **قولہ** محض ستقصا **اقول** جسطرح اپ محض تحفہ اور ایات بینات کے اعتبار پر بلا سمجھے رطب ویابس لکھدئے ہین **قولہ** جناب مولوی صاحب **اقول** جناب حافظ صاحب یہ کوی برا ماننے کی بات نہین علما کا یہی دستور ہے کہ مناظر ہم مرتبہ سے مناظرہ کرتے ہین ورنہ سکوت اختیار کرتے ہین یا کسی شاگرد کو جو اوسکے ہم رتبہ ہو جواب لکہنے کو کہدیتے ہین آپنے سُنا ہوگا کہ ملا باقر داماد سے کوی صاحب رفع گمنامی کیلئے طالب مناظرہ ہوے اونہون نے جواب مین لکہدیا کہ کلام مافہمیدن کمال شماست نہ کہ بامن مجادلہ کردن ونامش مناظرہ نہادن **قولہ** یہ زلتین جو تحریر مین واقع ہوی ہین **اقول** اب آپ ہی فرمائین کہ تحریر مبتدی مین زلت تہی یا فہم منتہی مین **قولہ** متمنے آنجناب کے تحریر کا **اقول** یہ تمنا بیکار ہے افہم سخن چون نکند مستمع۔ قوت طبع از متکلم مجوے **قولہ** بخیال تضیع اوقات **اقول** یہی خیال تو مولوی صاحب کا بہی باعث سکوت ہے **قول** مجیب کو مناسب تہا **اقول** یہی آپ کی خدمت مین بہے التماس ہے فقط دوسرون کو

نصیحت کرنا ٹھیک نہیں ہے خود ناگرفته پند مده پند دیگران ٭ پیکان به تیر
مانند انگاه پریشان۔ اور ایک التماس اور بھی ہے کہ جس جواب کا مطلب
آپ کی سمجھ میں نہ آوے تو پہلے خوب سمجھ لیا کیجئے پھر حق و باطل کا تصفیہ
کیا کیجئے **قال المولف** مخفی نہ رہے کہ مجیب نے اس تحریر کے جواب میں
ایسے ایسے کریہ الفاظ استعمال فرمائے ہیں کہ جسکو نقل کرنا مناسب نہیں اسلئے
بموجب ملالت خاطر ناظرین ہے صرف اوس عبارت کو درج ذیل کرتے
ہیں جس سے بحث منظور ہے جواب شیعہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی
علی رسوله الکریم جو آیت وراثت کی سائل نے پوچھی ہے اوسکا جواب یہ ہے
کہ جس طرح احکام خدا کے نماز و روزہ و حج و زکوۃ وغیرہ قرآن میں وارد ہیں
سب کے مکلف ہمارے نبی اور امت نبیؐ ہے اسی طرح جس آیت سے
احکام میراث ہمنے سمجھے ہیں ہمارے نبی کے وراثت پر وہی دال ہیں
اس میں کسی مسلمان کو جائے گفت نہیں ہے اگر ہم سے کوئی وجوب نماز
و روزہ و حج اور تمام عبادات اور معاملات کی کوئی آیت خاص جناب
رسول خدا صلعم کے نسبت پوچھے تو ہم کیا جواب دیں گے فقط تاریخ ۲۷ ربیع
الاول سنہ ۱۳۱۱ ہجری **رد جواب شیعہ و سوالات اہل سنت**
بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین
اصطفی اما بعد واضح رائے ناظرین ہو کہ اس تحریر میں مجیب نے جو کچھ خامہ
فرسائی کی ہے یعنی کلام ثقیلہ و سبیہ کا استعمال فرمایا ہے اگر جواب اوس کا
ترکی به ترکی ممکن تھا مگر چونکہ وہ بعید از مقصد و خلاف تہذیب تھی لہذا
جواب اوس کا ہمارے نزدیک خاموشی ہے اور جو اصل غرض ہے اوس سے
ہم بحث کرتے ہیں و باللہ التوفیق **ف** یہ بالبداہتہ ثابت ہے کہ جمیع

احکام مین انحضرت صلعم اور امت مساوی نہین ہین اس لئے نماز تہجد حضرت پر
فرض تہی امت پر نہین صوم وصال آپ رکہتے تھے امت کو منع فرمایا حضرت کے
لئے سونا ناقص وضو نتہا بخلاف امت کے حضرت کو چار سے زیادہ نکاح
کرنا منصوص ہے امت کو ممنوع اور بقول بعض حضرت پر زکوۃ نہ تہی وقس
علی ہذا من المستثنیات قولہ جس آیت سے احکام میراث اقول مجیب نے
محض اپنی سمجہ سے کام لیا ہے خواہ واقع مین ہو یا نہو وہ ایتین وراثت نبوکی
دلیل کیونکر ہوسکتی ہین باوجودیکہ اوس کے خلاف ایتین موجود ہین اگر مجیب کے
نہین معلوم تو ہم بفحوائے ومن اظلم ممن کتم شہادۃ عندہ من اللہ
عرض کرتے ہین بنظر انصاف ملاحظہ ہو اول معلوم کرنا چاہئے کہ جو کچہ جائداد
انحضرت صلعم کو حاصل ہوی وہ دو طور پر تہی خمس اور فے اونکی تقسیم جناب باری
نے خود فرمای قولہ تعالے واعلموا انما غنمتم من شئے فان اللہ خمسہ
وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل یعنے جانو
اے لوگو تحقیق وہ چیز کہ غنیمت حاصل کے تم نے کس شے سے پس تحقیق واسطے
اللہ کے خمس اوسکا اور واسطے رسول کے قرابت کے اور یتیمون کے اور
اور مسکینون اور مسافرون کے اور مال فے کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے
ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القرے فللہ وللرسول ولذی القربے
والیتمی والمساکین وابن السبیل یعنے خمس کے سے تقسیم فی کی بہی اللہ
تعالی نے فرمای پس ثابت ہوی یہ بات کہ یہ حکم خلاف احکام میراث ہے
اس نص صریح سے مجیب کی ساری تقریر مثل ہباء منثورا کی بے اصل
ہو گئی الحمد للہ کہ ہمارے دعوی بکلام ربانی پایہ ثبوت کو پہونچ گیا
اگر عند المجیب کوی ثبوت درباب جریان وراثت در متروکات

انبیا موجود ہو تو پیش کریں ہاتو برھانکم ان کنتم صادقین یقول المجیب **قولہ** ایسے الفاظ کر یہ **اقول** مجیب کا کلام جو ہمنے دیکھا ہے اوس مین تو سخت کلامی نہین ہے مگر قلم در کف دشمنست کسی نے بڑھا دیا ہوگا الفاظ کر یہ مناظرہ کے خلاف ہین اور شان علما سے بعید خداوند عالم فرماتا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم باللتی ھی احسن البتہ بعض صاحب مجادلہ پر کمر باندہ تے ہین تو بہ مقتضاے کلوخ انداز را پاداشش سنگ ست جواب ترکی بہ ترکی دینا پڑتا ہے اور اوس وقت داخل عیب نہین قال اللہ تعالی لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم۔

قولہ مگر چونکہ وہ خلاف تہذیب تے **اقول** ابتدائے کتاب مین بہی اسی پر عمل کرتے تو بہتر تہا خراب بہی مضائقہ نہین فانما الاعمال بالخواتیم **قولہ** یہ بات بالبداہۃ **اقول** اسکا تو مجیب نے بہی انکار نہین کیا اور نہ کسیکو خصایص جناب رسالتماب مین انکار ہوسکتا ہی مگر بمقتضاے الزیادۃ علی الکتاب نسخ حکم عام سے کسیکو مستثنے کرنا ایک جزء حکم کو منسوخ کرنا ہے اوسکے واسطے دوسرے آیہ کلام مجید یا حدیث قطعی الثبوت صریح الدلالت متیقن الصیحۃ درکار ہی احکام نکاح سے خود خداوند عالم نے حضرتکو مستثنے فرمایا اور احکام مخصوصہ حضرت علیحدہ بیان کر کے خالصۃ لک من دون المومنین فرمادیا وراثت مین حضرت کس آیۃ سے مستثنے ہین الحمد للہ کہ نظم کلام مجید اعجاز ہے ورنہ کوی آیت بہی مثل حدیث بنائی جاتی مقام انصاف ہے کہ ایسے اہم مسئلہ کو جناب رحمۃ للعالمین اپنے اقربا سے

نہ فرماتے اور ایک حدیث فضیلت علما مین اوسکو ضمناً بیان فرماتے **قولہ** مجیب کو
نہین معلوم **اقول** مجیب کا کیا ذکر یہ آیتین تو خلیفہ صاحب کو بھی نہین معلوم ہین ورنہ
جناب سیدۂ کے روبرو پیش کر دیتے اور حدیث بنانے کی ضرورت نہ پڑتی مگر وہ تو
صاحب زبان تھے معنی قرآن مجید کو سمجھتے ہونگے اور جانتے ہونگے کہ اس آیہ کو تخصیص ورثت
سے کوئی تعلق نہین بلکہ اس آیت کے پیش کرنے سے جناب سیدۂ تین حصہ کا دعوی کرینگی
حصہ خدا و رسول کا وراثۃ اور حصہ ذوی القربی کا اصالتاً **قولہ** ومن اظلم ممن کتم
اقول مگر اس آیت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا کیجئے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا
او کذب بالصدق اذ جاءہ **قولہ** جو جائیداد حضرت **اقول** یہ صحیح نہین اور
اسی بنا پر آپ ان آیتون کو استدلال مین لائے اور مخصص آیہ میراث سمجھے خدا نے
حضرت کی جائداد کی تقسیم نہین کی ہے بلکہ خمس وفی کی تقسیم کی ہے اور خمس وفی
حضرت کی جائداد نہین ورنہ جائداد رسول مین سہم رسول بہ تملیک نے الملک اور
اتحاد القسم بالمقسم کیسا بلکہ اس تقسیم مین خدائے عزوجل نے جو حصہ رسالت مآب
مقرر کیا ہے اور اوسپر لام تملیک داخل کر کے ملک جناب رسالتمآب مین کر دیا
ہے وہی سہم جائداد حضرت رسالت مآب ہے نہ کل خمس وفی **قولہ** پس ثابت
ہوے **اقول** یہ حکم خلاف میراث نہین بلکہ موکد حکم میراث ہے کیونکہ اوسپر
لام تملیک داخل کر کے ملک رسالت مآب مین کر دیا جس سے احتمال متولی
ہونے کا باطل ہو گیا اور جس چیز کے حضرت مالک ہوے بعد آنجناب کے اونکے
ورثہ کو ملے گا **قولہ** اگر عند المجیب کوئی ثبوت **اقول** ہم لوگون سے آپ کا
ثبوت طلب کرنا خلاف قاعدہ ہے دیکھئے حضرت ابوبکر نے جناب سیدۂ سے
ثبوت نہین طلب کیا بلکہ اسوجہ سے کہ مدعی تخصیص وراثت جناب رسالتمآب
نے خود ثبوت پیش کیا مگر آپ کے خاطر سے چند ثبوت لکھے جاتے ہین اگرچہ

اس کی تفصیل کو ایک کتاب علیحدہ چاہئے اول آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم
کے حکم مین جناب رسول خدا داخل ہین اور کوئی آیت یا حدیث قابل تخصیص
مخصیص حضرت نہین ہے دوم آیہ اولی الارحام اولی بعضھم ببعض فے
کتاب اللہ یعنی اقربا بعض بعض کے وارث ہین کتاب خدا مین اس حکم مین بھے
جناب رسالتماب داخل ہین کہ اپنے مورثون کے خود وارث ہون اور اون کے
ورثہ اون کے وارث ہون چنانچہ خود حضرت مکان آبا و اجداد کے مکہ مین وارث
ہوے اور مال خدیجۃ الکبرے رضی اللہ عنہا کے جیساکہ مفسرین نے تفسیر ووجدک
عائلا فاغنی مین بیان کیا ہے پس اس آیت سے بطلان لانورث ولانورث
دونون کا ہوتا ہے سوم آیہ وورث سلیمان داؤد جس سے وراثت انبیا
ثابت ہوتی ہے اور تفصیل اسکی ہمنے اور نیز مجیب نے بیان کی ہے چہارم
آیہ رب ھب لی ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب یعنے حضرت زکریا نے
دعا کی کہ خداوندا مجھکو وارث عطا کر کہ میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو یہان بھی
وراثت مالی ہے کیونکہ وراثت علمی کو تو انبیا و علما کافی تھے طلب فرزند کی
کیا ضرورت تہی تفسیر لباب مین ہے قال بن عباس والحسن والضحاک
بوراثۃ المال فی الموضعین یعنے ابن عباس وضحاک وحسن دونون جگہ
وراثت مالے کے قائل ہین اور ملا علی قاری نے شرح مشکوۃ مین حسن سے
روایت کی ہے ہی وراثۃ مال لانبوۃ والا لم ثقل انی خفت الموالی
من ورائ اذ لا یخافھم علے النبوۃ یعنے یہان وراثت مالی مراد ہے
نہ وراثت نبوت ورنہ یہ نہ فرماتے کہ بیشک مین خوف کرتا ہون اپنے اقربا سے
بعد اپنے کیونکہ اوپر نبوت کا خوف نہین فرماتے تھے یعنی حضرت زکریا کو یہ خوف
تہا کہ اقربا یعنے بنی عم اونکے مال کو بے موقع نہ صرف کرین اور اسکا خوف تہا

کہ بنی عم میرے نبی نہو جائین بہ تخصیص وراثت مالی جب ہو گئے کہ مراد یعقوب سے
عزیز حضرت زکریا ہون اور اگر مراد یعقوب سے حضرت یعقوب نبی ہون تو دونون
جگہ وراثت سے عام وراثت مراد ہوگے مالی و علمی سے مگر حضرت زکریا
سے کلاً اور حضرت یعقوب سے بعضاً جیسا کہ من تبعیضیہ سے ظاہر ہوتا ہے
اور فخر الدین رازی نے بھی تفسیر کبیر مین عموم وراثت کو اولی لکھا ہے اور بعض
علما اول سے وراثت مالی اور ثانی سے وراثت علمی مراد لیتے ہین جیسا کہ
معالم التنزیل مین ہے قال الحسن معناہ یرثنی مالی ویرث من ال یعقوب
النبوۃ **پنجم** آیہ ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان والاقربون
یعنے سب کے لئے ہمنے وارث گردانا متروکہ والدین واقربا مین اسمین اولاد
واقربائے رسول بھی داخل ہین اور لفظ کل حصر افراد پر دال ہے **ششم** آیہ
للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب
مما ترک الوالدان والاقربون یعنے مردون کے واسطے حصہ ہے متروکہ والدین
واقربا مین اور عورتون کے واسطے بھی حصہ ہے متروکہ والدین واقربا مین **ہفتم**
ابن حجر نے اصابہ مین لکھا ہے کہ جب زید کو اونکے باپ حارثہ طلب کرنے آئے
تو جناب رسول نے فرمایا کہ زید ابنی یرثنی وارثہ یعنے زید میرا بیٹا ہے میرا وہ
وارث ہوگا اور مین اوسکا وارث ہون گا یہان وراثت علمی مراد نہین ہو سکتی
ورنہ علم زید کو علم رسالت مآب پر ترجیح لازم آئے گی اور نہ وراثت نبوت کیونکہ
حضرت خاتم الانبیا ہین لہذا وراثت مالی مراد ہوگی **ہشتم** صاحب اعلام الورے نے
قصہ سورہ برات مین لکھا ہے کہ جب جناب رسول خدا نے حضرت ابوبکر سے
سورہ برات واپس لیکر حضرت علی کو دی تو حضرت ابوبکر نے وجہ دریافت کی
آپ نے فرمایا کہ جبریل امین حکم رب العالمین لائے کہ تبلیغ احکام خدا یا خود

آپ کیجئے یا ایسا شخص جسکو آپ سے خصوصیت کاملہ ہو وعلی منی وانامنہ وھو وارثی یقضی عنی دینی الخ یعنے علی مجھسے ہے اور مین اوسے ہون اور وہ وارث میرا ہے قرض میرا ادا کریگا یہان بہی وراثت مالی مراد ہے بقرینہ قضاے دین

نہم حدیث وراثت ابن عمی دون عمی ہے جسکو امام نسائی نے کتاب الخصائص مین اور اکثر علماے اہلسنت نے لکھا ہے **دہم** اہل عقل وایمان وانصاف کے لئے اقوی الدلائل ہے یہ کہ طلب کرنا جناب سیدہ کا میراث ترکہ رسالتماب کو دلیل قوی ہے اس بات پر کہ ترکہ انبیا مین حکم میراث جاری ہے کئی وجہ سے پہلے یہ کہ جناب سیدہ اہلبیت وعترت رسول مین جنکی اقتدا وتمسک کے لئے جناب رسول خدا نے جمیع امت اور خصوص اصحاب کے لئے تاکید اکید فرمای اور اونکے اتباع کو سبب نجات فرمایا جیسا کہ مشکوۃ شریف اور اکثر کتب اہلسنت مین ہے قال رسول اللہ صلعم انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی لن تضلوا بعدی ما ان تمسکتم بہما ولن یتفرقا حتی یردا علے الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما یعنے جناب رسولخدا نے فرمایا کہ مین تم مین دو بہاری چیزین چھوڑتا ہون کتاب خدا اور اپنے عترت اہلبیت کو نہ گمراہ ہو گے بعد میرے جب تک انکو پکڑے رہو گے اور یہ دونون ہرگز آپس سے جدا نہونگے یہان تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آئین پس دیکھو کیسا معاملہ کرتے ہو تم ان سے بعد میرے دوسرے یہ کہ جب اہلبیت قابل میراث ہین تو قرآن مجید بہی ضرور قائل ہوگا اور اون کے تصدیق کریگا ورنہ خلاف لن یتفرقا لازم آئیگا تیسرے یہ کہ یہ آل عبا واہل کسا ہین کبہی دعوی دروغ انسے ممکن نہین خدا نے ہر رجس وگندگی سے انکو پاک کیا ہے ممکن نہین کہ گناہ کرین چہ جائے کہ گناہ پر اصرار کرین اور تا دم مرگ

ترک تکلم کریں قال اللہ تعالی انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا یعنے خدا ارادہ کرتا ہے کہ تم اہل بیت سے گندگے دور کرے
اور پاک کرے تمکو پاک کرنے کر جو تھے یہ کہ اقرب رسالت مآب ہیں اور بحکم
آیہ وانذر عشیرتک الاقربین اگر حکم امتناع ترکہ انبیا مین ہوتا تو حضرت
رسالت پناہ سب سے پہلے اون کو مطلع فرماتے پانچوین صدقہ ان پر حرام ہے
اگر ترکہ انبیا صدقہ ہوتا تو اوسکے طلب سے بالضرور حضرت رسول خدا انکو
منع فرماتے تلک عشرۃ کاملہ اب چند دلیل اجماعی وقیاسی بہی پیش
کرتا ہون کہ جس پر آپ کے مذہب کا دارومدار ہے اور یہ آپ کی خاطر ہے
یازدھم اسپر اجماع اہلبیت ہے کیونکہ جناب سیدہ وازواج مطہرات
بروایت بخارے وابوداؤد اور حضرت علے وعباس بروایت مسلم وابوداؤد
طالب وراثت ہوے اور بمقتضاے اھل البیت ادری بما فی البیت
ان سے زیادہ کون واقف احکام خدا ورسول ہوگا دوازدھم
اس پر اجماع خلفاے راشدین ہے کیونکہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر نے متروکہ
رسالت مآب سے سلاح ومصلی وبغلہ بیضا وغیرہ حضرت علے کو دیا تہا اور صدقہ
بنی ہاشم پر حرام ہے لہذا وراثۃ دیا ہوگا اور بعض روایت سے ثابت ہوتا ہے
کہ اولا فدک بہی جناب سیدہ کو ورثہ مین دیا تہا پہر بمصلحت واپس لیا جیسا کہ
سبط ابن الجوزی نے مرات الزمان مین علی ابن الحسین سے روایت کی ہے
جاءت فاطمۃ بنت رسول اللہ الی ابی بکر وھو علی المنبر فقالت
یا ابا بکر افی کتاب اللہ ان ترثک ابنتک ولا ارث ابی فاستعبر
باکیا ثم قال بابی انت ثم نزل فکتب لھا بفدک ودخل علیہ
عمر فقال ماھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ میراثھا من ابیھا

قال فلما اتفق علے المسلمین وقد حاد بتلک العرب کما قوی ثم اخذ عمر الکتاب فشقہ یعنے حضرت فاطمہ حضرت ابوبکر کے پاس آئین اور وہ منبر تھے اور کہا کہ اے ابوبکر کیا کتاب خدا مین ہے کہ تمہارے بیٹے تمہارے وارث ہو اور مین اپنے باپ کی وارث نہون پہر حضرت ابوبکر رونے لگے اور کہا کہ میرے آبا تمپر فدا ہون اور اوتر کے نوشتہ فدک لکہا پس حضرت عمر آے اور پوچہا کہ یہ کیا ہے ابوبکر نے کہا کہ نوشتہ میراث ہے کہ مین نے دربارہ میراث رسول لکہدیا ہے کہا عمر نے پہر کیا خرچ کروگے مسلمانون پر اور اسوقت تمسے عرب برسر جنگ ہین اور اوس نوشتہ کو پہاڑ ڈالا انتہی اور بعض روایت سے خود قائل ہوتا حضرت ابوبکر کا ثابت ہوتا ہے جیساکہ احمد ابن حنبل اور ابو داؤد اور بیہقی وغیرہ نے روایت کی ہے عن ابی الطفیل قال لما قبض رسول اللہ صلعم ارسلت فاطمۃ الی ابی بکر انت ورثت رسول اللہ ام اھلہ قال فقال لا اھل اھلہ الخ یعنے بعد انتقال رسول خدا حضرت فاطمہ نے کسیکو ابوبکر کے پاس بہیجا کہ تم وارث رسول خدا ہو یا اون کے اہل بیت کہا ابوبکر نے کہ نہین بلکہ اون کے اہلبیت وارث ہین اور خلیفہ دوم حضرت عمر نے فدک بعد استحکام سلطنت واپس کیا کما ذکر تہ اور صدقہ بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کو دینا جائز نہین لہذا وراثۃ دیا ہوگا اور خلیفہ سوم حضرت عثمان نے وکالت ازواج مطہرات کی تہی طلب میراث مین پس اگر قائل وراثت نہوتے تو وکیل کیون ہوتے اور خلیفہ چہارم حضرت علے خود طالب میراث تہے اور خلیفہ پنجم عمر بن عبد العزیز نے فدک بقول آپ کے امام محمد باقر علیہ السلام کو دیدیا اور صدقہ آل محمد پر حرام ہے لہذا وراثۃ دیا ہوگا اور ظاہر ہے کہ کل خلفاے عباسیہ مذہب حضرت عباس

پر تھے اور اسیوجہ سے اپنے کو وارث رسول جانتے تھے پس بمقتضائے
تمسکوا بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین کما فی المشکوۃ آپکو وراثت
انبیا تسلیم کرنا ضرور ہے سیزدھم بدلیل قیاسی وھوان عدم الایراث
قول یجری حکمہ بعد الموت وکل قول یجری حکمہ بعد الموت
فھو وصیتہ نتیج ان عدم الایراث وصیتہ فنجعلہ صغری القیاس
ونقول ان عدم الایراث وصیتہ ولا یجوز الوصیتہ للورثۃ نتیج انہ
لا یجوز عدم الایراث للورثۃ اما الصغری فظاھرۃ واما الکبری
فلقولہ علیہ السلام لا وصیتہ لوارث ولا یرد النقض بجریانہ
فی الاموات فانا لا نقول بایراث المیت للورثۃ بل ھم وارثون
بحکم اللہ وان الحکم الا للہ چہاردھم بدلیل خلف لو لم یکن
المدعی (ای الوراثۃ) ثابتاً لثبت نقیضہ (ای عدم الوراثۃ)
لکن النقیض باطل فالمدعی ثابت اما المقدم فظاھر واما الثانی
فلانہ مستلزم لاضرار الورثۃ واللازم باطل بالقران المجید
فالملزوم مثلہ یہ چودہ دلیلین ہمہ بتصدق چہاردہ معصومین اہل انصاف کے
لئے کافی ہین اور خوبی انکی اہل علم پر ظاہر ہے فالحمد للہ رب العالمین
قولہ اس تقریح سے مجیب کی ساری تقریر **اقول** الحمد للہ کہ ہمارے
بیان سے اقوال مخالفین اہل بیت مثل اونکے اعمال صالحہ کے ہباءً منثورا
ہو گئے قال اللہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباءً منثورا
قولہ ھاتوا برھانکم **اقول** انی جئتکم ببینۃ من ربکم فآمنوا لہ
قولہ اب ہم چند شواہد **اقول** یہ سب حدیثین امام نے اوسی آیت کے
تفسیر مین فرمائے ہین جیسے آپ وہان مطلب غلط سمجھے تھے یہان بھی

غلط سمجہ رہے ہین جو خمس و فے کہ بعد عہد رسالتماب حاصل ہون اوسکے سہم خدا
وسہم رسول کا مستحق قائم مقام رسول ہوگا بشرطیکہ امام برحق من جانب اللہ ہو ورنہ
وہ بہی داخل غصب ہوگا البتہ اگر جناب سیدہ اوس خمس و فے سے طلب فرمائین
جو خلیفہ صاحب کے زمانہ مین حاصل ہوئین تو وہ فرماسکتی تہی کہ اب اسمین آپ کا حصہ
نہین سہم خدا وسہم رسول کا مین مالک ہون اور سہم اقربائے رسولؐ کے میرے اقربا
مالک ہونگے اور شاید اسے خیال سے اقربائے رسول اللہؐ کو نہین دیتے تھے اور
اپنی دختر حضرت عایشہ کو دس ہزار درہم سالانہ کہ اور ازواج کے نفقہ سے بہت زیادہ
تہا عنایت فرماتے تھے اور شاید اسی خیال سے حضرت عثمان نے بہی فدک اپنے سالی
مروان کو عطا کردی تہی قال المولف اب ہم اور بہی چند شواہد یعنی احادیث
آئمہ کتب معتبرہ شیعہ سے پیش کرتے ہین کہ جس سے ہمارے دعوی کی تصدیق اور ہمارے
مخالف کی تکذیب ناظرین پر کالبدر المنیر روشن و اشکارا ہو جاے گی بعون اللہ و توفیقہ
تفسیر صافی مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے درباب فے منقول ہے وھی للّٰہ
وللرسول ولمن قام مقامہ بعدہ یعنے مال فے واسطے اللہ کے ہے اور واسطے
رسول کے اور واسطے اوس شخص کے قائم مقام ہو رسولؐ کا بعد رسولؐ کے
ف ناظرین انصاف بین غور فرماوین کہ بقول امام جو شیعون کے نزدیک معصوم
اور ہمارے نزدیک محفوظ ہین وقف وہبہ ومیراث سب باطل و دعوی بلادلیل
ہے ونیز اوسی کتاب مین ہے الانفال مالم یوجف علیہ بخیل ولا رکاب
او قوم صولحوا او قوم اعطوا بایدیھم وکل ارض خربۃ وبطون الاودیۃ
فھو لرسول اللہ وھو للامام من بعدہ یضعہ حیث یشاء یعنے وہ غنیمت
جو کہ نہین دوڑای گئے اوسپر گہوڑے اور نہ اونٹ یا کسی قوم نے صلح کیا یا کسی
قوم نے عطا کیا بطریق ہدیہ اپنی ہاتہون سے اور ہر زمین غیر آباد اور وادے

پس وہ واسطے رسول اللہ صلعم کے ہے اور وہ واسطے امام کے ہے جو کہ
ہو بعد رسول کے رکھے اوسکو یعنے صرف کرے اوسکو جس جگہ چاہے پس
اگر یہ مال خاص کسیکا ہوتا تو یہ نفرماتے اضعہ حیث لیشاء اور آیہ واعلموا
کے تحت مین مصرف خمس کے بیان مین صاحب تفسیر صافی تحریر فرماتے ہین
وفی الکافی عن الرضاء انہ سئل عن ہذہ الایۃ فقیل لہ فما کان للہ
فلمن ہو فقال لرسول اللہ وما کان لرسول اللہ فہو للامام یعنے سوال
کیا گیا حضرت امام رضا سے اس آیت کا پس کہا گیا آپسے پس وہ شے کہ واسطے اللہ کے ہے
پس وہ کسکے لئے ہے فرمایا کہ واسطے رسول اللہ صلعم کے اور جو شے کہ واسطے
رسول اللہ کے ہے پس وہ واسطے امام کے ہے اور تفسیر قمی سے بیان کیا ہے
سہم اللہ وسہم الرسول یرثہ الامام یعنے حصہ اللہ تعالے کا اور حصہ رسول کا
وارث ہوگا اوس کا امام صاحب شافی شارح کلینی نے لکھا ہے کہ انبیا سے
جو کچھہ باقی رہ جائے اگرچہ ترکہ ہے لیکن اوسمین حکم ترکہ کا نہین ہے اور
من لا یحضرہ الفقیہ مین اس مضمون کو حضرت امیر سے وصیت محمد بن حنفیہ
مین نقل کیا ہے اور نزدیک شیعون کے عورتون کو عموماً زمین مین حصہ نہین ہے
چنانچہ من لا یحضرہ الفقیہ مین لکھا ہے فالارض والعقار فلا میراث لہن
فیہا یعنے زمین وعقار پس نہین ہے میراث واسطے عورتون کے اوس مین
پس اقوال آئمہ سے معلوم ہوا کہ امام وہ ہے جو قائم مقام ہو رسول خدا کے
اور صفات اوسکے یہ ہونا چاہئین کہ حدود شرع کو قائم کرے یعنی امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر وغیرہ اور جہاد کو قائم کرے اور کفار سے لڑے کیونکہ امام
جب ان صفات سے موصوف ہوگا تبھی مال غنیمت اور فے کے تحصیل ممکن
ہوگی جسکا حکم باقوال آئمہ مذکور ہوا کہ اس مین حصہ وترکہ وتقسیم نہین فتدبر

تفکر و لا تکن من المتعصبین چشم بینا گوش شنوا چاہئے انسان کو۔ ورنہ نابینا کو یکسان ہے دن بہی اور تاریک رات **قولہ** کسی مسلمان کو **اقول** جو آپ ایسے سادہ لوح مسلمان ہین اون کو جائے گفت نہوگی جو واقف احکام آلٰہی ہین وہ کیونکر نہ کہین گے ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ **قولہ** اگر ہم سے کوی وجوب نماز **اقول** اس سے معلوم ہوا کہ مجیب محض مجبور ہی کوی آیت یا حدیث درباب اثبات وراثت در متروکات انبیا پیش نہین کر سکتے جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولے ونعم النصیر المرقوم ۴ ربیع الاول بقول المجیب **قولہ** ناظرین انصاف بین **اقول** بشرطیکہ وہ ناظرین جاہل ہون حتی کہ صرف ونحو کے سمجہنے کے لیاقت نہ رکہتے ہون اس آیت مین لازم تملیک ہے جس سے جناب رسالت مآب اپنے سہم کے مالک مستقل ہین اور جب مالک ہین تو جو چاہین کرین وقف کرین ہبہ کرین یا اپنے وارثون کے لئے چہوڑ جائین باطل کوی اہل باطل ہے کہے کا **قولہ** ہمارے نزدیک محفوظ **اقول** اگر واقع مین محفوظ عن الخطاء سمجہتے ہین تو طلب میراث مین بہی ایسا ہی سمجہتے پہر اتنا جہگڑا کیون کرتے ہین دل سے محفوظ جانتے ہین اور زبان سے خاطی ثابت کرتے ہین اور مصداق قولہ تعالے وجحدوابھا واستیقنتھا انفسھم اور یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا بنتے ہین **قولہ** فے الکافے **اقول** دیکہئے اس حدیث مین مطلب سابق اور واضح ہے کہ سائل نے سوال کیا کہ خمس وفے عہد رسالتمآب کی تقسیم تو خدا نے فرمای اور بعد حضرت کے جو خمس وفے حاصل ہو اوسکے سہم رسول کا کون مستحق ہوگا آپ نے فرمایا کہ سہم خدا رسول کو ملتا تہا اور بعد اون کے سہم خدا وسہم رسول کا مستحق امام ونائب رسول ہوگا **قولہ**

اور تفسیر قمی سے **اقول** دیکھیے اس حدیث مین اور واضح ہے یعنے سہم خدا و سہم
رسول کا وارث امام ہوگا نہ کہ ترکہ خدا و ترکہ رسول خدا کا مین آپ کا مشکور ہون
کہ چند دلیلین اور وراثت مالی انبیا کے مجکو آپ سے مل گئین آیت خمس وسے
کہ بحسب تسلیم آپ کے جائداد رسالت مآب ہین اور اسے جائداد حضرت سے
خدا نے حصہ اقربا ے رسول معین کیا پس وراثت مالی انبیا ثابت ہوی اور تین
حدیثین جسکی صحت کو آپ نے تسلیم کیا اور خصوص حدیث آخر کہ جس مین لفظ یرثہ
موجود ہین جس سے امام کا وارث مالی انبیا ہونا ثابت ہوتا ہے اور لم یورثوا
اور لا نورث کے مطلق نفے باطل ہوتی ہے واہ آپ ہی اپنے دعوے پر
خوب استدلال کرتے ہین کہ اتمام تقریب تو درکنار ادر بطلان دعوے ہوجاتا ہے
ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد **قولہ** اور نزدیک شیعہ کے **اقول**
آپ اپنے مذہب کے مسائل سے تو واقف نہین شیعون کے مسائل بیان
کرتے ہین ضمیر ہن کے ازواج کے طرف ہے نہ مطلق عورتون کی طرف
قولہ پس اقوال ائمہ **اقوال** اب بحث وراثت سے آپ بحث امامت مین
آ گئے ع تو کار زمین را نکو ساختی کہ بر آسمان نیز پرداختی ۔ امام نائب نبی
من جانب اللہ ہوتے ہین جو انبیا کرتے ہین وہی وہ بھی کرتے ہین بشرطیکہ امت
اونکی اطاعت کرے ورنہ مجبوری ہے قال اللہ تعالی لست علیھم بمصیطر
شاید جن انبیا مین یہ صفات بالفعل نہین پائے گئے آپ اونکو نبی بھی نہ سمجھتے
ہون گے **قولہ** سادہ لوح **اقول** سادہ لوح تو وہ ہے جو قران مجید نے
لوح محفوظ پر اپنی طرف سے حاشیہ ناقص چڑہاتا ہے اور وعید من قال فی القران
برائہ فلیتبوء مقعدہ من النار سے خوف نہ کھائے **قولہ** مجیب محض
مجبور ہے **اقول** یہ اولٹی سمجھ والے سمجھین گے مجیب نے تو مثل جناب

سیدہ کے لاجواب جواب دے مگر جہالت وتعصب کا کیا علاج ہے **قال المولف** ناظرین پر بعد معاینہ فرمانے اوراق ہذا کے یہ امر منکشف ومبرہن ہوجاے گا کہ شیعہ تیرہ سو برس سے جسکے لئے شور وشعب فریاد وفغان کرتے آتے ہین اوس دعوی پر کوی دلیل آیات کلام اللہ وحدیث رسول اللہ صلعم نہین پاتے ہین حیف صد حیف وافسوس صد افسوس کمترین نے بتائید ایزدی قران وحدیث سے ونیز اقوال آئمہ سے ثابت کردیا کہ متروکات انبیامین میراث نہین الحق یعلو ولا یعلی الحمد للہ کہ ہمکو اتباع ثقلین حاصل ہی اس سے اعراض وروگردانی فعل جاہل ہے یقول المجیب **قولہ** شیعہ تیرہ سو برس سے **اقول** یہ آپ نے صحیح لکھا کیونکہ تیرہ سو برس عہد جناب رسالت مآب کو ہوے اور اونہین حضرت نے اس گروہ حقہ وفرقہ ناجیہ کا نام شیعہ رکھا تھا جس طرح خود مثل حضرت ابراہیم کے شیعہ نوح کے تھے قال اللہ تعالے وان من شیعتہ لابراھیم مگر یہ آپنے نہین لکھا کہ اہل سنت کب سے شور وشعب فریاد وفغان کرتے آتے ہین آیا عہد حضرت معاویہ سے جنہون نے اپنے گروہ کا نام اہل سنت والجماعت رکھا تھا کما سلمہ صاحب التحفہ یا عہد ابو الحسن اشعری سے جنہون نے اپنے گروہ کا نام اہل سنت والجماعت رکھا تھا کما فی شرح العقائد النسفیہ **قولہ** کمترین نے **اقول** معاف کیجے گا شاید آپ نے کتب کلامیہ اپنے یہان کی نہین دیکھی ہے ورنہ آپ کو معلوم ہوجاتا کہ یہ شکایت آپ کو جدید نہین ہوی بلکہ پہلے اکثر علما آپ کے اسمین مبتلا تہی اور وہی آپ تک منتقل ہوے پس اگر وراثت علما کے آپ قائل ہون تو اسکو امراض متوارثہ سے سمجہئے اور اگر مثل انبیا کے بقتضاے اونکی وراثت سے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہی انکار ہو تو اسکو امراض

متعدیہ سے سمجھئے البتہ اس امر مین نے جو آپ کے علاج مین تجدید کی ہے خوبی وسبکی
ماہرین علوم ادبیہ وحکمیہ شرعیہ اور ناظرین کتب کلامیہ پر ظاہر ہے **قولہ** اتباع ثقلین
اقول اپنی کتابون کو اور شیعون کی کتابون کو ملاحظہ فرمایئے اور خدا کو حاضر
وناظر جانکے فیصلہ کیجیے کہ کون فرقہ تابع ثقلین ہے کسکا مذہب آئمہ اہلبیت رسول سے
ماخوذ اور اونکے طرف منسوب ہے اور کسکا دشمنان اہلبیت سے **قال المولف**
تنبیہ کبھی شیعہ لوگ روایات موضوعہ واسطے فریب دہی عوام کے پیش کرتے
ہین لہذا اون کا ذکر اس جگہ کرتے ہین تاکہ ناظرین حقیقت حال سے مطلع ہون
مغالطہ اخرج البزار وابو یعلی وابن ابی حاتم وابن مردویہ عن ابی سعید
الخدری قال لما نزلت ہذہ الایۃ وات ذی القربی حقہ دعا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاطمہ فاعطاھا فدک مخفے نرہے کہ اس روایت
مین وہ ابوسعید ہے جو کلبی کے خطاب سے مشہور ہے اور صاحب تفسیر ہے
اون کے کئی نام ہین اور مختلف کنیتین کبھی محمد بن سائب کلبی کبھی حماد بن صائب
کلبی پکارے جاتے ہین اور تین کنیتین ہین ابو النصر ابو ہشام ابوسعید اور خدری کا
لفظ زائد کیا گیا ہے تاکہ مشتبہ ہو صحابی کے نام سے انہین سے عطیہ عوفی شیعہ
روایت کرتے ہین وقد بینہ مفصلا فی میزان الاعتدال وشرح رسالہ منظومہ
جزری امام سخاوی وتذکرۃ الحفاظ ذہبی اور یہی ابوسعید واضع ہبہ فدک ہے
اور اسباب مین جتنے روایتین ہین اور سب اسپر منتہی ہین اور اوسکو علمانے
کاذب وشیعہ وغیرہ لکھا ہے چنانچہ ابن خلکان نے کلبی کے حق مین کہا ہے
کان من اصحاب عبد اللہ بن سبا الذی کان یقول ان علی بن ابیطالب
لم یمت وانہ یرجع الی الدنیا یعنے کلبی تہا اصحاب عبد اللہ بن سبا سے
جو کہتا تہا کہ حضرت علے نے وفات نہین فرمای اور وہ رجعت کرین گے

طرف دنیا کے واضح رہے کہ آیہ کریمہ وات ذی القربی حقہ مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہے قبل ہجرت کے کہ اوسوقت مین فدک کا ذکر بہی نہ تہا یہ روشن دلیل ہے دعوے ہبہ کے بطلان کے اور تفسیر در منثور واسطے جمیع موضوعات وغیرہ کے ہے اسمین روایات صحیحہ وسقیمہ متضادہ ومتعارضہ بلا التزام صحت کے ہین وعلے ہذا التصانیف ابن مردویہ اور مثل اسکے اور کتب سے کے روایتین بلا حکم صحت مطرود ومردود فقط نقل روایت دلیل صحت نہین کذا فی مقدمہ ابن الصلاح یقول المجیب **قولہ** روایات موضوعہ **اقول** آپ نے بہی تو فریب دہی عوام کے لئے حدیث لم یورثوا درہما ولا دنیارا جسکا راوی ناصبی ہے پیش کی تہی یہ حدیث تو تفسیر آیہ مین ہے آپ نے تو تخصیص آیت مین پیش کی تہی تفسیر مین تو حدیث ضعیف کافی ہے البتہ تخصیص مین حدیث متواتر یا مشہور ہونا چاہئے اسمین تو آپ کا نمبر شیعون سے بڑہا معلوم ہوتا ہے خیر بڑہا نہین تو مساوی تسلیم کرکے اور عیوض معوض گلہ ندارد کر کے ٹال دیجئے مگر یہ تو فرمائے کہ بحث آپ کے میراث ابنیا مین ہے اور ہبہ فدک کا ابطلان کرتے ہین اس سے آپ کو فریب دہی عوام منظور ہے یا خواص **قولہ** اخرج البزاز **اقول** پہلے یہ آپ فرمائین کہ کہ اس حدیث کے راوی وناقل آپ کے محدثین وعلما ہین یا شیعون کی یہ روایت کنز العمال وتاریخ حاکم وتفسیر در منثور ومعارج النبوۃ ومقصد اقصے ومسند بزاز وابو یعلی وابن حاتم وابن مردویہ مین منقول ومروی ہے اگر یہ سب شیعہ تہی تو الزام آپ کا صحیح ہے ورنہ مغالطہ درحقیقت آپ کے محدثین وعلما نے دیا ہے **قولہ** مخفے نرہے **اقول** یہ مغالطہ متکلمین اہل سنت کا ہے کہ جو روایت اون کے خلاف ہوتی ہے اوسکے راوی مین تغیر وتبدل کردیتے ہین یہان بہی ابو سعید سعد بن مالک صحابی کو ابو سعید محمد بن سائب

کلبی بنادیا ہے **قولہ** خدریکا لفظ **اقول** اگر آپ کے محدثین نے کلبی کو خدرے
بنادیا ہے تو اسمین شیعون کا کون قصور ہے آپ خود بزاز صاحب سے کہئے کہ کیون
جناب اپنے کلبی کو خدری کیون بنادیا یہ گندم نمائی اور جو فروشی ٹھیک نہین کیا
حدیث من بخش فلیس منا کے آپ کو خبر نہین **شعر** دزد تو سنتے تھے آپ تو شاعر
دزد نکلے۔ حدیث تو اکثر بناتے تھے آپ راوی بنانے لگے **قولہ** اوسکو علمائے
اقول یہ تو آپ کے یہان قاعدہ مقررہ ہے کہ جو جسقدر موافقت اہل بیت
رسول سے کریگا برا ہوتا جائیگا تا آنکہ رافضی و غالی و اصحاب ابن سبا ہوجائیگا
اور جو جہانتک مخالفت کریگا اچھا ہوتا جائیگا یہانتک کہ صدیق و فاروق و امیر
المومنین ہوجائیگا جس کتاب کی روایتین مذہب اہل البیت سے جسقدر مخالف
زیادہ ہون گے اوسیقدر اوس کتاب کی صحت کا رتبہ زیادہ ہوتا جائے گا اور
جسقدر موافق زیادہ ہون گے اوسیقدر اوسکے ضعف کا درجہ زیادہ ہوتا جائیگا
قولہ ابن خلکان **اقول** لوگون کے کہنے سے قطع نظر کرکے اور انظر الی ما
قال ولا تنظر الی من قال پر عمل کرکے ملاحظہ فرمائیے تو ابوسعید رافضی ہو یا خارجی
بات تو آپکے خلاف نہین کہتا آیہ خمس و فے مین حق ذی القربیٰ کے آپ ہی قایل ہین آیت
ذی القربےٰ حق مین حضرتکو خدا نے حق ذی یاد دینگا اسکے آپ ہی قایل ہین فدک فی مین داخل
ہے اسکے آپ ہی قایل ہین حضرت فاطمہ ذی قربا مین ہین اسکے آپ ہی قایل ہین
فدک مین انکا حصہ ہوگا اور حضرت نے دیا بھی ہوگا اس کے آپ ہی منکر نہونگے
البتہ کل فدک یا بعض فدک دیا اسکی وہ تفصیل نہین کرتا پس جب وہ آپ کے
خلاف نہین کہتا تو اسقدر آپ اوسپر برافروختہ کیون ہوتے ہین کیا فدک کے
نام لینے سے آپ کو غصہ آجاتا ہے **قولہ** واضح رہے کہ آیہ ذی القربےٰ
اقول یہ آیت ایک مرتبہ مکہ اور ایک مرتبہ مدینہ مین نازل ہوے اور

اگر مکی ہو جب بھی کوی قباحت نہین علے الاصح مکے وہ ہے جو مکہ مین نازل ہو گی
اگرچہ بعد ہجرت ہو کما فی الاتقان اور قبل ہجرت اوترنے کے کوی دلیل نہین
اور اگر قبل ہی ہو تو کیونکر ثابت ہوگا کہ حکم تعمیل فوری تھا یا علے الراخے اور در صل
مکے و مدنے ہونے پر آیات کے کوی دلیل یقینی نہین اکثر سورہ مکہ مین آیات
مدینہ ہین اور سورہ مدینہ مین آیات مکیہ تغلیباً سورہ مکیہ و مدینہ کہلاتے ہین
واذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال مگر عقل سلیم جسکو خدا نے ممیز بین الحق والباطل
گردانا ہے اسکے مدنیہ ہونے پر اور اوسکے نزول کے بعد آیت خمس و فے بلکہ بعد
حصول خمس و فے پر گواہی دیتی ہے اسواسطے کہ پہلے خدا نے خمس و فے مین
حق اقرباے رسول معین کیا پھر بعد حصول خمس و فے کے اونکے حق دینے کا حکم دیا ہوگا
قولہ اور در منثور واسطے **اقول** اسکی وجہ بھی بیان کر دیجے کہ عوام کے سمجھہ مین
آجاے کہ سیوطی نے اوسمین اکثر فضائل اہلبیت بیان کئے ہین اور ثبوت متعہ
اور مسح رجلین کے حدیثین لکھی ہین اور سب سے بڑا یہ کیا ہے کہ آیہ یا ایہا
الرسول بلغ ما انزل الیک کو متعلق قصہ غدیر و تخلیف جناب امیرؑ کیا ہے
قولہ اور مثل اوسکے اور کتب **اقول** جب آپ قصہ فدک مرویہ امام بخاری
کو افترا کہتے ہین اور صحاح آپ کے مفتریات سے پر ہین تو اور کتابین آپ کی
کب صحیح ہون گی الحمد للہ اس بارہ مین آپ شیعون کے ہم اعتقاد ہین **قولہ**
فقط نقل روایت **اقول** اسکا خیال آپ بھی رکھا کیجے فقط نقل روایت کتب شیعہ
سے دلیل صحت نہیں۔ جسطرح مولوی صادق کا قول آپ نے لکھا تھا قال المولف
تناقض روایات موضوعہ روافض بحار الانوار مین تفسیر عیاشے سے لکھا ہے
کہ آنحضرت صلعم نے حضرت حسنینؑ و حضرت فاطمہ کو فدک دیا تھا باعتبار اس
روایت کے حضرات حسنین کو طلب فدک مین ہمراہ حضرت سیدہؑ کے

مدعی ہونا چاہئے تہا نہ گواہ اگر حضرت صلعم نے حضرات حسنین کو فدک دیا ہوتا تو
گواہون مین کیون پیش کئے جاتے فتدبر اور بحار الانوار مین کتاب اختصاص سے
لکھا ہے کہ حضرت سیدہ نے حضرت صلعم کیخدمت مین عرض کیا یا ابت
انی اخاف العلیہ والحاجۃ من بعدك فصدق بہا علی فقال
ھی صدقۃ علیك یعنی اے باپ مین خوف کرتی ہون افلاس و
محتاجی کا بعد آپ کے پس تصدق کیجئے فدک کو مجہپر پس فرمایا رسولخدا نے
کہ یہ تصدق ہے تمپر پس لیا اوسکو حضرت سیدہ نے اس روایت سے
آیہ وات ذی القربے حقہ کا درباب فدک نازل ہونا باطل ہوگیا وفی الکافی
ثم قال جل ذکرہ واٰت ذی القربے حقہ فکان علی وکان حقہ
الوصیۃ التی جعلت لہ والاسم الاکبر ومیراث العلم واثار علم النبوۃ
اس کا ترجمہ صافی شرح اصول کافی مین یہ ہے بدہ صاحب نزدیک تر را حق اوپس
حاضر شد علی برائے اخذ حق خود اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
حق مین نازل ہوی اور ذوی القربے بہی وہی ہین الغرض یہ حال ہے روایات
موضوعہ کا جو بقدر وسعت مقام مذکور ہوئین زیادہ تطویل کی اس مختصر مین گنجائش
نہین کسیقدر تفصیل اس کی اشتہار سہارنفور کے تردید مین کی ہے فمن شاء
فلیرجع الیہ بقول المجیب **قولہ** تناقض روایات **اقول** اگر آپ علم حدیث سے
واقف ہوتے تو ایسا کبہی نہ لکہتے تناقض تو روافض و خوارج دونون کے یہان ہے
صحاح ستہ تمام احادیث متناقضہ سے مملو ہین علما تطبیق دیتے دیتے حیران ہوگئے
جو طریقے رفع تناقض کے آپ کے یہان ہین وہی مع شئے زاید اعن التقیہ
یہان بہی ہین پہلے اپنی ٹینٹ کو دیکہہ کے پہر اور کی پہولی دیکہا کیجئے اور ان
روایتون مین تناقض تو ہے بہی نہین فقط آپ کے سمجہہ مین تناقض ہے

قوله بحار الانوار **اقول** حسنین علیہما السلام عطاے فدک مین بہ تبعیت
جناب سیدۂ شریک تھے نہ اصالتاً کیونکہ وارث جناب سیدۂ تھے اس صورت
مین گواہ دعوے جناب سیدۂ ہونے مین تناقض نہین اور حضرت ابوبکر نے
فقط جابر کے کہنے پر کہ مال بحرین سے حضرت نے مجھکو دیا تھا اوسی قدر بلکہ
مضاعف دیدیا پس شہادت مدعی کے لنفسہ قبول کے اور یہان تو شہادت
بغرہ ہے اسکو تو قبول کرنا بدرجہ اولے تھا خصوصاً کہ شاہد اور مشہود دونون
معصوم یا بقول آپ کے محفوظ تھے ان شاہد ومشہود کا فیصلہ یہان تو نہین ہوا
یوم موعود ہوگا قال اللہ تعالی والیوم الموعود وشاھد ومشھود **قوله** اس
روایت سے **اقول** یہ روایت شیعون کے ہی اور رات ذی القربے کے
روایت اہل سنت کی ہے اسمین کون سا تناقض ہے آپ ہی مغالطہ دیتی ہین
قوله فے الکافے **اقول** کلام مجید مین ظہر وبطن ہے اور یہان ظاہر اوس کا
حق ظاہری پر اور باطن اوسکا حق باطنی پر دلالت کرتا ہے اور جناب امیر
علیہ السلام کو جناب رسالت مآب نے دونون حق عطا کئے حق ظاہرے تو
فدک ہے جیسا کہ خود حضرت امیرؑ فرماتے ہین بلی کانت فی ایدینا فدک
من کل ما اظلتہ السماء فشحت علیہا نفوس قوم وسخت عنہا نفوس
قوم اخرین ونعم الحکم للہ کما فی نہج البلاغۃ وصحیحۃ التفتازانی اسنے
والقوش حجی واللاھوری والکاذرونی یعنے بیشک تھا ہمارے قبضہ
مین فدک کل اون چیزون سے کہ سایہ کیا اوس پہ آسمان نے پس حرص
کیا اوسپر ایک قوم نے اور درگذر کیا اوس سے دوسرے قوم نے اور
بہتر حکم خدا ہے اور حق باطنی جو حضرت نے جناب امیرؑ کو عطا فرمایا اوس کا
مذکور اس حدیث مین ہے قال المولف ناظرین کو مژدہ ہو کہ اس کمترین نے

ایک رسالہ شیخ حبیب احمد شیعی دیوبندی کے اشتہار کے جواب مین مرتب کیا ہی
چونکہ اوس شپرہ چشم کور باطن نے حضرات ابوبکر وعمر کے ایمان واسلام مین بہی گفتگو
کی ہے لہذا اوسکا ثبوت تحقیقا والزاما عقلا ونقلا کتب معتبرہ شیعہ سے باقوال آئمہ
کرام لکہا گیا ہے اور اثبات خلافت خلفاء راشدین وابطال اعتراضات
معترضین بکمال بسط وتفصیل سے کیا ہے اور قریب تیس روایتون کے کہ اکثر کتب
شیعہ سے ہین ثبوت خلافت خلفاے راشدین مین لکہے گئے ہین اور حدیث
خم غدیر کی پوری بحث مذکور ہے اور درباب شان نزول آیہ کریمہ یاایہا
الرسول بلغ الایہ فریقین کے مفسرین کے اقوال مع مالہ وماعلیہ کے مسطور ہین
اور اہل بیت وعترت کی نسبت جو کچہہ شیعون کے خیالات ہین وہ دکہلائے
گئے ہین عنقریب انشاءاللہ تعالے یہ رسالہ چہپکر ہدیہ ناظرین ہوگا التماس
اگر کوئی صاحب تحریر جواب کے لئے قلم اوٹہائین تو پہلے حدیث کافی پر
جو نفی حجد وکلمہ حصر پر بحث کی گئی ہے اور مولوی صاحب نے اوس کے
جواب سے اعراض فرمایا ہے اس الجہی ہوے کو سلجہائین بعدہ جو سوال
میراث کا ہے یعنے متروکہ انبیا مین میراث کا جاری ہونا کتب معتبرہ سے ثابت
فرمائین اور اقوال مردودہ ومطرودہ درمیان مین نہ لائین اثبات احکام کے لئے
نص صریح درکار ہے روایات شاذ وغریبہ بیکار ہے قد استرح القلم من تحریف
ہذہ الاوراق فی یوم الجمعہ ۳ ربیع الثانی ۱۳۱۷ہجری وانا العبد الضعیف
العاصی محمد عبدالسمیع الحنفی القیار سے غفراللہ لہ ولابوہ ولجمیع المسلمین
الی یوم الدین فقط تم الکلام یقول المجیب **قولہ** ناظرین کو مژدہ ہو **اقول**
آپ کے علمانے ان مباحث مین بہت کچہہ جانفشانی کی اور کچہہ نفع اون کو
حاصل نہوا آپ اونکے کلام کی نقل کر کے کیا نفع اوٹہائین گے اگر کتب کلامیہ سے

نقل کیا ہو تو اوسکا جواب بہی خود ہی دیکہہ لیجئے اور اگر کوئی مضمون
جدید ہو تو اوسکو علیحدہ لکہہ کے بہیجدیجئے انشاءاللہ جواب معقول دیا جائے گا
باقی اضلال اہل حق کے تو امید نہ رکھئے ان عبادی لیس لک علیہم سلطان
جو شخص عقل و حمیت اسلامی رکھتا ہو گا وہ کبہی گوارہ نہ کرے گا کہ جناب رسالتمآب
صلعم قلم و دوات طلب کریں اور خلیفہ صاحب مانع ہوں اور جناب امیر
علیہ السلام خلافت طلب کریں اور خلیفہ صاحب مانع ہوں اور جناب سیدہ
فدک طلب کریں اور خلیفہ صاحب مانع ہوں اور پہر خلیفہ صاحب کی مدد کیجائے
اور ان معصومین پر الزام لگایا جائے جب بہی حضرات حکم خدا کے خلاف کرتے تھے
تو پہر مذہب اسلام کوئی چیز نہیں **قولہ** شپرہ چشم **اقول** شپرہ چشم وہ ہے
کہ انوار الٰہیہ معصومین سے گریز کرے اور ظلمات طاغوتیہ خاطئین میں دوڑتا
پہرے **قولہ** حضرات ابوبکر **اقول** آپ کو معلوم نہیں شیعہ ان حضرات کے
اسلام میں گفتگو نہیں کرتے **قولہ** شیعوں کے خیالات **اقول** شیعوں کے
خیالات جو نسبت آئمہ اہلبیت ہیں وہ کالشمس فی رابعۃ النہار ہے تا آنکہ
آپ کے علما آئمہ اہلبیت کو مجدد مذہب اثنا عشریہ لکہتے ہیں اسکے برعکس اگر
دکہلائے گا تو آپ بہی شپرہ چشم کہلائے گا **قولہ** التماس **اقول** جس مسئلہ کو
آپ اعجاز سمجہتے تھے وہ تو مستدراج نکلا اب ہماری طرف سے بہی التماس ہے
کہ جو صاحب جواب الجواب لکہنا چاہیں تو پہلے جواب جواب نفی حصر کا لکہیں
پہر بطرز مناظرہ ہر جواب کا جواب علیحدہ علیحدہ لکہیں اور اپنے دعوے تخصیص
و استثناء وراثت کو آیات قرانیہ و احادیث صحیحہ و اقوال معصومین سے
ثابت کریں تاویلات مردودہ و احادیث موضوعہ و اقوال مطرودہ سے
احتیاط کریں نہ کہ مولوی جہانگیر خان کیطرح کتاب کو فضائل اصحاب سے بہر دیں

فضائل اصحاب رسول مقبول کا کسی مسلمان کو انکار نہین بشرطیکہ تعریف اصحاب اوسپر صادق آتی ہو اور مصداق اُصیحابی اُصیحابی او رماد احدثون من بعدے اور مضمون من لا یرانی بعد ما ابقاد فتنی کے نہون قولہ قدم استرح القلم اقول عبارت عربیہ لکھا کیجیے تو سمجھ کے لکھا کیجیے من صنف فقد استهدف مشہور ہے توصیف پر الف لام غلط ہے یوم پر ف بیکار ہے غفر کا تعدیہ الی سے خلاف محاورہ ہے قال اللہ تعالیٰ ربنا اغفر لی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب اور معنی بھی صحیح نہین کیونکہ مابعد الی کا جنس ماقبل سے نہین ہے لہذا غایہ مغیا سے خارج ہوگے اور مغفرت قبل یوم الدین تک محدود رہ جائینگے ف ناظرین پر بعد معائنہ اس رسالہ کے واضح ہوجاے گا کہ اہل سنت عرصہ سے جس امر مین شور و شغب کرتے آتے ہین اوس دعوی پر کوی دلیل بجز ایک حدیث موضوع کے نہین رکھتی کیونکہ احادیث خود زمانہ رسالت مآب صلعم مین وضع ہونا شروع ہوئین تہین جیسا کہ حضرت نے فرمایا قد کثر علی الکذابہ اور حضرت معاویہ اور خلفاے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت مین تو اسکی حد نہ تہی علما اسپر نوکر تھے ایک ایک عالم نے صدہا بلکہ ہزارہا حدیثین بنای ہین جیسا کہ اکثر کتابون مین بہ تفصیل ہے اور علماے متاخرین کا تنقید احادیث مین ایسا اختلاف ہے کہ ایک جسکو صحیح کہتا ہے دوسرا موضوع کہتا ہے اور بالعکس پس تیقن صحت نہین ہوسکتا اور کوی صورت تیقن صحت حدیث کے اس سے بہتر نہین کہ جسکے صدق پر قرآن یا اہل بیت گواہی دین پس اس حدیث کا موضوع ہونا بدیہی ہے کیونکہ کلام مجید کے خلاف ہے اور خود عترت رسول کے مقابلہ مین علے الخلاف کہی گئی ہے الحمد للہ کہ اہل حق نے اپنے دعوے کو بقرآن وحدیث واقوال وافعال معصومین بلکہ مخالفین ثابت کردیا

اور مطلب الحق یعلو ولا یعلی علیہ کو ظاہر کر دیا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین الذی جعلنا من المتمسکین بکلامہ المبین و رسولہ الامین و اہل بیتہ الطاہرین صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین وانا المستبشر بفضل اللہ ونوالہ سمی حبیب اللہ و صادق الہ غفر اللہ لہ ولوالدیہ وللمومنین یوم یقوم الحساب

۲۰ رجب ۱۳۱۷ھ ہجری

تمت تمام شد

اعلان

واضح ہو کہ مولف رسالہ ہذا نے ایک رسالہ مسماۃ براۃ الحق اور چھپوایا ہے کہ جسکا خطبہ بعینہ خطبہ تہذیب المنطق ہے اور جس کے استدلالات بعینہ استدلالات آیات بینات یا مسلمات خود ہین اکثر احباب مجھسے اوسکی جواب لکھنے کے بہی فرمائش کرتے ہین لہذا اون کی خدمت مین التماس ہے کہ سب مجھے مجادلہ اور نقل نویسی سے معذور فرمائین اور جواب اوس کا رمی الجمرات ردّ آیات بینات منگاکر دیکھ لین ۔ وَالْعُذْرُ عِنْدَ کِرَامِ النَّاسِ مَقْبُوْلٌ تمت بتاریخ یکم ماہ ذیحجہ ۱۳۱۸ھ ہجری بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج مطبوعہ مطبع اثنا عشری سید عابد علے